156

اسلام کی صداقت
غیر مسلموں کی نظر میں

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

مکتبہ دانش دیوبند یو۔پی

رسالہ شہادتُ الاقوام علیٰ صدقِ الاسلام

یعنی

اسلام کی صداقت

غیر مسلموں کی نظر میں

تالیف

حکیمُ الامّتِ مجدِّدُ الملّتِ المولانا الشاہ
اشرف علی تھانوی رحمہُ اللہ

جس میں اسلام کے شرعی احکام و واجبات، نماز کا فلسفہ اور پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ پاک، کثرت ازدواج، عصمتِ نبی، عصمتِ وحی، قرآن پاک کے آسمانی کتاب ہونے میں عقلی دلائل، یورپ کے فلاسفر، مسیحی پادری، فرانس جرمن انگلینڈ کے ماہرین، جارج برنارڈ شا اور ہندو آریہ سماج کی بابت عقیدت

ناشر
مکتبہ دانش دیوبند ضلع سہارنپور - یوپی

تمہید

رسالہ

شہادت الاقوام علی صدق الاسلام

یعنی مصرعہ مشہورہ

اَلْفَضْلُ مَا شَہِدَتْ بِہِ الْاَعْدَاءُ

کا ایک کھلا مصداق

اَلْحَمْدُ وَ الصَّلٰوۃُ۔ حق تعالیٰ نے اہل کتاب کے حق میں ارشاد فرمایا ؏۲ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَھُمْ اور مشرکین کے حق میں فرمایا ؏۳ اَمْ لَمْ یَعْرِفُوْا رَسُوْلَھُمْ فَھُمْ لَہٗ مُنْکِرُوْنَ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس ؏۱

؏۱ اصلی کمال وہ ہیکہ مخالفین اسکی تصدیق کریں ؏۲ حاصل آیت یہ ہے کہ قوم یہود اور نصاریٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان علامات کی وجہ سے جو توراۃ اور انجیل میں بیان کی گئی ہیں بے شک وشبہ اس طرح پہچانتے تھے جس طرح کہ وہ اپنے بیٹوں کو انکی صورت سے پہچانتے ہیں جسمیں انکو ذرہ برابر بھی شبہ نہیں ہوتا مگر اس پہچاننے کے باوجود سب یہود و نصاریٰ مسلمان نہ ہوئے ؏۳ حاصل آیت کریمہ کا یہ ہے کہ مشرکین عرب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک کے یہود و نصاریٰ و مشرکین آپ کی اور آپکے دین کی حقانیت کے اضطراراً دل سے معتقد تھے اس کے بعد تاریخ و مشاہدہ بتلا رہے ہیں کہ اس وقت سے اس وقت تک برابر دوسری قومیں بکثرت حقانیت کا اقرار کرتی چلی آئی ہیں، چند روز سے مجھ کو ان شہادات کے جمع کرنے کی طرف توجہ ہوئی گو بوجہ فقدان ذرائع مجھ کو اس کا کافی ذخیرہ نہیں مل سکا، لیکن اتنا بلا اہتمام جمع ہو گیا اس کی اشاعت کو جی چاہتا تھا گو متفرق طور سے وقتاً فوقتاً کچھ نہ کچھ شائع بھی ہوتا رہا مگر اجتماعاً اشاعت کا موقع نہیں ہوا اب بعض احباب نے اس کی اشاعت کا قصد کر کے اس مجموعہ کی درخواست کی، چنانچہ ان کے حوالہ کرتا ہوں اور اجازت دیتا ہوں کہ اگر ان کو کوئی مضمون اس قسم کا مل جاوے اس کو اس رسالہ کا جزو بنا دیں اور امتیاز کے لئے اس کی ابتدار پر لفظ ضمیمہ اور انتہا پر لفظ تمت الضمیمہ لکھدیا کریں اور اس کا نام شہادۃ الاقوام علی صدق الاسلام رکھتا ہوں فالآن اقول وبہ اصول و اجول

کتبہ اشرف علی اواخر ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ

بقیہ صفحہ ۲ کے کمالات اور حسنِ اخلاق بالخصوص صفت دیانت، سچائی اور امانت داری سے نہایت درجہ واقف ہونے کے باوجود آپ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں ۱۲، ع۱ یعنی صحیح دلائل کی وجہ سے مجبور ہو کر اسلام کی حقانیت کو مانتے تھے ۱۲، ع۲ استبانہ ہونیکی وجہ سے ۱۲، ع۳ اقوامِ عالم کی گواہی مذہبِ اسلام کی حقانیت سے متعلق

(الف) منقول از اخبار وکیل ۸ اجون ۱۹۱۳ سنہء

اسلام کے واجبات اور فرائض حفظ صحت

جرمنی کے مشہور علمی رسالہ دی ھایف میں نامور جرمن فاضل اور مستشرق علامہ جو اکم دی یوسف نے اسلام کے واجبات اور فرائض حفظ صحت پر ایک نہایت قابلِ قدر مضمون لکھا ہے جس کی نقل ذیل میں ہے۔

وہ فاضل تحریر کرتا ہے کہ دینِ اسلام کے اصول وعقائد وقواعد کو اگر بہ نظرِ غائر[۱] مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی مانند ظاہر ہو جاتی ہے کہ موجودہ مسلمان ان کی پابندی سے کوسوں دور ہیں اور اگر مسلمانوں میں کوئی ایسی اولوالعزم روح پردۂ غیب سے شہود[۲] میں آئے جو انکو از سرنو اسلام کے اصلی اور صحیح مرکز پر لے آئے تو اس میں کلام نہیں کہ انکی قوت کا طرۂ افتخار آسمان تک جا پہنچے اور سیاسی اعتبار سے نہ بھی اخلاقی اجتماعی اور علمی پہلو سے وہ دنیا کی بساط پر ایک نہایت اہم مہرہ بن سکتے ہیں، مجھے اس وقت اسلام کی سیاسی اہمیت سے سروکار نہیں بلکہ میں صرف اس کے ایک خاص پہلو پر بحث کرنا چاہتا ہوں جس پر اس وقت تک شاید کسی یوربین نے غور نہیں کیا یہ پہلو ان احکام وقوانین سے تعلق رکھتا ہے جو قرآن کریم نے حفظان صحت اور تندرستی کے

ع۱ یعنی غور سے اگر مطالعہ کیا جائے ع۲ مراد یہ ہے کہ اگر ایسا مسلمان پیدا ہو جائے جس کا عزم وارادہ اسلام کے صحیح اصول کے مطابق ہو اور ایسی پاکیزہ روح دنیا میں آجائے کہ مذہب اسلام کی حقیقت کے ساتھ متصف ہو ۱۲

متعلق اپنے ماننے والوں پر فرض کیئے ہیں میں نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ روئے زمین کی تمام کتب سماوی پر قرآن کو اس لحاظ سے خاص امتیاز حاصل ہے اگر ہم شاندار مگر سادہ واجبات و فرائض حفظانِ صحت پر نظر کریں جو قرآن کریم میں مذکور ہوئے ہیں اور پھر اس امر پر غور کریں کہ ان کی پابندی کرنے والوں کو جنّت الفردوس کے مستحق قرار دینے میں اس کی کیا حکمت ہے؟

تو ہم پر روشن ہو جائے گا کہ اگر یہ صحیفۂ آسمانی اور کلام ربّانی ساکنانِ ایشیا کو نہ ملتا تو ایشیا کا بلا آفریں خطّہ زمین یورپ کے حق میں اور بھی بلاخیز ہو گیا ہوتا، اسلام نے صفائی اور پاکیزگی اور پاکبازی کی صاف وصریح ہدایات کو نافذ کر کے جراثیم ہلاکت کو مہلک صدمہ پہنچا دیا ہے، غسل اور وضو کے واجبات نہایت دور اندیشی اور مصلحت پر مبنی ہیں۔

غسل میں تمام جسم اور وضو میں ان اعضاء کا پاک صاف کرنا ضروری ہے جو عام کاروبار یا چلنے پھرنے میں کھلے رہتے ہیں منہ کو صاف کرنا اور دانتوں کو مسواک کرنا ناک کے اندرونی گرد و غبار کو دور کرنا یہ تمام حفظِ صحت کے لوازم ہیں اور ان واجبات کی بڑی شرط آب رواں کا استعمال ہے جو فی الواقع جراثیم کے وجود سے پاک ہوتا ہے[1]

---

[1] مطلب یہ ہے کہ اسلام نے پہلے ہاتھ وغیرہ کو دھونے کے لئے صاف ستھرے پانی کے استعمال کو ضروری قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ پانی جراثیم یعنی گندگی

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لحم خنزیر[1] میں اور بعض ممنوع جانوروں کے اندر امراض ہیضہ، دٹمان، فالیج، بخار وغیرہ کا خطرہ دریافت کر لیا تھا، حیوانات کے ذبح کرنے کا جو طریقہ شارع اسلام نے تلقین کیا ہے وہ بہت ضروری اور اہم ہے، گرمی و حدت جانوروں کے خون میں مواد فاسد پیدا کرتی اور ہزارہا ایسی بیماریوں کا باعث ہوتی ہے جو نسلِ انسانی کے لئے سمِ قاتل کا حکم رکھتی ہیں۔ ایسے بیمار جانوروں میں جراثیم پیدا کر دیتی ہیں اس لئے ذبح کرنے کے عمل میں جانور کے خون کا کثرت سے خارج ہونا لازم ہے۔ غسل اور وضو سے جو صفائی اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور حفظِ صحت کی ان دو شرطوں کے بعد تیسری اہم اور قابل قدر شرط ورزشِ جسمانی کی ہے، یہ شرط نہایت آسانی کے ساتھ ادائے نماز سے پوری ہوتی ہے۔

نماز میں قیام و رکوع و قعود و سجود کی حرکات اعلیٰ حکمتِ عملی اور تدبر پر مبنی ہیں، اگر اہلِ یورپ میں اسلامی نماز کا رواج ہوتا تو ہمیں جسمانی ورزش کے لئے نئی نئی ورزشی حرکتیں ایجاد نہ کرنا پڑتیں ایشیا کے گرم ملک میں انسانی جسم کے اندر چربی زیادہ پیدا ہوتی ہے اور سجدہ میں دونوں ہاتھ اور دیگر اعضا ایک خاص کشش کے ساتھ پھیلانا اور

بقیہ صفحہ ۵ باریک کیڑوں سے پاک ہوتا ہے اس لئے اس کا استعمال بہت مفید ہے ۱۲

[1] مراد یہ ہے کہ لحم خنزیر یعنی سور کا گوشت اور اسی طرح حرام درندوں اور جانوروں کے گوشت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلئے ممنوع قرار دیا ہے کہ انکے گوشت میں ہیضہ اور ملیریا بخار اور دوسرے مہلک امراض کا خطرہ پایا جاتا ہے ۱۲۔

سمیٹنا نامناسب فربہی کی مضرتوں کو دور کر دیتا ہے، اسلام میں تعدّدِ ازدواج کی اجازت قوم کو کمی نسل کے ناقابل تلافی نقصان سے محفوظ رکھنے کے لیئے ایک بے نظیر اصول ہے جس کی ہمیں تو دل سے قدر کرنی چاہیئے یہ ایک ایسا اصول ہے کہ اگر بوقت ضرورت اس کی پیروی کی جائے تو اس سے سلسلۂ توالد وتناسل میں خلل انداز ہونے والے امراض پیدا نہیں ہونے[۱] پاتے آپ ایشیا میں عمر رسیدہ دوشیزہ لڑکیاں بہت کم پائیں گے جو زیادہ عمر تک شادی نہ ہونے کے سبب ہسٹریا کی تکلیف دہ بیماری میں مبتلا ہوں۔

منشیات ومسکرات[۲] کو حرام قرار دینا اسلام کا اتنا بڑا احسان ہیکہ جس کے بار گراں[۳] سے انسان کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا اور ہم مدعیان تہذیب وتمدّن یعنی اقوام یورپ کو اس بارہ میں مسلمانوں پر حسد کرنا

---

۱ مراد یہ ہے کہ اسلام نے جو ایک مرد کو چار عورتوں سے ایک ساتھ نکاح کرنے کی اجازت دی ہے اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کو نسل کی کمی کا نقصان نہ ہوگا یہ اصول بہت ہی قابل قدر ہے اور بہت سے امراض سے بھی اس میں حفاظت ہے۔

۲ یعنی وہ چیزیں جن کو پینے سے انسان کو نشہ اور مستی اور مدہوشی پیدا ہوتی ہے جیسے شراب، چرس، بھنگ وغیرہ۔

۳ بھاری بوجھ ۱۲۔

لازم ہے[1]، حیاتِ مستعار کو ایک بے حقیقت شئ سمجھنا اور جان کی مطلق پروانہ کرنا جس کے ساتھ ایک قادر مطلق ہستی کا پختہ اعتقاد بھی شامل ہے اور مزید براں حفظِ صحت کے قدرتی و فطری اصول و قوانین جن میں انسانی فکر و تدبر کو کچھ بھی دخل نہ ہو یہ تمام باتیں جسمِ انسانی کی تمام طاقتوں اور قوتوں کو مدتِ دراز تک صحیح و سالم و مضبوط و مستحکم رکھنے کے لئے نہایت موثر اور یقینی وسائل ہیں بایں ہمہ اگر ایشیا بعض خصائل میں ہم پر بہ مراتب فوقیت رکھنے کے باوجود اکثر امور میں ہم اہل یورپ سے بہت پسماندہ رہے ہیں تو اس کے خاص وجوہ ہیں، منجملہ ان کے ایک امر مختلف قوموں کا باہمی اختلاط بھی ہے جن میں سے اکثر کو اسلام کے ساتھ موہوم سا تعلق ہے اور ایک قصہ یہ بھی ہے کہ خالص عربی النسل مسلمانوں کی سوسائٹی میں دوسری قوموں کی عورتوں کا عقدِ نکاح کے ذریعہ داخل ہو جانا ان کی ہیئتِ اجتماعیہ کے فساد کا موجب ہوا ہے اور یہ قانونِ قدرت ہے کہ کامل چیز وہی ہے جو خالص بھی ہو بہرحال اسلامی تعلیمات کی یہ بڑی فضیلت اور منزلت اظہر من الشمس ہے بالخصوص اختلاطِ اجناس و اقوام کے لحاظ سے اس کے اصول اور بھی قابلِ قدر اور لائق تحسین ہیں

---

[1] مراد یہ ہے کہ اسلام نے شراب نوشی اور بھنگ نوشی وغیرہ نشہ لانے والی چیزوں کو حرام قرار دے کر بہت بڑا احسان فرمایا ہے اور عالم انسانی کی اس سے بہت بڑی رہنمائی فرمائی ہے۔ دنیا کی زندگی ۱۲

اس موقعہ پر قدرۃً یہ سوال دل میں پیدا ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں نے اسلام کی پیروی ترک کردی ہے تعلیمات قرآنی کی جانب سے رو گرداں ہو گئے ہیں سچا اسلام عملی صورت میں آج کل کہیں بھی موجود نہیں ہے اور اس کی بگڑی ہوئی ہیئت نے اپنے پیروں کو تنزل اور ضلالت وجہالت کے عمیق غار میں دھکیل دیا ہے تو آخر ان کا انجام کیا ہو گا ہمارے نزدیک اس کے ساتھ ہی یہ سوال بھی ہونا چاہیئے کہ اگر اسلام نہ ہوتا تو ان قوموں کا جو اب مسلمان کہلاتی ہیں کیا حشر ہو سکتا تھا اور ان ہی قوموں پر کیا منحصر ہے ہمیں خود اپنی نسبت یہ سوال کرنا چاہیئے کہ اگر اسلامی تہذیب دنیا میں جلوہ فگن نہ ہوتی تو ہماری کیا کیفیت ہوتی، آئینِ احسانمندی کی رو سے ہم پر واجب ہے کہ عربی علوم و فنون نے ہمارے علوم و فنون پر جو حیرت انگیز اثر ڈالا ہے اس کو فراموش نہ کریں اگر عربوں نے فلسفۂ ارسطو کا اپنی زبان سے ترجمہ نہ کیا ہوتا اور پھر عربوں کی معرکۃ الآراء تالیفات و تصانیف لاطینی زبان میں ترجمہ ہو کر ہم تک نہ آئی ہوتیں تو ہمیں اس فلسفہ کی اصل یونانی کتابوں کے حصول سے بہت مدّت پیشتر ہی اس کا علم کیونکر ہو سکتا چند سو سال قبل ہی کا زمانہ لیجیئے یورپ کے تشنگان علوم کا چشمۂ شیریں اندلس کے عربی اسلامی دار العلوم[۱] تھے اور سچ

---

[۱] مطلب یہ ہے کہ اہل یورپ کے بہت سے علوم اندلس کی عربی درسگاہ سے ماخوذ ہیں کیونکہ برسوں مسلمانوں نے اندلس پر حکومت کی اور اسکی علمی درسگاہوں سے اہل یورپ نے بہت علوم اخذ کئے ہیں جسکی تفصیل کتب تاریخ میں موجود ہے ۱۲

پوچھو تو آج بھی جب کہ اسلام رو بہ تنزل ہے، ہم اسلام کے سیاسی علوم سے بہت کچھ اخذ کر سکتے ہیں۔ فقط

(ب) منقول از اخبار مدینہ بجنور ۹ مارچ ۱۹۱۷ء نمبر ۱۹ جلد ۶

پیغمبر اسلام سے ایک جرمنی ڈاکٹر کی عقیدت

جرمن کے مشہور ڈاکٹر کوخ نے ایک مضمون اخبار "النصیحہ" میں لکھا تھا جسکا اقتباس ہم یہاں نقل کرتے ہیں تاکہ یہ ظاہر ہو کہ حدیث شریف کی جو تعلیم ہے وہ ایسی معقول ہے کہ ہر ایک سلیم الفطرت انسان خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو اسے قبول کرے گا۔

ڈاکٹر مذکور لکھتا ہے کہ جس وقت سے مجھ کو نوشادر کا داء الکلب[۱] کے لئے تیر بہدف علاج ہونا دریافت ہو گیا ہے اس وقت سے میں عظیم الشان نبی (یعنی محمد صلعم) کی خاص طور پر قدر و منزلت کرتا ہوں اس انکشاف کی راہ میں مجھ کو انھیں کے مبارک قول کی شمع نور نے روشنی دکھائی، میں نے ان کی وہ حدیث پڑھی جس کا مفہوم[۲] یہ ہے کہ جس برتن میں کتا منہ ڈالے اس کو سات بار دھو ڈالو چھ مرتبہ پانی سے

---

[۱] یعنی کتے کے کاٹنے کا علاج نوشادر کے ذریعہ سے ہونا مجھ کو معلوم ہوا

[۲] حدیث شریف صحیح مسلم میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے طهور اناء احدکم اذا ولغ فیہ الکلب ان یغسلہ سبع مرات اولٰھن بالتراب ترجمہ۔ جب تمہارے برتن میں کتا منہ ڈالدے تو اس کے پاک کرنیکا طریقہ یہ ہیکہ اس برتن کو سات مرتبہ دھو دو پہلی بار مٹی سے دھو ڈالو ۱۲

اور ایک مرتبہ مٹی سے یہ حدیث دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ محمد صلعم جیسے عظیم الشان پیغمبر کی شان میں فضول گوئی نہیں ہو سکتی ضرور اس میں کوئی مفید راز ہے اور میں نے مٹی کے عنصروں کی کیمیائی تحلیل کر کے ہر ایک عنصر کا دار الکلب میں الگ استعمال شروع کیا آخر میں نوشادر کے تجربہ کی نوبت آتے ہی مجھ پر منکشف ہو گیا کہ اس مرض کا یہی علاج ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی سے برتن دھونے کی کی رغبت کیوں دلائی اس کی وجہ یہ ہے کہ نوشادر ہمیشہ مٹی میں موجود رہتا ہے اور اگر آپ نے محض نوشادر ہی سے برتن دھونے کی ہدایت فرمائی ہوتی تو بسا اوقات اس کا ملنا غیر ممکن ہوتا اس لئے مٹی جو ہر وقت اور ہر جگہ پائی جاتی ہے برتنوں کی صفائی کے لئے بہترین ذریعہ صفائی تھی اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ۱؎ الحمّٰی من فیح جہنم فاطفوٴ احرھا بالماءِ برطباً رہنما کرتے تھے۔ حالانکہ آپ کی غرض اس ارشاد سے یہ تھی کہ صفراوی بخار کا علاج آبِ سرد سے کرو، چنانچہ اب تحقیقات نے واضح کر دیا ہے کہ بخار کا علاج صرف ٹھنڈا پانی ہی نہیں ہے بلکہ برفاب۲؎ بھی ہے غرض کہ آنحضرت

۱؎ حاصل حدیث یہ ہے کہ بخار کی حرارت جہنم کی سخت گرمی کا نمونہ ہے لہٰذا اس بخار کی گرمی کو پانی کے ذریعہ بجھا دیا کرو، مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ یہ علاج خاص قسم کے بخار کا ہے بالخصوص اس بخار کا جو اہلِ حجاز کو ہوا کرتا ہے کیونکہ انکو بخار سخت گرمی کیوجہ سے ہوتا ہے لہٰذا اس میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا اور اس کو پینا بہت مفید ہے ۲؎ برف کا پانی ۱۲۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ساری حدیثیں فن طب کی جان اور اصل الاصول ہیں اور تحقیق وتفتیش ان کی صداقتِ کاملہ کا اظہار کرتی ہے میں اس پیغمبر کا ادب واحترام کرتا اور کہتا ہوں کہ ابتدائے آفرینشِ حضرت آدمؑ سے اب تک کوئی طبیب وحکیم دنیا میں آپؐ کا ہم پلہ نہیں ہوا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم

(ج) منقول از اخبار وحدت ۲ فروری ۱۹۲۵ء نمبر ۲۱ جلد ۲

قرآن تمام آسمانی کتابوں میں بہترین کتاب ہے

ڈاکٹر موریس نے جو فرانس کے نامور اہلِ قلم مستشرق اور ماہر علوم عربیہ ہیں اور جنھوں نے گورنمنٹ فرانس کے حکم سے قرآن کریم کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کیا تھا اپنے ایک مضمون میں جو "لابار دل فرانس رومان" میں شائع ہوا تھا ایک اور فرانسیسی مترجم قرآن موسیو سالمان ریناش کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے قرآن کیا ہے؟ قرآن کی اگر کوئی ایسی منقبت ہو سکتی ہے جس میں کسی طرح کا نقص نہ نکل سکتا ہو تو وہ اس کی فصاحت وبلاغت ہے وہ عظیم الشان فضیلت جس پر تینتس[۱] کروڑ (چالیس کروڑ مؤلف) انسان فخر کر رہے ہیں وہ یہی ہے کہ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لیے جو کتابیں تیار کی ہیں ان سب میں یہ بہترین کتاب ہے اس کے نغمے انسان کی خیر وفلاح کے

---

[۱] یعنی قرآن کریم کے مضامین ۱۲

متعلق فلاسفۂ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں اس میں آسمان وزمین کے بنانے والے کی حمد وثنا بھری ہے، خدا کی عظمت سے اس کا حرف حرف لبریز ہے جس نے یہ چیزیں پیدا کی ہیں اور ہر ایک چیز کی اس کی استعداد کے مطابق رہنمائی کی ہے (پیام آئین)

(د) منقول از اخبار وحدت ۸ر فروری ۱۹۲۵ء نمبر ۲۶ ج ۲

مسٹر آرنلڈ وہائٹ نے اسلامک ریویو ماہ مئی ۱۹۱۶ء صفحہ ۲۲۶ میں لکھا ہے۔

"وہ اسباق جو ہم عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید سے یہودیوں کے توسط سے سیکھتے ہیں (نصف یورپ ایک یہودی یعنی مسیح علیہ السلام اور بقیہ نصف ایک یہودن بنت جناب مریم کی پرستش کرتا ہے) ہمیں بنی نوع انسان کے ساتھ انسانیت سے پیش آنا اور تمام لوگوں کے خیالات کا احترام کرنا سکھاتے ہیں، لیکن قرآن نے جس کو ایک ساربان کے فرزند نے[۲] لکھا مسلمانوں کو

---

[۱] مراد اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں [۲] مراد یہ ہے کہ حضرت سید محمد صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے ایک اونٹ چرانے والے کے فرزند ہیں انھوں نے عالم کو اس قرآن کی تعلیم دی یہ الفاظ مذکورہ عیسائی کے ہیں جو ان الفاظ سے اپنی رائے ظاہر کر رہا ہے لیکن درحقیقت یہ قرآن کریم تو حق تعالیٰ شانہ نے اپنے الفاظ میں حضرت جبرئیل فرشتہ کی معرفت سب سے آخری پیغمبر اسلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشا تھا کہ تمام عالم کو سنادیں اور صحیح راستہ بتائیں ۱۲

نہ صرف زبردست جنگ آرائی سکھائی بلکہ پرائیویٹ زندگی میں ہمدردی، خیرات، فیاضی، شجاعت اور مسلمان نوازی کا سبق پڑھایا۔

(ہ) منقول از اخبار وحدت ۸ر فروری سنہ ۱۹۲۵ء نمبر ۲۶ ج ۲

بابا نانک[1] نے لکھا ہے۔ توریت، زبور، انجیل ترے پڑھ سن ڈٹھے، وید رہی قرآن کتاب کل جگ میں پردار (جنم ساکھی کلاں صفہ ۲۴۷) (توریت، زبور، انجیل وغیرہ تمام پڑھ کر دیکھ لیے قرآن شریف ہی قابل قبول اور اطمینان قلب کی کتاب نظر آئی) رہی کتاب ایمان دی نیچ کتاب قرآن (اگر سچ پوچھو تو سچی اور ایمان کی کتاب جس کی ملاقات سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے قرآن شریف ہی ہے)

(و) منقول از اخبار وحدت ۸ فروری سنہ ۱۹۲۵ء نمبر ۲۶ ج ۲

پروفیسر ایڈورڈ جی براؤن ایم اے، ایم، بی نے اپنی تالیفات "دو ائے لٹریری ہسٹری آف پرشیا" "تاریخ ادبیات ایران" میں ژند اوستا[2] اور قرآن کا مقابلہ کرتے ہوئے صفہ ۱۰۲ میں لکھا ہے "میں جوں جوں قرآن پر غور کرتا ہوں اور اس کے مفہوم و معانی کے سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں میرے دل میں اس کی قدر و منزلت زیادہ ہوتی جاتی ہے، لیکن ژند اوستا کا مطالعہ بہ جز

---

[1] یہ تمام سکھوں کے مسلم رہنما کا نام ہے انھوں نے پنجابی زبان میں یہ مضمون تحریر کیا ہے جس کو اصل عبارت کیلیاں پر ذکر کیا گیا ہے۔ [2] ژند اوستا یہ دونوں کتابیں فرقہ مجوس کی مذہبی کتابیں ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ زرتشت ہمارا پیغمبر ہے ان پر یہ دونوں کتابیں نازل کی گئی ہیں ۱۲

ایسی حالتوں کے کہ اس کو علم الادثان یا تحقیق لسانی یا اسی قسم کے دیگر اغراض کے لئے پڑھا جائے طبیعت میں تکان پیدا کرتا ہے اور بار خاطر ہو جاتا ہے

(۲۶) منقول از اخبار وحدت ۸ر فروری ۱۹۲۵ء نمبر ۶ ج ۲

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی جلد ۱۶ صفحہ ۵۹۹ میں لکھا ہے قرآن کے مختلف حصص کے مطالب ایک دوسرے سے بالکل متفاوت ہیں بہت سی آیات دینی و اخلاقی خیالات پر مشتمل ہیں مظاہر قدرت تاریخ الہامات انبیاء کے ذریعہ اس میں خدا کی عظمت و مہربانی اور صداقت کی یاد دلائی گئی ہے بالخصوص حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے خدا کو واحد اور قادر مطلق ظاہر کیا گیا ہے بت پرستی اور مخلوقات کی بت پرستش کو (جیسا کہ عیسیٰ مسیحؑ کو خدا کا بیٹا سمجھ کر پوجا جاتا ہے) بلا لحاظ ناجائز قرار دیا ہے قرآن کی نسبت یہ بالکل بجا کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا بھر کی موجودہ کتابوں میں سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔

(ح) منقول از اخبار وحدت ۸ر فروری ۱۹۲۵ء نمبر ۶ ج ۲

ڈاکٹر کینن آئزک لیٹر نے ۱۸۷۶ء میں بہ حیثیت صدر نشین کلیسائے انگلستان ایک تقریر کی تھی جو اسی زمانہ میں لنڈن ٹائمز میں شائع ہوئی تھی اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے جو تمدن علم کا جھنڈا اڑاتا ہے جو تعلیم دیتا ہے کہ انسان جو

ف یعنی جو صحیح تمدن کی تعلیم دیتا ہے اور اس کو سر بلند کرتا ہے ۱۲

نہ جانتا ہو اس کو سیکھے۔ جو بتاتا ہے کہ صاف کپڑے پہنو اور صفائی سے رہو، جو حکم دیتا ہے کہ استقلال و استقامت لازمی فرض ہے، بے شبہ دینِ اسلام کے تمام اصول ارفع ہیں[1] اور اس کی خصوصیات شائستگی اور تمدّن سکھلاتی ہیں۔

(ط) منقول از اخبار وحدت ۸ر فروری ۱۹۲۵ء ج ۲ نمبر ۲۶

"ہربرٹ لکچرز" میں یہ فقرات موجود ہیں

"اسلامی قانون قابل تعریف اصول پر مشتمل ہے اور زیادہ قابل تعریف یہ امر ہے کہ اسے ان اصول کی تعلیم اور انجام وہی سے زبردست مقاصد میں کامیابی حاصل ہوتی ہے"۔ شریعت اسلام نہایت اعلیٰ درجہ کے عقلی احکام کا مجموعہ ہے، جن فضائل اور اعمال کی اس میں ہدایت ہے وہ ایسے برگزیدہ اور شائستہ ہیں کہ کسی مشہور مسیحی[2] قسیس کی ہدایتیں بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔

(ی) منقول از اخبار وحدت ۸ر فروری ۱۹۲۵ء ج ۲ نمبر ۲۶

مسٹر وڈول جس نے قرآن شریف کا ترجمہ شائع کیا ہے لکھتا ہے

"جتنا بھی ہم اس کتاب (قرآن) کو الٹ پلٹ کر دیکھیں اسی قدر پہلے مطالعہ میں اس کی نامرغوبی نئے نئے پہلوؤں سے اپنا رنگ جماتی ہے لیکن فوراً ہمیں مسخر کر لیتی ہے، متحیّر بنا دیتی اور آخر میں ہم سے تعظیم کرا کر چھوڑتی ہے اس کا طرز بیان باعتبار اس کے

[1] لیکن اسلامی اصول سب سے بلند اور بہت قابل قدر ہیں۔ [2] مذہب عیسائیت کا بہت بڑا عالم ۱۲

مضامین و اغراض کے عفیف[۱]، عالیشان اور تہدید آمیز ہے اور جابجا اس کے مضامین سخن کی غایت[۲] رفعت تک پہونچ جاتے ہیں، غرض یہ کتاب ہر زمانہ میں پر زور اثر دکھاتی رہے گی
منقول از اخبار "العدل" گوجرانوالہ ۷ جنوری ۱۹۲۷ء

قرآن کی تحسین مغرب پر

کلام الٰہی کا اک یہ بھی نادر معجزہ ہے کہ سخت متعصب مخالفین اور نکتہ چین عیسائیوں سے اپنا لوہا منوالیا الفضل ما شھدت بہ الاعداء یعنی جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے عنوان بالا پر مولانا عبداللہ صاحب منہاس نے نہایت تندہی سے ایک ضخیم رسالہ "پیام امین" مرتب فرمایا ہے اسی میں سے ملخصاً ناظرین العدل کی دلچسپی کے لئے چند نامور مستشرقین کی صائب آرا[۳] جو قرآن کے متعلق ہیں پیش کیجاتی ہیں۔

کونٹ ہنری دی کاسٹری اپنی کتاب الاسلام میں جو کونٹ موصوف نے فرنچ[۴] میں لکھی تھی جس کا ترجمہ مصر کے مشہور مصنف احمد فتحی بک زاغلول نے ۱۸۹۸ء میں شائع کیا تھا کہتے ہیں۔

قرآن کی وحی کا مسئلہ اور بھی زیادہ مشکل اور پیچیدہ مسئلہ ہے کیونکہ ارباب بحث اس کو مفصل طور پر حل نہیں کر سکے عقل

---

[۱] پاکیزہ [۲] یعنی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بہت ہی عالیشان ہیں [۳] یعنی علماء یورپ کی صحیح رائیں [۴] یعنی فرانسیسی زبان میں۔

حیران ہے کہ اس قسم کا کلام ایسے شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہوا جو بالکل امی تھا تمام مشرق نے اقرار کیا ہے کہ یہ وہ کلام ہے کہ نوع انسانی لفظاً و معناً ہر لحاظ سے اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے یہ وہی کلام ہے جس کی بلند انشا پردازی نے حضرت عمر ابن خطابؓ کو مطمئن کر دیا ان کو خدا کا معترف ہونا پڑا یہ وہی کلام ہے کہ جب حضرت یحییٰ (علیہ السلام) کی ولادت کے متعلق اس کے جملے (حضرت) جعفر ابن ابی طالبؓ نے نجاشی بادشاہ کے سامنے پڑھے ہیں تو اس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے اور بشپ چلا اٹھا کہ یہ کلام اسی سرچشمہ سے نکلا ہے جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام نکلا تھا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو اپنی رسالت کی دلیل کے طور پر لائے اور وہ اس وقت سے تا ایں دم ایک ایسا مہتم بالشان راز چلا آتا ہے جس کے طلسم کو توڑنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔

انگلستان کے نامور مورخ ڈاکٹر گبن اپنی مشہور تصنیف "سلطنت روما کا انحطاط و زوال" کی جلد ۵ باب ۵۰ میں لکھتے ہیں قرآن کی نسبت بحر اطلانتک سے لیکر دریائے گنگا تک نے مان لیا ہے کہ یہ پارلیمنٹ کی روح ہے قانون اساسی ہے اور صرف اصول مذہب ہی کے لئے نہیں بلکہ احکام و تعزیرات کے لئے اور ان قوانین کے لئے بھی ہے جن پر نظام کا مدار ہے

جن سے نوع انسان کی زندگی وابستہ ہے جن کو حیات انسانی کی ترتیب وتنسیق[1] سے گہرا تعلق ہے حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سب پر حادی ہے وہ اپنے تمام احکام میں بڑے سے بڑے شہنشاہ سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے فقیر وگداگر تک کے لئے مسائل ومبانی[2] رکھتی ہے یہ وہ شریعت ہے اور ایسے دانشمندانہ اصول اور اس قسم کے عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہان میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں تثلیث اور خدا کے مجسم ہونے کے رموز واسرار وحدۃ الوجود کے عقیدہ اور اصول کی نفی اور تکذیب کرتے ہیں ان رموز واسرار سے صاف ظاہر ہے کہ وہ تین ہم رتبہ خداؤں کی تعلیم دیتے ہیں[3] اور حضرت مسیح علیہ السلام کو جو ایک انسان ہیں خدا کا بیٹا ظاہر کرتے ہیں، قدیم زمانہ کی تفسیر صرف ان پختہ عقیدہ کے عیسائیوں کو مطمئن کرسکتی ہے لیکن حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان وعقیدہ ہر قسم کی پیچیدگی اور ابہام وغیرہ سے بالکل پاک وصاف ہے اور قرآن مجید خدا کی وحدانیت کی ایک زبردست شہادت ہے آگے چلکر[4] رقم فرماتے ہیں قرآن وحدانیت خدا کا ایک شاہد عظیم ہے ایک فلسفی[5] موحد

---

[1] یعنی انتظامی معاملات سے قرآن کریم کی تعلیمات کا بہت گہرا علاقہ ہے [2] یعنی فقیر وامیر ہر قسم کے لوگوں کیلئے قرآن کریم میں رہنمائی کے مکمل اصول پائے جاتے ہیں [3] تین خدا ماننے کا عقیدہ مراد ہے [4] تحریر کرتے ہیں [5] جو فلسفہ سائنس کا ماہر خدا کے ایک ہونے کا قائل ہو۔ ۱۲

بے تکلف مذہب اسلام میں شریک ہو سکتا ہے وہ ایک ایسا مذہب ہے جو ہم لوگوں کی موجودہ سمجھ کے لیئے بہت عالی ہے۔

جان جاک ریملک مشہور جرمن فلاسفر جس نے مقامات حریری اور تاریخ ابو الفدا اور معلقہ طرفہ وغیرہ وغیرہ تصنیفات کا ترجمہ لاطینی زبان میں کیا تھا لکھتا ہے

بعض لوگ ایسے دیکھے گئے ہیں کہ جہاں انھیں عربی میں کچھ شُد بُد ہونے لگی[1]۔ قرآن مجید کی ہنسی اڑانے لگے اگر خوش نصیبی سے کہیں انھیں وہ موقع ہاتھ لگتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی فصیح زبان اور موثر لہجہ میں قرآن کی کوئی سورت پڑھ رہے ہیں دلوں پر بجلیاں گر رہی ہیں اور جب کسی آیت کے متعلق یہ احتمال ہوتا ہے کہ سامعین اس کے حقیقی مفہوم تک نہ پہنچ سکیں گے تو آپ نے اس کو بیان سے واضح فرمایا تو وہ آیت سنتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سجدے میں گر پڑتا اور سب کے منہ سے وہی آواز نکلتی کہ ہمارے نبی، پیارے رسول، علیک الصلوٰۃ والتسلیم ہاتھ بڑھائیے اور مجھے اپنے پیروؤں میں شامل کرنے میں دیر نہ فرمائیے (مولوی اظہار الحق بہیل عباسی امروہی)

(یب) منقول از اخبار مشرق گورکھپور ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۲۷ء

---

[1] تھوڑی سی عربی زبان سیکھ لی ہو ۱۲

اسلام میں رُوحانیت

حق کو باطل سے الگ یوں عقلا کرتے ہیں جسطرح پھولکو کانٹوں سے جدا کرتے ہیں

۱۵ ر نومبر ۱۹۳۶ء کو پنڈت اندرناتھ صاحب نے آریہ سبھا میں بیان کیا کہ عیسوی اور مذہب اسلام ایک عمارت کے مانند ہیں جو کبھی نہ کبھی مسمار ہو کر رہے گی اور آریہ مذہب گنگا جمنا کی طرح ہے جو کبھی برباد نہیں ہو سکتا میں پہلے یہ دیکھوں گا کہ دنیا کے تمام مذاہب کی کتابیں اور ان کے عالم اسلام اور بانی اسلام کے بارے میں کیا لکھتے ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ سائنس کی نیرنگیاں اجرام فلکی کا انکشاف کالبدؔ انسانی کا علم اور طرح طرح کی کلوں کی ایجاد یہ سب باتیں مادی قوت سے تعلق رکھنے والی ہیں اور روحانیت مادیت سے افضل ترین ہے جب کبھی روحانیت معجزہ، کرامت کے رنگ میں چمکی تو فلسفی حکیم اور فاضل ششدرہ حیران رہ گئے اور انکی عقلیں اس گتھی کو سلجھانے میں ناکام رہیں، کیونکہ یہ ناواقف ہیں اور نہ حاملان قوت روحانی کی آواز پر وحوش وطیور اور پانی نے اپنی روانی چھوڑ دیؔ ہاتھوں میں عصا نے اژدرہیب کی صورتؔ اختیار

ؔ یعنی بدن انسانی کے علوم جیسے طب یونانی ڈاکٹری وغیرہ ؔ جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز کی کیفیت منقول ہے جسکو معمولی لحن داؤدی کہا جاتا ہے ؔ جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی قدرت حق سے خوفناک اژدہا بن گیا ۱۲۔

کی قم باذن اللہ کہنے پر مردے جی اُٹھے[1] انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے اور کنکروں اور پتھروں نے بات چیت کی[2] یہ اسی قوت کا ادنیٰ کرشمہ تھا جس نے ظالموں کو رحم اور بخیلوں کو کرم کا سبق دیا، وحشیوں کو تاجدار بنایا اور حکما رفلاسفروں اور تاریک دل رکھنے والوں کو مادیت سے علیحدہ کر کے روشنی دکھائی اور اس روحانی گروہ کا سردار وہ ہے جس کو خلق اللہ، محمدؐ اور احمدؐ کے نام سے پکارتی ہے، چنانچہ اسی مبارک ہستی کی صفت زبور باب ۴۵ میں بایں الفاظ موجود ہے۔

"تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے بادشاہ کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں، میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا، بس سارے لوگ تیری ستائش ابدالآباد تک کریں گے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی کتاب "غزل الغزلات" باب ۵ میں اسی برگزیدہ ہستی کا سراپا بیان کیا ہے آپ فرماتے ہیں:۔

"میرا محبوب گندم گوں ہزاروں میں سردار ہے اس کا سر ہیرے کا سا چمکدار ہے اس کی زلفیں شل کوے کے کالی ہیں،،

---

[1] جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قم باذن اللہ کہہ کر مردوں کو زندہ کر دیا ہے [2] معجزات نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ۱۲۔

اور پھر فرماتے ہیں قدہ کالنیانون (اس کا قد سرو سا) بالچو کلمر اذیم (اور چہرہ چودھویں کے چاند جیسا ہے) وکلو محمدیم (اور وہ بعینہٖ محمد ہیں)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خبر دی ہے۔

"اور خداوند نے مجھ سے کہا انھوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالونگا اور جو کچھ میں اس سے فرماؤنگا وہ سب اُن سے کہے گا"

اور پھر فرماتے ہیں

"وہ فاران کی چوٹی سے جلوہ گر ہوگا"

(فاران مکہ معظمہ کو کہتے ہیں۔ دیکھو باب استثناء باب ۱۸ و ۲۳)

حضرت مسیح انجیل یوحنا باب ۱۶ آیت ۵ لغایۃ ۱۵ میں فرماتے ہیں لیکن اب میں اس ذات کے پاس جس نے مجھے بھیجا جاتا ہوں لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تمہارے پاس نہ آئیگا میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمھیں کہوں پر اب تم اس کی برداشت نہیں کر سکتے، لیکن جب وہ یعنی روح حق آئیگی تو وہ تمھیں ساری سچائی کی باتیں بتائیگی۔ اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی جو کچھ وہ خدا تعالیٰ سے سنے گی وہی کہے گی اور تمھیں آئندہ کی خبر دیگی اسکے بعد میں،

تم سے کلام نہ کروں گا اس لئے سارے جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں ۔ اہل ہنود کی کتابوں میں ہے

بودھی راما سانگ بارھویں اسکنڈ چھٹے کانڈ جس کے حاشیہ پر گوشائیں تلسی داس کا زبان بھاکا میں ترجمہ موجود ہے۔

چوپائی ۳ و ۴ و ۵ و ۶ عرب کی سرزمین کہ ستارے کی طرح اچھی ہے اور اس ستارے کا مقام مغربی ملک ہے جو بہت ہی عمدہ اور شاندار ہے سنو اسے لوگ رائے۔

اور آپ کے ظہور کی باتیں (معجزات) ظاہر ہوں گی اور یہاں ان کا دلی قائم کیا جائیگا " بکرمی سمیت سے ساتویں صدی میں وہ اس طرح پیدا ہوگا جس طرح اندھیری رات میں چاند " وہ بادشاہی قاعدہ سے ڈرائیگا محبت و خلق دکھائیگا اور اپنا دین سب کو سمجھائیگا، چوپائی ۹ و ۱۵ و ۱۶ " اسکا دین جاری رہنے تک جو کوئی خدا تک پہنچنا چاہے تو بے وسیلے حضرت محمد کے نہ پہنچے گا" مضمون چوپائی یہ ہے ۔ " تب لگ مندرم چھے کوئے، بنا محمدؐ پار نہ ہوئے " خدا کی محبت میں مٹ کر لوگ نجات پائیں گے وید بھی کہتا ہے

پھر ایک مرد کامل ظاہر ہوگا جس کو سب مہدی کہیں گے چوپائی حسب ذیل ہے :-

تب ہوئے نہک نہک اوتارا مہدی کہیں سکل سنسارا

اس کے بعد پھر ولایت نہ ہوگی تلسی داس تیج کہتے ہیں، کلنکی

پر اس کلنکی اوتار کی پیدائش کا مقام شنبھل نگری ہے شنبھل ایک قسم کی روئی ہے جو بڑے بڑے درختوں سے نکلتی ہے اور عرب میں یہ روئی بہ کثرت ہوتی ہے وہ پرش رام سے تعلیم پائیں گے پرش بمعنی روح رام بمعنی یعنی خدا کی روح یہی معنی روح القدس کے ہیں جس نے غار حرا میں حضرت صلعم کو تعلیم دی باپ کا نام وشنویس لکھا ہے وشنو بمعنی خدا یس بہ معنی غلام یعنی خدا کا غلام یہی نام آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا ہے یعنی عبد بمعنی غلام یا بندہ اللہ بہ معنی خدا، خدا کا بندہ ماں کا نام سومتی لکھا ہے سومتی بہ معنی معتمدہ یہی نام آپ کی والدہ ماجدہ کا ہے یعنی آمنہ یعنی امان والی یا معتمدہ۔

علاوہ بریں بہادر اسکنت سمرت دسما اسکنت (۳۸) سمرتیوں میں ایک سمرتی ہے، میں کلسکی اوتار کی جائے پیدائش کا پتہ یہ لکھا ہے کہ ان میں دست لانے والی پتی پیدا ہوتی ہے اور مکہ معظمہ میں دست لانیوالی پتی سنا پیدا ہوتی ہے جو سنائے مکی کے نام سے مشہور ہے

دیگر مذاہب کے عالموں کا خیال

ڈاکٹر گستاولی بان کی تحریر۔ اسلام کے اصلی اعتقادات کو دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ اسلام گویا ایک قسم کا عیسائی مذہب ہے جس میں سے مشکل باتیں اور پیچیدگیاں نکال ڈالی گئی ہیں البتہ فروعات اور اصول کا فرق ہے یعنی اسلام میں خالص وحدانیت خدائے تعالیٰ کی موجود ہے اور

وہ واحد مطلق سب سے برتر تسلیم کیا گیا ہے اسکے گرد نہ ملائکہ ہیں نہ اولیاء اور نہ ایسے لوگ جو واجب التعظیم ہیں یہ خالص وحدانیت آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کیونکہ اس میں کوئی بھید اور معمہ نہیں ہے نہ ان میں متضاد باتوں کے ماننے کی ضرورت ہے جو دوسرے مذہبوں میں واقع ہے جن کو عقل سلیم قبول نہیں کرتی، مذہب اسلام وہ مذہب ہے جس کے اعتقادات مسائل علوم طبعی کے بالکل مطابق ہیں، فرانس کے مشہور عالم ایم، ڈی سینٹ ہیلر نے لکھا ہے کہ اسلام نے کسی مذہب کے مسائل میں دست اندازی نہیں کی کوئی مذہبی عدالت خلاف مذہب والوں کو سزا دینے کے لیئے قائم نہیں کی۔ اور کبھی اسلام نے لوگوں کے مذہب کو جبراً تبدیل کرنے کا قصد نہیں کیا۔

لندن کے کوارٹرلی ریویو نمبر ۲۵۲ بابت اکتوبر ۱۹۶۵ء کے اندر ایک آرٹیکل میں جس کا عنوان "الاسلام" ہے لکھا ہے یورپ کے بڑے بڑے محققین نے تمام جہان پر یہ بات ثابت کی ہے کہ اسلام ایک زندگی بخشنے والی چیز ہے، ہزاروں فائدہ مند جواہروں سے بھرا ہے اور یہ کہ محمدؐ نے مروت کی سنہری کتاب میں اپنے لئے جگہ کرلی ہے۔

پنجاب کے مشہور منصف مزاج ہندو مصنف شردھے پرکاش دیوجی نے اپنی کتاب میں جہاں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید پر رحم فرماکر جو بطور غلام آپؐ کی نذر کیا گیا تھا آزاد کیا وہاں لکھتے ہیں۔ "محمدؐ صاحب نے ہمدردی بنی نوع انسان

کا ایک پورا نمونہ نہ صرف اپنے اہل وطن کو بلکہ کل دنیا کو دکھایا (سوانح عمری حضرت محمد صاحب صفحہ ۲۷)

ڈاکٹر جان لیسوز نے اپنی کتاب ٫ اکونٹ آف دی وید میں لکھا ہے کہ وید کے اشلوک بنانیوالوں کا نام اور ولدیت بھی موجود ہے لیکن آج تیرہ سو برس کا زمانہ گذرا مگر مدعیان توحید آج تک قرآن پاک کے ایک جملہ کا سا جملہ نہ بنا سکے اور عرب کے فصحاء و بلغاء کو سوئے اخلاص دیکھ کر کہدینا پڑا کہ یہ انسان کا کلام نہیں ہے ٫ اسلام کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ہزاروں دشمن موجود تھے اور ہیں مگر تحریف کرنے سے مجبور ہے جامعیت ایسی کہ دنیا و دنیا کلام دوبارہ نہ پیش کر سکی اسلام اور اس کی مقدس کتاب کو ابدالآباد تک فخر رہے گا کہ وہ تمام نقائص سے پاک ہے، تحریف و زیادتی سے محفوظ ہے ٫ اور محفوظ رہے گی یہ روحانیت ہی کا نسخہ ہے کہ وہ نور جو غار ان پر چمکا تھا اس نے قریب قریب ساری دنیا کو روشن اور منور کر کے چھوڑا بنی اسرائیل تی رہا دوسروں کے آگے نہ ڈالی جائے، مگر دنیا کا سب سے بڑا روحانی فلاسفر تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ (اخلاق کا سبق اللہ سے لو) کہہ کر دنیا کو اخلاق کا سبق دے گا، یہیں تک نہیں بلکہ فرماتا ہے کہ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کریگا، پھر یکہہ ارشاد ہوتا ہے نیک اللہ کے لئے اور گنہگار میرے لئے ہیں اور اسکے بعد اللہ کا کلام یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا مَعَہٗ، (قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور مومنوں کو رسوا نہ کریگا، سنا کر تسکین دیدیتا ہے یہی سب وجوہ ہیں کہ اسلام نے ایک دنیا کو گرویدہ بنا کر غیروں سے بھی خراج تحسین حاصل کیا مذکورہ بالا باتوں کو دیکھ کر ایک منصف مزاج کہدیگا کہ اسلام کی روحانیت کے مقابلہ میں گنگا اور جمنا کا پانی، پانی پانی ہے (آئینہ ادکراتی) (ریح) منقول از اخبار مشرق گورکھپور ۱۲ ر اپریل ۱۹۲۷ء

ہندوستان کے مشہور راجہ بھوج کا اسلام لانا

گورکھپور ہمیشہ سے مہمان نواز شہر ہے اور جو ایک مرتبہ اس سرزمین پر قدم رکھتا ہے اس کو اس کی خاک پھر کبھی نہ کبھی اپنی خاک پیمائی کیلئے کھینچ بلاتی ہے اسکی وہ گلیاں جنھیں شاعر ریاض خواب میں نہیں معلوم کتنی بار دیکھ چکا، اور اپنی آنکھوں سے انکی جاروب کشی کر چکا ہے، اپنے اندر ایک قوت جاذبہ اور کشش تازہ رکھتی ہیں میں بھی اسی کشمکش کے ماتحت اکثر گورکھپور آتا رہا ہوں سمجھتا ہوں کہ عرصہ تین سال کا ہوا جب میں کسی ضرورت سے گورکھپور اپنے مکرم جناب مولوی سبحان اللہ صاحب کے یہاں آیا تھا صبح کا وقت تھا اور اسوقت اتفاق سے میرے بزرگ مولوی محمد نصیر صاحب صدیقی بھی بیٹھے ہوئے تھے، مولوی سبحان اللہ صاحب کی ہشت کتب کی سیر

لہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا، دیکھئے راجہ بھوج برکس نے تلوار اٹھائی تھی ۱۲

میں مصروف تھے ایک کتاب دیکھی جارہی تھی جو غالباً مشاہیر کے احوال میں بطور لغت اور قاموس کے تھی اس میں ایک تذکرہ راجہ بھوج کے متعلق تھا وہ ایسا حیرت انگیز اور سراپا تسخیر دلہا تھا کہ ہم سب اس کے مضامین سے بیحد متاثر ہوئے۔

بالآخر میں نے اپنے دوست سید مقبول حسین وصل بلگرامی کو تکلیف کتابت دی اور انھوں نے اس عبارت کو جو فارسی میں تھی میری بیاض پہ نقل کردیا یہ عبارت اکثر دوستوں نے بہ سبیل تذکرہ جب ترغیب و تبلیغ اسلام کا ذکر آگیا اپنے طور پر لکھ کر محفوظ کرلی اسکا خلاصہ یہ ہے کہ راجہ بھوج نے حضرت نبی امی رسول مخبر صادق سراپا معجزہ فطرت سراپا صداقت وبشارت تکمیل دہندہ وحدانیت حق عطا کنندہ حریت ومساوات واخوت عالمگیر کے معجزہ شق القمر کو ہندوستان میں دیکھا تھا اس نے کچھ لوگوں کو عرب بھیجکر اس کی تصدیق اور اس کے اعتراف سے بہرہ اندوز ہو کر اسلام قبول کیا نام اس کا شیخ عبداللہ رکھا گیا اور وہ بہت باخدا اور عابد وقت گذرا اور اس کا مزار دھار دلر (گجرات) میں ہے میں اس واقعہ پر اپنی جگہ پر اکثر غور کرتا رہا اور لوگوں سے اس کی تحقیق وتفتیش کرتا رہا، مگر کوئی خاص ثبوت مجھ کو میرے اطمینان کے لائق نہیں ملا، ہاں اس مرتبہ جب میں گورکھپور گیا تو بعض کاغذات میں جو ایک میزبان کے دوست کے یہاں گوشے میں پڑے کسمپرسی اور بعد وسیت کے تصرفات کا ہر لمحہ انتظار کررہے تھے

ایک کتاب میں جس کا نام اس کے شروع کے صفحات کے نہ ہونے
سے نہیں بتا سکتا، کتاب کے صفحہ ۷ سے صفحہ ۱۱۴ تک بادامی کاغذپر
چھپی ہوئی ہے اسمیں اکثر صوفیا کرام کی تصنیفات اور ضلع اعظم گڈھ
بستی اور گورکھپور کے بعض مرحومین کا ذکر آیا ہے، کتاب کا تخاطب انلوگوں
سے ہے جو حق کے پیاسے اور نجات کے بھوکے ہیں اور قدیم ہندو
کتب سے وحدانیت خدا اور رسالت محمدی کو ثابت کرتے ہوئے تبلیغ
و قبولیت اسلام کے بعض عجیب واقعات بھی مؤلف نے لکھے ہیں
نام مؤلف کا معلوم نہیں، ممکن ہے کوئی صاحب گورکھپوری اس کو
بتا سکیں یہ دلچسپ کتاب ہے یہ بوسیدہ عمارت کیطرح اپنے نقش
ونگار سے اپنی محنت وتلاش کی داد دے رہی ہے اس کے ستانویں
صفحہ پر آخری سطور میں یہ تحریر ہے

"مولوی صاحب کا بیان ہے کہ شیخ امید علی جو موضع کولادا
ماری ضلع اعظم گڈھ کے رہنے والے تھے انھوں نے کہا کہ میں فتح
خان تحصیلدار ضلع اعظم گڈھ کے یہاں طالب علمی کرتا رہا انھوں
نے اپنے کتب خانہ کی نگہبانی میرے حوالے کی تھی، میں نے ایک روز
ان کی کتابوں کو دیکھا تو اس میں سے راجہ بھوج کے روزنامچہ کا
ترجمہ جو فیضی نے لکھا تھا وہ بھی نکل آیا اسکو میں نے جب پڑھا تو
اسمیں ایک روز کے ذکر میں چاند کے دو ٹکڑے ہو جانیکا احوال لکھا
لکھا تھا وہ اصل پوتھی کا ترجمہ تھا اور مولوی حسن رضا خاں صاحب جو

موضع سہسی ضلع بستی کے رہنے والے ہیں وہ مجھ سے کہتے تھے کہ راجہ بھوج دو ہیں ایک راجہ بھوج اوّل ایک دوسرے ایں دو سرے راجہ بھوج کی اولاد میں ہیں ہوں وہ شہر دھار کا رہنے والا ہے اور وہاں کا راجہ تھا ایک روز اپنے کوٹھے پر بیٹھا ہوا تھا رات کو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا ہے اس نے برہمنوں کو جمع کیا برہمنوں نے خبر دی کہ کوئی شخص ملک عرب میں پیدا ہوئے ہیں ان کا یہ معجزہ ہے راجہ نے ایک شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ کوئی شخص ہمارے پاس بھیجدیجئے کہ آپ کے دین کی باتیں ہمیں سکھلا دے آپؐ نے کسی صحابیؓ کو بھیجدیا انھوں نے اس کو مسلمان کیا اور نام اس راجہ کا عبداللہ رکھا اور جب وہ مسلمان ہوا سب لوگوں نے اس کو راج سے اٹھا دیا اور اس کے بھائی کو راجہ بنایا اور وہ صحابی جو آئے تھے وہ بھی اسی شہر میں مر گئے جہاں راجہ کی قبر ہے وہاں ان کی بھی قبر ہے ،، از بیانات مولوی سیف اللہ صاحب گورکھپوری واقعہ ۱۳۰۲ھ

چند نکتہ آرائیاں

(۱) میں نے پرانے لوگوں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ فتح خاں نامی تحصیلدار اعظم گڈھ میں گذرے ہیں ان کی یاد کو ان کی بنوائی ہوئی سرائے واقع متصل ہسپتال ابتک قائم کئے ہے اس پر ایک

کتبہ بھی موجود ہے۔

(۲) موضع کولاد اماری ضلع اعظم گڈھ میں اس وقت نہیں معلوم ہوتا، انباری یا اماری البتہ ہے ممکن ہے کہ وہ موضع کولدوا باری جو آج گورکھپور کے ضلع میں ہے، پہلے اعظم گڈھ میں رہا ہو۔

(۳) مولوی سیف اللہ گورکھپوری نے ۱۳۰۲ھ میں شیخ امید علی صاحب سے اس واقعہ کو بحوالہ روزنامچہ راجہ بھوج مترجمہ فیضی سنا تھا خیال ہوتا ہے کہ مولوی سیف اللہ شاید مولوی مجیب اللہ صاحب کے خاندان میں کوئی اگلے بزرگوں میں سے تھے۔

(۴) راجہ بھوج ہندوستان کا بہت بڑا مشہور راجہ گذرا ہے "کہاں راجہ بھوج کہاں گنگوا تیلی"، یہ مثل راجہ بھوج کی قدامت اور عظمت کو ظاہر کر رہی ہے۔

(۵) مولوی حسن، رضا خاں بستی ضلع کے رہنے والے تھے وہ معلوم ہوتا ہے راجہ بھوج ثانی کے خاندان سے تھے اور وہ راجہ بھوج کے مسلمان ہونے کیوجہ سے کسی نسل میں مادرزاد مسلمان تھے۔

(۶) بھوج پور بلیا کے پاس آرا کے راستہ میں ایک پرانا گاؤں اب تک ہے اور بلیا کی زبان اب تک بھوج پوری کہی جاتی ہے اس گاؤں کے باہر کچھ پرانے کھنڈرات ہیں جن میں ایک پلا چھت کے محل شاہی اور کچھ زمین دوز راستے اور آثار ہیں کہا جاتا ہے کہ یہ راجہ بھوج کے محل کے گرے پڑے نشانات ہیں۔

(۷) بھوج پتی یا بھوج پوتھی کی بابت اکثر لوگوں سے ذکر آیا ہے یہ وہی پوتھی ہے جس کا علامہ فیضی نے فارسی میں ترجمہ کیا تھا اس کی بابت مزید تحقیقات کی ضرورت ہے کہ آیا راجہ بھوج کا روزنامچہ فارسی میں اس وقت کسی کتب خانہ میں ہے یا نہیں۔

(۸) بلیا کے پرانے قصص تاریخی میں ہے کہ دریائے گنگا کے اسی ساحل پر جس پر غازی پور اور بلیا ہے دسوامتر مشہور ہندو رشی کی کٹی تھی اور یہ مشرقی حصہ کسی بڑی ہندو حکومت کا پتہ اپنی روایات سے دیتا ہے، ممکن ہے کہ اس نواح میں اسلام راجہ بھوج کے مسلمان ہونے پر پھیلا ہو اور غازی پور، اعظم گڈھ، اور گورکھپور میں جو بڑی تعداد راجپوت مسلمانوں اور شریف ہندوؤں کی پھیلی ہے وہ ایک بڑے راجہ کے مسلمان ہونے پر مبنی ہو اسی نواح بلیا میں پرسرام ایک مشہور ہندو راجپوت فاتح گذرا ہے جس نے برہمنوں کے خلاف ایک سلسلہ جنگ و حرب کو تادیر جاری رکھا تھا۔

(۹) میرے ایک عزیز جو بھوج پور کے قریب کے رہنے والے اور اکثر انھیں اطراف میں اپنی آمد و رفت رکھتے ہیں کہہ رہے تھے کہ یہاں گنوار وں میں شہرت ہے کہ راجہ مسلمان ہو گیا تھا اس کو تخت سے اتار دیا گیا تھا اور وہ گجرات کی طرف چلا گیا تھا۔

(۱۰) راجہ بھوج اول اور راجہ بھوج ثانی کی بحث میں مزید کاوش اور جگ ہنسائی کی حرکات سے ممکن ہے کہ نام کچھ اور ہوتا رہا ہو صرف لقب راجہ

بھوج ظاہر بات کے ساتھ مشہور ہوا ہو بہر حال یہ راجہ بڑا راجہ گذرا ہے
(۱۱) راجہ بھوج کے آثار پیشین اور ذرات قدامت میں ایک چیز ایسی بھی
مٹی ہوئی پائی جاتی ہے جس کو رصد خانہ کہہ سکتے ہیں اور جس کے دھندلے
نشانات بزبان حال کہہ رہے ہیں کہ اس راجہ کے دربار میں بڑے
بڑے نجومی بڑے بڑے مقدس عالم سنسکرت کے تھے جنھوں نے اپنی
کتب اور روایات سے اس کو تسلیم کیا تھا کہ کوئی سچا پیغمبر عرب
میں گذرا ہے

مزید یادداشتیں

جب موپلوں کے واقعات یعنی ہندوؤں پر کیا کیا مظالم
موپلوں نے کیئے اس کی تحقیقات کے لیئے مہاتما لالہ ہنسراج بی اے
نے سواحل مالابار کی سیر کی تھی تو اس میں ایک روز انکو ساحل مالابار
پر اسلام کے پھیلنے کا راز معلوم کرنے کا شوق پیدا ہوا اتفاقیہ
انھیں مالابار کے کسی پرانے مندر میں جس کی کہنگی اور تبرکات باعث
موجب جذب تشویق سیّاح تھے سنسکرت کی ایک پرانی تاریخ میں
وہ واقعہ ملا جس کو لالہ ہنسراج بی۔اے اسلام کے پھیلنے کا سبب
ٹھیراتے ہیں اور اس کو وہ اپنی رپورٹ میں لکھ چکے ہیں اسی کا ترجمہ
مجھے کو یاد پڑتا ہے آگرہ سے جو اخبار مبلغ یا تبلیغ نکلتا تھا اس میں بھی
چھپ چکا ہے، اس حوالہ میں بھی لکھا تھا کہ ساحل مالابار کے راجہ صاحب
نے چاند کا دو ٹکڑے ہونا دیکھا تھا۔

رات کے وقت ایسے واقعہ کے پیش آنے سے جو گھبراہٹ ہوئی اس کے باعث اپنے خاص الخاص مصاحبوں کو جس میں ایک تارص اور باخدا پنڈت بھی تھا بلوایا اس نے اپنے عقیدے کے مطابق بعض پیشین گوئیاں بعثت حضور انور سر خیل انبیاء سر دفتر پیغمبراں راعی بندگانِ خدا کمبل پوش حرا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت بیان کیں راجہ نے دوسرے دن دربار کیا اعیانِ حکومت اور سردارانِ رعایا کو بلایا اور واقعہ بیان کرنے کے بعد سات آدمیوں کو مکہ معظمہ تصدیق رسالت کے لئے روانہ کیا وہ لوگ یہاں سے گئے جس کے بعد جب وہ لوگ واپس آئے تو راجہ مسلمان ہوا اور اسکے ساتھ اور بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے اس سے ظاہر ہوا کہ ہندوستان میں کئی جگہ یہ واقعہ پیش آیا تھا اور اس کی خبریں پرانے حوالجات میں ملتی ہیں (یہ) منقول از اخبار اہلسنّت والجماعت امرتسر یکم جون ۱۹۲۷ء

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور رسالت کا ثبوت غیروں کی تحریروں سے

اگرچہ سچے رسول میں ان کی علامتوں کا پایا جانا ضروری ہے کہ وہ ایثارِ نفس اور اخلاص نیت کی جیتی جاگتی تصویر ہو اور اپنے نصب العین میں یہانتک محو ہو کر طرح طرح کی سختیاں جھیلے انواع واقسام کی صعوبتیں برداشت کرے لیکن اپنے مقصد کی تکمیل سے باز نہ آئے ابنائے جنس کی غلطیوں کو فوراً معلوم کرلے اور ان کی اصلاح کے

لئے اعلیٰ درجہ کی دانشمندانہ تدابیر سوچے اور ان تدابیر کو قوت سے عمل میں لائے تو میں نہایت عاجزی سے اس بات کے اقرار کرنے پر مجبور ہوں کہ حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے نبی تھے اور ان پر وحی نازل ہوتی تھی۔ ڈاکٹر جے۔ ڈبلیو۔ لیٹنر۔

حقیقی اور سچے ارادوں کے بغیر یقیناً کوئی اور چیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا لگاتار استقلال کے ساتھ جس کا آپؐ سے ظہور ہوا آگے نہیں بڑھا سکتی ایسا استقلال جس میں پہلی وحی کے نزول کے وقت سے لے کر آخر دم تک نہ کبھی آپ مذبذب ہوئے اور نہ کبھی آپ کے قدم سچائی کے اظہار سے ڈگمگائے (پروفیسر فریمین)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقط ایک صاحبِ علم ہی نہ تھے بلکہ صاحبِ عمل بھی تھے انھوں نے اپنی امت کو عمل کی تاکید کی، چنانچہ جیسی انسانیت و مروت مسلمانوں میں ہے شاذ و نادر ہی کسی قوم میں پائی جاتی ہے،

(ردمن صاحب)

میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے بہت اولوالعزم لوگوں میں شمار کرتا ہوں انھوں نے قبائلِ عرب سے ایک عظیم الشان سلطنت قائم کر کے بہت بڑی پولیٹکل گتھی کو سلجھایا اور میں ان کی کماحقہ تعظیم و تکریم کرتا ہوں۔ (ڈاکٹر مارگیلوش)

میں مذہبِ اسلام سے محبت کرتا ہوں اور اسلامی پیغمبر کو دنیا کے بڑے بڑے مہاپرشوں میں سمجھتا ہوں آپ کی شوشل اور پولیٹکل

تعلیم کا مداح ہوں اور اسلام کا بہترین رنگ وہ تھا جو کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تھا۔ (لالہ لاجپت رائے)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب صاف اور شک وشبہ سے بالاتر ہے اور خدا کی وحدانیت کی تصدیق میں قرآن ایک شاندار شہادت ہے۔ (ایڈورڈ گبن)

(یو) منقول از اخبار "المشرق" یکم جولائی سنہ ۱۹۲۷ء

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام (مبارک)

۸ رفروری سنہ ۱۹۲۷ء کی شام کو ایک نور آسمان پر پیدا ہوا اور اس نور میں محمد نام بخط نور نظر آیا جو بہت دیر تک قائم رہا اور اس کو بہت سے شہر و نیز لاکھوں ہندو مسلمانوں نے دیکھا اس واقعہ کی نسبت ۴ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء کو ایک شخص نے حیدرآباد سے جبلپور کے یوروپین کلکٹر صاحب سے تصدیق چاہی اور کلکٹر صاحب نے اسکے جواب میں یہ خط لکھا

"از دفتر کلکٹری جبلپور۔ میں آپ کو ۴ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء کے کارڈ کے جواب میں مطلع کر سکتا ہوں کہ یہ خبر بالکل سچ ہے کہ نام پاک حضرت پیغمبر صاحب[۲] مغرب کی جانب آسمان پر ۸ رفروری سنہ ۱۹۲۷ء کو صاف نظر آیا اور ہزاروں آدمیوں نے جبلپور میں اس نظارہ کو دیکھا"

۲ اس واقعہ کی تفصیل النور شوال سنہ ۱۳۴۵ھ صفحہ ۲۹ تا صفحہ ۳۴ میں مذکور ہے ۱۲ منہ

یہ تصدیق دیکھنے کے بعد جو ایک غیر مسلم یوربین افسر نے کی ہے ہر مسلمان پر واجب ہو گیا کہ وہ ایک دوسرے کو اس واقعہ کی خبر دیدے تاکہ مسلمانوں کو خوشی ہو کہ ان کے رسول کا نام پاک اس انکار کے زمانہ میں بخطِ نور آسمان پر چمکتا اور دمکتا ہوا نظر آیا

(دین) منقول از "العدل" گوجرانوالہ - ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۲۷ء

تصدیقِ رسالتِ رسولِ ربّانی ایک مسیحی عالم کی زبانی،

از مولانا حبیب اللہ صاحب امرتسری

واضح ہو کہ ایک مسیحی عالم نے ایک کتاب مسمّٰی بہ "قرآن السّعدین" لکھی ہے یہ کتاب ۲۸ صفحوں کی ہے اور سنہ ۱۹۲۹ء میں آر، بی، ایس، پریس لاہور میں چھپی ہے اس کتاب کا مصنف وہی ہے جس نے اس سے پیشتر ایک کتاب "موازنۂ انجیل و قرآن" لکھی تھی کتاب "قران السّعدین" کا دوسرا نام ہے "محمد عربی و مسیح ناصری"

اس کتاب قرانُ السعدین کے مصنف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو اپنا عقیدہ ظاہر کیا ہے اس کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۱) عرب[1] کے امی رسول کی زندگی کے حالات نہایت تفصیل کے ساتھ موجود ہیں یہاں تک کہ عقیدت مندوں نے معمولی نقل و حرکت اور نشست و برخاست کو بھی نظر انداز نہیں کیا اور ضخیم جلدوں میں روایت درایت

---

[1] جو کسی انسان کے شاگرد نہ ہوں ۱۲

اور حکایت کی بنا پر نہایت مفصل سوانح حیات لکھی ہے اور اگر کسی قوم کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے اپنے رہبر و رہنما اور اپنے ہادی و مقتدا کے حالاتِ زندگی کو کامل اور اکمل طور پر جمع کیا ہے تو وہ صرف اہلِ اسلام ہیں جنھوں نے نہ صرف اقوال کو محفوظ رکھا بلکہ افعال کو بھی گفتار کو بھی منضبط کیا اور کردار کو بھی ولادت رضاعت، لڑکپن، شباب، اور کہولت کے سارے حالات و واقعات، سوانح نگاروں تذکرہ نویسوں اور محدثوں نے لکھ مارے اور وہ بھی اس جامعیت کے ساتھ کہ بقول علامہ شبلی مرحوم اقوال و افعال وضع و قطع شکل و شباہت رفتار و گفتار مذاق طبیعت انداز گفتگو طرزِ زندگی طریقِ معاشرت کھانے پینے چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے ہنسنے بولنے کی ایک ایک ادا محفوظ رہ گئی (ص ۳)

(۲) خاتمہ میں ہم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر زور دیا ہے اور بتایا ہے کہ ایمانداری بے تعصبی وسیع القلبی اور شرافت اس بات کی مقتضی ہیں کہ عیسائی دوست اپنے دلوں کو صاف کریں اور یقین جانیں کہ دینداری اس کے علاوہ کچھ اور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہیں اور ان سے بغض و عداوت رکھیں بلکہ مناسب ہے کہ ان کی خوبیوں پر نظر کریں، حسبِ مرتبہ ان کی قدر کریں تعظیم کریں اور حتی المقدور مسلمانوں کے جذبات کا پاس کرتے ہوئے ان کے ساتھ رواداری سے پیش آئیں ص ۵

(۳) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور نرم دلی کی آیات بھی

ہم نے نقل کی ہیں ۔ لکھا ہے کہ رسول ایمانداروں پر شفیق و مہربان ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روشن چراغ تھے، رحمۃ اللعلمین اور صاحب خلق عظیم تھے کہ ان کے اوصاف سے آخر ان کی کوشش بار آور اور سعی مشکور ہوئی ص ۵۸

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات حمیدہ و فضائل حسنہ خلق عظیم شرافت و نجابت بلکہ منصب رسالت کا انکار بھی محال ہے وہ جسنے عرب کے بادیہ نشینوں کی کایا پلٹ دی اور اس کندۂ ناتراش جاہل اور کینہ پرور قوم کو اخلاق فاضلہ و پسندیدہ کے زیور سے مزین کر دیا شراب جو ان کی گھٹی میں پڑی تھی چھڑا دی، قمار بازی کی لت جو ان کی فطرت ثانی بن چکی تھی ہٹا دی اور زنا و لواطت کی رسم کو مٹا دیا غرض بے شمار اخلاق ذمیمہ اور افعال شنیعہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور شرک و بت پرستی کے بجائے توحید کا علم نصب کیا اور وہ جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے ان میں ایک بے نظیر اخوت و الفت و مواسات[ا] و مساوات کا جذبہ پیدا کر دیا، اس شاندار انسان اور قابل قدر مصلح پر بے بنیاد اعتراضات کرنا اور اس پر بہتان باندھنا اور ہر ملامت کے لئے اسے نشانہ بنانا نہایت مکروہ اور نازیبا فعل ہے ص ۸۴

(۵) ہمارا یقین ہے کہ وہ ایک عظیم الشان ذی قدر اور بلند مرتبہ

[ا] ایک دوسرے کی مدد کرنا ۱۲

انسان تھا، مرسل تھا، ماموُر من اللہ تھا اور اس میں وہ الٰہی روشنی اور حقیقی نور پرتو فگن تھا جو دنیا میں آکر ہر شخص کو منور کرتا ہے اور یہ کچھ ہمیں پر موقوف نہیں بلکہ بیشتر غیر مسلم مصنفین باوجود مخالفت و دشمنی کے آپؐ کی خوبیوں کا اقرار کرنے پر مجبور ہو گئے یہاں تک کہ بعض نے صاف الفاظ میں ان کا ماموُر من اللہ اور رسول اللہ ہونا تسلیم کیا ہے۔

(ص۸۴ ص۸۵) اھ ملخصاً

(۶) منقول از اخبار "المحمود" دیوبند ج ۱۔ بابۃ ماہ محرم الحرام ۱۳۴۶ھ

مسٹر کارلائل لکھتے ہیں:۔

عرب کی قوم کے حق میں اسلام کا آنا گویا تاریکی میں روشنی کا آنا تھا عرب کا ملک پہلے پہل اسی کے ذریعہ سے زندہ ہوا۔

اہل عرب گلہ بانوں کی ایک غریب قوم تھی اور جب سے دنیا بنی تھی عرب کے چٹیل میدانوں میں ہی پھرا کرتی تھی اور کسی شخص کو اس کا کچھ خیال ہی نہ تھا اس قوم میں ایک اولوالعزم پیغمبر ایسے کلام کے ساتھ جس پر وہ یقین کرتے تھے بھیجا گیا اب دیکھو کہ جس چیز سے کوئی واقف ہی نہ تھا وہ تمام دنیا میں مشہور ہو گئی اور چھوٹی چیز نہایت ہی بڑی چیز بن گئی، اس کے بعد ایک صدی کے اندر عرب کے ایک طرف "غرناطہ" اور ایک طرف دہلی ہو گئی عرب کی بہادری عظمت کی تجلّی اور عقل کی روشنی زمانہائے دراز تک دنیا کے ایک بڑے حصہ پر چمکتی رہی،

اعتقاد ایک بڑی چیز اور جان ڈالدینے والا ہے جس وقت کوئی قوم کسی پر اعتقاد لاتی ہے تو اس کے خیالات بار آور اور روح کو عظمت دینے والے اور رفیع الشان ہو جاتے ہیں یہ ہے عرب اور یہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اور یہ ہے ایک صدی کا زمانہ گویا ایک چنگاری ایسے ملک میں پڑی جو اندھیرے میں کسمپرس ریگستان تھا مگر دیکھو کہ اس ریگستان نے زور شور سے اڑ جانے والی بارود کی طرح نیلے آسمان پر اٹھتے ہوئے شعلوں سے دہلی سے غرناطہ تک روشن کر دیا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا جو قدرت کے وسیع سینہ سے دنیا کو منور کرنے نکلا تھا، اور بے شبہ اس کے لئے امر ربانی یونہی تھا۔

ایک اور یورپین لکھتا ہے کہ جو نتیجے اسلام سے حاصل ہوئے وہ اس قدر وسیع، دقیق اور مستحکم ہیں کہ ان کی تکمیل کر لینا تو درکنار ہم یقین نہیں کر سکتے کہ وہ انسان کے خیال میں بھی آسکیں اسی سبب سے بعوض اس کے کہ ان کی نسبت اس طرح پر بحثیں کی جائیں جس طرح کے "سولن" کے قانون اور پانپولین کی فتوحات کے نتائج کے اندازہ کرنے میں کی جاتی ہیں یا تو ان کی نسبت یہ کہا جائے کہ اتفاقیہ ہو گئے ہیں یا بہ مجبوری ربانی مرضی کی طرف منسوب کیا جائے بایں ہمہ یہ نظم ایک شخص واحد نے کیا تھا جس نے اپنے ملک کے تمام باشندوں میں اپنی روح پھونک دی اور تمام قوم کے دل پر نہایت تعظیم وتکریم کا خیال جو کسی انسان

کے لئے کبھی ظاہر نہیں کیا گیا نقش کر دیا جو سلسلہ قوانین واخلاق
کا ان سے بنا یا وہ اعلیٰ درجہ کی ترقی سے بھی ایسا ہی موافق تھا جیسا کہ ادنیٰ
ترین لوگوں سے اور اس سلسلہ نے ایک قوم سے دوسری قوم میں
گذر کر ہر ایک قوم کو جس نے اسے قبول کیا ان قوموں اور سلطنتوں سے
فائق کر دیا جن سے ان کا میل ہوا۔

مورخ او کھلرٹ لکھتا ہے کہ اصول شرع اسلام میں سے ہر
ایک اصل کو دیکھئے تو فی نفسہ ایسی عمدہ اور موثر ہے کہ شارع اسلام
کے شرف وفضیلت کو قیامت تک کافی ہے اور ان سب اصول کے
مجموعہ سے ایسا انتظام سیاست قائم ہو گیا جسکی قوت ومتانت کے
سامنے اور سب انتظام ہیچ ہیں ایک شخص کی حین حیات اور وہ بھی ایسا
شخص جو ایک جاہل، وحشی، تنگ مایہ اور کم ظرف قوم کے قابو میں تھا
وہ شرع ان ممالک میں شائع ہو گئی جو رومۃ الکبریٰ کی سلطنت قاہرہ
سے کہیں عظیم ووسیع تھے جب تک اس میں اس کی اصلی کیفیت باقی
رہی اس وقت تک کوئی چیز اس کا مقابلہ نہ کر سکی۔ اھ

دیکھو منقول از "مشرق" گورکھپور نمبر ۲۱۷ مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۲۷ء

ایک تعلیم یافتہ ہندو کی رائے

مسٹر ایل، ایم سوامے ایک تعلیم یافتہ اور وسیع الخیال ہندو مرہٹہ
ہیں انھوں نے ۲۴-۱۹۲۳ء میں عراق اور ایران کا بھی سفر کیا ہے فرقہ
وارانہ ذہنیت اور مشترک انتخاب کے عنوان سے ان کا ایک قابل

قدر مضمون اخبار مرہٹہ مورخہ ۱۴ر اگست میں شائع ہوا ہے جس کے دوران میں وہ فرماتے ہیں کہ :۔

سنہ ۱۹۲۴ء میں میں نے عراق اور ایران کی سیاحت کی تھی اور میں ترقی کی اس رفتار کو دیکھ کر بہت زیادہ متاثر ہوا جو ان اسلامی ممالک نے اس قلیل عرصہ میں کی ہے اور کر رہے ہیں جو مغربی اقوام کیساتھ تعلق اور میل جول کو ہوا ہے مجھے اس کا یقین ہے کہ اسلام پر تعصب مذہبی کا جو الزام لگایا جاتا ہے وہ ثابت نہیں کیا جاسکتا پیغمبر عربی کا مذہب اپنے پیروؤں کے دل ودماغ پر ہرگز ایسے قیود نہیں عائد کرتا جو انکو تہذیب وتمدن کی ترقی میں آگے بڑھنے اور دیگر اقوام عالم کے دوش بدوش ترقی کرنے میں مانع آئیں، ہندوستان سے باہر کی اسلامی حالت کا وسیع جائزہ لینے کے بعد جو جنگ عمومی کے اختتام کے بعد ظہور پذیر ہوئی مجھے یہ نتیجہ اخذ کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے اندر فرقہ وارانہ ذہنیت کی تنگ خیالی ہندو آبار واجداد کے اثر اور ہندوؤں کی صحبت اور میل جول کا نتیجہ ہے

ہندوؤں کا مسلمان ہونا جبری نہ تھا

مسٹر گوبند رام کھنہ ایک تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہندو اہل قلم لالہ لاجپت رائے کے انگریزی اخبار "پیپل" مورخہ ۸ر اگست میں ایک مضمون کے سلسلہ میں ہندو جاتی کے معاشرتی نقائص اور کمزوریوں

ے یہ الزام غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے ۱۲

پر اظہار خیال کرتے ہوئے ہندوستان میں مسلمانوں کی تبلیغی کوششوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ :-

"یہ خیال کرنا غلط ہے کہ لاکھوں ہندوؤں کا اپنا آبائی مذہب ترک کرکے مذہب اسلام اختیار کرنا تمامتر مسلمان حکمرانوں اور مسلمان حملہ آوروں کے جبر و تشدد کا نتیجہ تھا مسلمان حملہ آوروں میں تبلیغ مذہب کا جوش ضرور تھا اور انھوں نے بڑی تعداد جبراً مسلمان کی لیکن گذشتہ آٹھ صدیوں میں لوگوں نے جو تبدیل مذہب کیا ہے ان سب کو محض جبر کا نتیجہ وسبب نہیں کہا جاسکتا مسلمانوں کے سیاسی غلبۂ و اقتدار کا تو سلطنت مغلیہ کی بربادی و تباہی پر عملاً خاتمہ ہو چکا تھا اور دکن وممالک متوسطہ میں اور پنجاب میں سکھوں کو قوت حاصل تھی لیکن بایں ہمہ تبدیل مذہب کا سلسلہ بند نہیں ہوا تھا یہ اگرچہ ناگوار اور دل آزار بات تو ضرور ہے مگر اس تلخ صداقت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہندوؤں کا مذہب آبائی چھوڑ کر ایک مسلسل سرچشمہ کی حیثیت میں مذہب اسلام میں داخل ہونا اس کا سبب خود ہندوؤں کے نظام معاشرت کی فرسودگی اور مذہب اسلام کی قوت جذب و قبولیت رہا ہے ہمیں اس مروّجہ خیال سے اپنے دل کو تسلی نہیں دینی چاہیئے کہ ہندوؤں کا مذہب اسلام اختیار کرنا جبر اور تشدّد کا نتیجہ تھا، خود بینی انسان کا سب سے زیادہ مہلک دشمن ہے میرے خیال میں بیوگی کی زندگی کا جبریہ رہنا، ہندوؤں کے مختلف طبقات میں معاشرتی مساوات کا نہ ہونا، اور ان لوگوں کے ساتھ

جن کو ہم پنج ذات کے نام سے موسوم کرنا پسند کرتے ہیں قریب قریب جانوروں کا سا اور وحشیانہ برتاؤ کرنا ان سب باتوں نے لاکھوں ہندوؤں کو اسلام کے حلقہ میں داخل کر دیا اور تاوقتیکہ حالات میں پوری تبدیلی نہ ہو جائے مستقبل قریب میں اس تبدیلیٔ مذہب کے بجائے گھٹنے کے اور زیادہ بڑھنے کا امکان ہے۔ (ہمدرد)

اَلفَضلُ مَاشَہِدَت بِہٖ الاَعدَاء

بے شک بزرگی اور فضیلت وہی ہے جس پر دشمن اور اعدائے اسلام گواہی دیں، یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے محقق اصحاب فراست ولیاقت نے اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ اور مرتبہ دنیا کے بڑے بڑے لوگوں میں سب سے اونچا اور بلند ہے، اور عیسائی محققوں نے تو آپ کی تہذیب دیانتداری غریبوں پر رحم و کرم، مساوات بین الاقوام انسانی صفات کا مکمل نمونہ آپ کو مان لیا ہے، ان میں واشنگٹن اورنگ سر ولیم میور، ڈاکٹر لیٹنر، جان ڈیون پورٹ کے نام نامی قابل ذکر ہیں جن کی تصانیف میں بہت شرح و بسط سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آیا ہے۔

ڈاکٹر اینی بسنٹ صاحب نے حضرت ؐ کی سوانح عمری

نہایت شرح وبسط سے لکھی ہے، سکھوں کے گرونانک صاحب نے بھی اپنی کتاب میں اسلام اور آنحضرت (صلعم) کو ذریعہ نجات تحریر فرمایا ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک آریہ کی نظر میں

پروفیسر رام دیو صاحب بی، اے، سابق پروفیسر گروکل کانگڑی و ایڈیٹر ویدک میگزین نے ایک لکچر میں جو لاہور آریہ سماج میں کچھ مدت ہوئی دیا تھا بیان کیا چھٹی صدی میں عرب کی اخلاقی حالت بہت خراب تھی جب کوئی باشندہ مرجاتا تھا تو وہ اپنی عورتیں بطور ورثہ چھوڑ جاتا تھا جس کے بعد اس کا بیٹا سوائے اس عورت کے جس کے پیٹ سے وہ پیدا شدہ تھا باقی سب عورتوں کو اپنی بیویاں بنا لیتا تھا علاوہ ازیں عارضی شادیاں بھی ہوتی تھیں، عرب قوم میں اتفاق کا نام و نشان نہ تھا۔ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے گلے کاٹا کرتے تھے۔ خیال تھا کہ یہ قوم کبھی اٹھ نہیں سکتی، لیکن دنیا کی تاریخ میں یہ معجزہ ہوا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس قوم میں جان ڈالدی۔

حضرت نے انھیں سکھایا کہ بت پرستی چھوڑ دو اور ایک خدا کو

؎ اپنے تو مانتے ہی ہیں مگر صداقت میں وہ قوت ہے کہ غیروں کو بھی ماننا پڑتا ہے ۱۲-

مانو، شروع میں حضرت محمدؐ صاحب کے صرف ۴۰ معاون اور مددگار تھے ان کی جاتی (قوم) قریش ان کی سخت مخالف تھی یہاں تک کہ آخرکار انھیں مکہ سے بھاگ کر مدینہ جانا پڑا۔ لیکن مدینہ میں بیٹھے ہوئے محمد صاحبؐ نے ان میں جادو کی بجلی بھر دی۔ وہ بجلی جو انسان کو دیوتا فرشتہ بنا دیتی ہے، آنحضرت (صلعم) نے یہ بجلی راجوں مہاراجوں میں نہیں بھری تھی بلکہ تمام لوگوں میں۔ اور یہ غلط ہے کہ اسلام محض تلوار سے پھیلا ہے یہ امر واقع ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی۔ اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہے تو آج کوئی پھیلا کر دکھائے محمد صاحبؐ نے عرب میں کس قسم کا وشواس (یقین) بھر دیا تھا اس کی ایک مثال سنئے۔

ایک غلام کو جو مسلمان ہو چکا تھا اس کا آقا دھوپ میں بٹھا کر اور اس کی چھاتی پر پتھر رکھ کر پوچھا کرتا تھا کہ بتا تو محمدؐ (صلعم) کو چھوڑیگا یا نہیں ـــــ لیکن غلام صاف انکار کرتا ہے۔

(اخبار پرکاش)

(ل) منقول از "العدل"، گوجرانوالہ مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۲۷ء

بہائی مذہب اور شریعتِ محمدیہ

شریعتِ محمدیہ موجودہ زمانہ کے مطابق اور ناقابل تنسیخ ہے

(ایک حق پسند پنڈت پرشوتم صاحب دیوست دھاری کے قلم سے)

ہر مذہب کی شریعت کسی ہادی کو ضرورت زمانہ کے اعتبار سے

دی گئی اور جب اقتضائے وقت میں تبدیلی ہوئی تو شریعت بھی تبدیل کر دی گئی۔ میرے نزدیک اس اقتضائے وقت کا بھی تعین ہے اور وہ قدرت کی ہر شئے سے ثابت وعیاں ہے اور چونکہ مذہب صرف نسلِ انسان ہی کے واسطے مخصوص ہے اس لئے انسانی نسل کے واسطے چار دور مخصوص ہیں یعنی رضاعت، طفلی، شباب، اور کہولت اور یہ چاروں باتیں ایسی ہیں کہ جن سے کوئی شئے کائناتِ ہستی کی مستثنیٰ نہیں، نسلِ انسانی پر بھی چاروں زمانے آئے اور ہر زمانے کے مطابق اس حکیم مطلق نے چار قسم کی شریعت اپنے انبیاء کی وساطت سے بنی آدم کیلئے بھیجی اور چونکہ محمدؐی دور شریعت کے سلسلہ میں چوتھا اور آخری دور ہے اس لئے اب کسی جدید شریعت کی گنجائش نہیں اور نہ ضرورتِ زمانہ کے اعتبار سے شریعتِ محمدیہ قابل ترمیم نظر آتی ہے۔

حضرت محمد (صلعم) مثل انبیائے سابق کے کسی خاص قوم یا ملک کے لئے مبعوث نہیں ہوئے، بلکہ وہ رحمتِ عالمیاں جو مذہب لایا وہ دنیا کے لئے ہے اور اسی لئے ہر ملک و قوم کے طبائع کے لحاظ سے ایک مشترک اور عالمگیر شریعت دی گئی ہے اور کسی مذہب و ملت کی شریعت ایسی نہیں ہے جس میں عالمگیر شریعت ہونے کی اہلیت ہو، ہاں ایک مسئلہ سود اسلام کا ضرور ایسا ہے کہ بادی النظر میں قابل ترمیم نظر آتا ہے اور مسلمان بھی حرمتِ سود کی وجہ سے پریشان نظر آتے ہیں، بھائی اس پر یہ کہتے ہیں کہ مسلمان شریعت محمدؐیہ کی ترمیم نہ کرنے والے کون ہوتے ہیں

جس طور پر ہمیشہ احکام الٰہی کی ترمیم و تنسیخ ہوتی رہی ہے اب بھی اسی طرح ہونا چاہیئے یعنی حضرت بہار اللہ نے اس شرعی مسئلہ میں جو ترمیم کی ہے وہ اقتضائے وقت کے لحاظ سے ہے اور چونکہ دنیا اس کو قبول کرنے کے لئے مجبور ہے، پس بہار اللہ کی نبوت تشریعی ثابت ہے،

(ردّ بہائیہ) مذہب کو اگر مذہب سمجھا جائے اور اس کے اوامر و نواہی کو قابلِ یقین تصور کیا جائے تو اس کا ہر حکم واجب التعمیل ہے اگر اس کے فوائد و نقصان ہماری فہم سے باہر ہوں تو اس بنار پر وہ حکم مذہب رد نہیں کیا جاسکتا، ہم جب بیمار ہوتے ہیں حکیم و ڈاکٹر کا علاج کرتے ہیں مگر صحت کے خیال سے کبھی یہ ضرورت نہیں سمجھتے کہ اپنے نسخے کے تمام اجزار کے خواص معلوم کر لینے کے بعد اگر ہماری رائے میں مفید ہوں تب استعمال کریں اگر ہم ایسا کریں تو غالباً ہر حکیم و ڈاکٹر ہماری حجت کے باعث ہمارے علاج سے پرہیز کریگا اور ہم شفا کے مقصد سے دور ہو جائیں گے مگر کیا لطف کی بات ہے کہ اس حکیم مطلق نے نجات اخروی کا نسخہ ہمارے واسطے تجویز کیا ہے ہم کو اس بنار پر اس کے استعمال سے تامل ہے کہ اس کا فلاں جزء ہمارے لئے مفید نہیں ہے پس کیوں کتاب الٰہی کے نسخہ سے علیحدہ نہ کر دیا جائے یا اس میں ترمیم نہ کی جائے، اگر بہشت و دوزخ کی حقیقت ہے اگر بعد از مرگ محاسبۂ اعمال و وعید صحیح ہے اور نجات دائمی کچھ اصلیت

رکھتی ہے تب فوائد دنیاوی اور اسباب معیشت کی فراوانی کا خیال ہی عبث ہے اور جو انسان احکام مذہبی کا پابند اور کتاب اللہ پر مضبوط ایمان رکھتا ہے وہ دنیاوی ساز و سامان کی طرف کبھی دیکھتا بھی نہیں مگر چونکہ ایسے انسان ہر زمانے میں قلیل رہے ہیں اب ضرورت طبقۂ کثیر کے افہام کے مطابق بھی کچھ انکشاف کرنے کی ہے اور جس میں ہمارے دوست ایڈیٹر کوکب ہند اور ان کے ہم خیال بھی شامل ہیں اسلئے ہم انھیں آگاہ کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور بعثت میں بھی انسانوں کے دو طبقے تھے ایک دولتمندوں کا ایک غربار کا غربار اپنی ناداری کے باعث دولتمندوں کی اعانت و دستگیری کے محتاج تھے اور دولتمندوں کی سود خوری کی یہ کیفیت تھی کہ وہ غربأ کے ہاتھ میں کبھی پیسہ رہنے نہیں دیتے تھے اور جب افلاس کی حد ہوجاتی اور ان سے کچھ وصول نہ ہوتا تو آخر میں دائن اپنے مدیون کی بیوی بچوں پر بھی قبضہ کر لیتا اگر کسی اخلاق اور مذہب میں دولتمندوں کی یہ چیرہ دستی روا رکھی گئی ہے تب تو حقیقۃً کوکب کا یہ خیال صحیح ہیکہ جس بدعت کو رسول اکرم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹایا اب پھر اس کے زندہ کرنیکی ضرورت ہے اور اگر اخلاق انسانی آج بھی اس کا متحمل نہیں ہے تو اسلام کا یہ حکم آخری اور ناقابل تغیر ہے مذہب جس طرح دولتمندوں کی حالت کو درست کرتا ہے اسی طرح غربار کی بھی دستگیری و اصلاح و فلاح اس کا مقصد ہوتا ہے بلکہ انبیار کی صف سے

علیحدہ ہمیشہ صاحب ذکا رونہم نے معاشرتی زندگی کے فرق ومراتب کو مٹانیکی کوشش کی اور انبیائے بنی اسرائیل میں تو ہر نبی کا یہی نصب العین رہاہے اور جناب مسیح علیہ السلام اس قدر بلند آہنگی کے ساتھ غربار کے حقوق کا مطالبہ کرتے تھے کہ انھوں نے صاف الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ :-

"آسمان کی بادشاہت صرف غریبوں کیلئے ہے اور اس میں دولت مندوں کا داخل ہونا اس سے زیادہ دشوار ہے جتنا اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں داخل ہونا"

مذہب اسلام نے تمام ایسی برائیوں کا انسداد کیا ہے جو انسانی اخلاق کیلئے ضرر رساں ہیں راشیؔ اور مرتشی پر اس لئے لعنت بھیجی گئی ہے کہ راشی سے انسانی ہمدردی اٹھ جاتی ہے اور راشی کبھی دوسرے انسان کا کام خلق ومروّت کی بنار پر جو خاص جوہر انسانیت ہے نہیں کرتا اسیطرح سود خوار انسان بغیر سود کی امید کے روپیہ دیکر اعانت ودستگیری نہیں کرتا اس کی نظر ہمیشہ غربار کے مال پر رہتی ہے اور جس انسان میں اپنی نوع سے ہمدردی نہ ہو وہ صفت اخلاق انسانی سے معرّیؔ ہے اور اسلام نے سود کا جواز توکیسا اس کے بالمقابل مسئلہ زکوٰۃ قائم کیا کہ ہر سال دولتمندوں کی جیب سے ایک کثیر رقم غربار کی اعانت ودستگیری میں صرف ہوتی رہے اور دولتمند وغربار کے درمیان کامل اخوت وہمدردی رہے اور وہ کسی وقت دولتمندوں کی تباہی وبربادی یا منافرت پر آمادہ

ؔ رشوت لینے والا ۱۲ ؔ خالی ہے ۱۲

نہ ہوں، جو لوگ سود کے حامی ہیں وہ دراصل دولتمند فرقہ کی طرف نظر کرتے ہیں جو افراد کا غلام بنانا اپنی پیدائشی حق سمجھتا ہے اور اس دولتمند فرقہ کی یہ کیفیت ہے کہ اس نے اخلاق و عقائد سے مُعَرّیٰ ہو کر صرف اپنی ذات کو اپنا مطمح نظر بنالیا ہے اور اپنی زندگی کو جہاں تک ممکن ہو عیش و تنعم میں بسر کرنا چاہتا ہے اور چونکہ یورپ میں اس کی فراوانی ہے اس لئے زر طلبی کی خواہش بھی بدرجہ اتم پہنچ گئی ہے جس سے عام اخلاقی انحطاط پیدا ہو گیا ہے اور جس کا بدترین نتیجہ یہ نکلا ہے۔

"دولتمند طبقے نے دنیا کے سامنے کوئی اچھا اخلاقی نمونہ پیش نہیں کیا بلکہ تمام اخلاقی پابندیوں سے آزادی حاصل کرلی ہے اور فرض اور وطنیت کو ایک مسخرہ انگیز چیز سمجھنے لگا ہے، اس کا صرف یہ کام ہیکہ جب روپیہ ہاتھ آئے ذلیل ترین شہوانی لذائذ میں بیدریغ صرف کر دے۔"

(از معارف)

پس اگر حضرت بہار اللہؑ یا ان کے متبع کو کب ہند وغیرہ اجرار سود کے مؤید ہیں جس سے یہ بیماری اور زیادہ ہو جائے جو اخلاقاً مذموم تر ہے تو اس سے نہ تو بہار اللہ کی نبوت ہی ثابت ہوتی ہے اور نہ کلام الٰہی میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ لازم آتی ہے، حمایت سود در اصل سرمایہ داری کی اعانت ہے، سرمایہ داری کی برائی سے دنیا رفتہ رفتہ واقف ہوتی جارہی ہے، مگر اسلام نے تیرہ سو سال قبل دنیا میں سرمایہ داری کی مخالفت کرکے اپنے آسمانی مذہب ہونیکی

صداقت کی مہر ثبت کر دی ہے۔ روس میں فرقہ بالشویک کی پیدائش کا سبب بھی سرمایہ داری کی چیرہ دستی ہوئی، اور متمدن دنیا میں ایسے اصحاب پیدا ہو گئے ہیں جو دنیا سے سرمایہ داری کو مٹا دینے کی فکر میں ہیں چنانچہ "مسولینی" کے تازہ حکم سے سودی کاروبار کرنے والوں کو دشمن ملک کی صف میں شمار کیا گیا ہے اور ملک کے ہر مشہور شہر میں خاص عدالتیں ایسے اشخاص کے انسداد کیلئے قائم کی گئی ہیں، روم فلورمیفیس اور ملان میں ایک کثیر تعداد سود خور اشخاص کی سزایاب ہوئی ہے اور جو سزائیں دی گئی ہیں ان میں ملک بدر ہونیکی بھی سزا ہے اگر اس سے سود کا انسداد نہ ہوا تو ملک کے جملہ بینک جو سودی کاروبار کرتے ہیں توڑ دئے جائیں گے (از اخبار لیڈر جون ۱۹۲۷ء)

اب ظاہر ہیکہ بہاء اللہ کا شریعت خداوند کے خلاف حلت سود کا اعلان کرنا خود حضرت بہاء اللہ کی غلطی ہے نہ کہ شریعت کی منسوخی ورنہ یوں ہر شریعت کے خلاف اکثر انسانوں کے اقوال کچھ نہ کچھ جگہ ملتے ہیں تو کیا انکے مقابلہ میں شرعی احکام منسوخ قرار دئے جا سکتے ہیں اگر بہائیوں کے خیالات شریعت خداوندی کے خلاف ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ضروریات زمانہ کسی شریعت کی تنسیخ کی محتاج ہیں حضرت بہاء اللہ کو اپنے معین و انصار پیدا کرنے کی ضرورت تھی لہٰذا انھوں نے دولت مند فرقہ کو خوش کرنے کے لئے حلت سود کا اعلان کیا۔

اے کاش کہ حضرت بہاء اللہ فرقۂ غربا، کی بیکسی کا خیال کرتے اور دنیا میں مظالم سرمایہ کو ملحوظ رکھتے تو انکو ہرگز حلّت سود کے اعلان کی ضرورت نہ ہوتی، ایک نبی کی شان سے بعید ہے کہ وہ سرمایہ داری کی اعانت کرے اور سرمایہ دار جماعت کے ظلم سے غربا، کی رستگاری نہ کرے۔ اھ

اسلام اور علماء فرنگ

مناسب معلوم ہوتا ہیکہ اس موقعہ پر چند نامور محققین یورپ اور مشہور مستشرقین کے خیالات درج کئے جائیں جو انھوں نے مختلف مواقع پر اسلام اور پیغمبر اسلام اور قرآن پاک کے متعلق ظاہر کئے ہیں تاکہ متلاشیانِ حق پر اسلام کی حقانیت اور قوت کا سکہ بیٹھ جائے الفضل ما شہدت به الاعداء

ڈاکٹر موریس[*] - اپنے ایک مضمون میں جو "لاپارول فرانس رومان" میں شائع ہوا تھا لکھتے ہیں کہ :-

قرآن کیا ہے؟ قرآن کی اگر کوئی ایسی تعریف ہو سکتی ہے جسمیں کسی طرح کا نقص نہ نکل سکتا ہو تو وہ اس کی فصاحت و بلاغت ہے وہ عظیم الشان فضیلت جس پر تینتیس ۳۳ کروڑ (چالیس کروڑ) انسان فخر

---

[*] یہ ایک فرانس کا مشہور اہل قلم ہے جو علوم عربیہ میں کافی ماہر تھا اسنے حکومت فرانس کے حکم سے قرآن کریم کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا تھا ۱۲

کر رہے ہیں، وہ یہی ہے کہ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی
کے اعتبار سے یہ **کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے**
بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کیلئے جو کتابیں تیار
کی ہیں ان سب میں یہ **بہتر کتاب ہے** اس کے نغمے انسان کی خیر و فلاح
کے متعلق فلاسفۂ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں اس میں آسمان و
زمین کے پیدا کرنیوالے کی حمد و ثنا بھری ہے خدا کی عظمت سے اس
کا حرف حرف پر ہے جس نے کہ یہ چیزیں بنائی ہیں اور ہر ایک چیز کی
اس کی استعداد کے مطابق رہنمائی کی ہے، قرآن علماء کے لئے ایک علمی
کتاب، شائقین لغت کیلئے ذخیرہ لغات. شعراء کیلئے عروض کا مجموعہ
اور شرائع و قوانین کا ایک عام انسائیکلو پیڈیا ہے جو تمام آسمانی کتابوں
سے جو حضرت داؤد کے زمانہ سے جان ناموس کے عہد تک نازل ہوئیں
کسی ایک نے اس کی ایک ادنیٰ سورۃ کا بھی مقابلہ نہ کیا، یہی سبب ہے
کہ مسلمانوں کے اندر اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں جس قدر علم بڑھتا جاتا ہے
اور حقائق پر عبور ہوتا ہے اسی قدر قرآن کیساتھ بھی انکا تعلق بڑھتا
جاتا ہے اس کی تعظیم میں زیادتی ہوتی ہے آیات کا اقتباس کرتے ہیں
کلام کی آرائش ان آیتوں سے بڑھاتے ہیں، جس قدر ان کا
پایہ رفیع ہوتا ہے، اور خیالات میں شستگی اور شگفتگی ہوتی
ہے اسی قدر اپنی رائے اور خیال کا مدار آیات قرآنی کو ٹھیرانے میں
کوشش کرتے ہیں۔

ان لوگوں کے سینے قرآن کی محبت سے معمور ہیں، دل سے اسکو مقدس مانتے ہیں دوسری قوموں کو جو کتابیں یا شریعتیں ملی ہیں انکی نسبت نہ انھیں کوئی خیال پیدا ہوتا ہے نہ رشک آتا ہے اسلئے کہ وہ دیکھ چکے ہیں کہ رشکی کتاب ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت اس کی فصاحت وبلاغت انھیں سارے جہان کی فصاحت وبلاغت سے بے نیاز بنائے ہوئے ہے۔

یہ واقعی بات ہے اور اس کی واقعیت کی دلیل یہ ہیکہ بڑے بڑے انشاپردازوں اور شاعروں کے سر اسکے آگے جھک جاتے ہیں اس کے عجائبات جو روز بروز نئے نئے نکلتے آتے ہیں اور اسکے اسرار جو کبھی ختم نہیں ہوتے مسلمان شعراء اور نثار ان کو دیکھ کر سجدہ کرنے لگتے ہیں قیامت کیلئے اسکو سرمایۂ ناز جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ فصیح کلام اور دقیق معانی کا یہ ایک بحرِ موّاج ہے۔

ڈاکٹر موریس ایک جگہ اور لکھتے ہیں کہ:۔

"کوئی چیز عیسائیان روم کو اس ضلالت وغوایت کی خندق سے جس میں وہ گرے پڑے تھے نہیں نکال سکتی تھی بجز اس آواز کے جو سرزمین عرب میں غار حراء سے آئی، اعلاء کلمۃ اللہ جس سے یونانی انکار کرتے جاتے تھے اسی آواز نے دنیا میں کیا، اور ایسے عملی پیرایہ میں کیا جس سے بہتر ممکن نہ تھا اور ایک ایسا سیدھا سادا اور

پاک وصاف مذہب دنیا کو سکھایا جس میں بقول فاضل محقق گاڈ فری ہگنس[1] نہ پاک پانی ہے نہ تبرک، نہ صورت نہ تقریر نہ سینٹ اور نہ خدا کی ماں سے اس پر داغ لگتا ہے اور نہ ایسے مسائل اس میں ہیں کہ ایمان بدون عمل کے مؤثر ہو اور نزع کے وقت کی توبہ کام آئے اور غایت درجہ کی عنایات اور مغفرت اور خفیہ اقرار کارآمد ہوں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس دین کے پیرووں کو بگاڑ دیں اور پھر مقتداؤں کے حوالے کر دیں جو فی الحقیقت ان مسائل سے بھی بدتر اور ناچیز بات ہے''

ریورنڈ جی، ایم، راڈویل جو ایک متعصب پادری ہیں لکھتے ہیں (قرآن کی تعلیم سے) عرب کے سیدھے سادے خانہ بدوش بدو ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو وہ سلطنتوں کے قائم کرنے والے، ملکوں کے فاتح، شہروں کے بسانیوالے، علمی ذخیروں اور کتب خانوں کو جمع کرنیوالے ہو گئے، ان کی قوت وعظمت اور سطوت وجبروت نسطاط و بغداد، اور قرطبہ اور دہلی وغیرہ سے ایسی ظاہر ہوئی کہ عیسائی یورپ کو اپنی ہیبت اور شوکت سے کپکپا دیا اور اس میں ایک تہلکہ ڈالدیا بت پرستی مٹانے، جنات اور مادیات کے شرک کے عوض اللہ کی عبادت قائم کرنے، اطفال کشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے،

---

[1] یہ سب باتیں عیسائی مذہب میں اب تک موجود ہیں، رومن کیتھولک فرقہ کے مذہب کی بنیاد ہی ایسی باتوں پر ہے ۱۲۔

بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازدواج کی تعداد کو کم کر کے اسکی ایک حد معین کرنے میں قرآن بیشک عربوں کیلئے موجب برکت و فلاح تھا "

ریونڈ آر سکیسویل کنگ اپنی تقریر "دین اسلام" کے اندر جو انھوں نے ۱۷ جنوری ۱۹۱۵ء کو قدیم پریسبی ٹیریر چرچ نیو ٹونارڈ میں کی تھی بیان کرتے ہیں :-

اسلام کی جمہوری تعلیم میں ایک حصہ عورتوں کے متعلق بھی ہے قرآن میں جہاں کہیں عورتوں کا ذکر آیا ہے تعظیمی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں، ماں کے ساتھ محبت رکھنے اور اسکی تعظیم کرنے، اور بیوی کے ساتھ محبت و شفقت کرنے پر پورا پورا زور دیا گیا ہے، پیروان اسلام کا حسن اخلاق قابل تعریف ہے ان کا طرز عمل خدا کے احکام کے تابع ہے، تسلیم و رضا یعنی اپنے تمام امور خدا کے سپرد کر دینا مسلمانوں کی مذہبی زندگی کی ایک لازمی شرط ہے جو مذہب رضائے الٰہی پر راضی رہنے کی ایسی عمدہ تعلیم دے اسکے پیرو یقیناً صداقت دوست، انصاف پسند، داد و ستد کے کھرے اور عہد کے پکے ہوں گے یہ قرآن سے ثابت ہو سکتا ہے اگر ہم اس کے برخلاف ثابت کرنا چاہیں تو ہماری اپنی عقل ہی انکار کر دے گی، اکثر کہا جاتا ہے کہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف ہے، اور اس میں جو کچھ ہے وہ سب توریت اور انجیل وغیرہ سے لیا گیا ہے مگر میرا ایمان ہے اگر الہامی دنیا میں الہام کوئی شے ہے اور الہام کا وجود مکمل ہے تو قرآن ضرور الہامی کتاب ہے۔

عیسائی کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام سچے نبی نہ تھے اور قرآن انکی ذاتی تصنیف ہے اگر یہ ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی کتاب کی کیا ضرورت پڑی تھی کہ اپنے کو خود ہی ملامت کرتے اور پھر اس سرزنش کو قرآن میں رہنے بھی دیتے۔

مسٹر ڈیون پورٹ اپنی کتاب موسومہ "محمد اینڈ قرآن" میں کہتے ہیں۔ قرآن عالم اسلامی کا ایک مشترکہ قانون ہے، یہ معاشری، ملکی، تجارتی، فوجی، عدالتی اور تعزیری معاملات پر حاوی ہے، لیکن بایں ہمہ ایک مذہبی ضابطہ ہے، اس نے ہر چیز کو باقاعدہ بنایا ہے مذہبی رسوم سے لیکر حیات روزمرہ کے افعال، مثلاً روحانی نجات، سے لیکر جسمانی صحت اجتماعی حقوق سے لیکر انفرادی حقوق، شرافت سے لیکر دنارت اور دنیوی سزا سے لیکر اخروی عقوبت تک تمام امور کو سلک ضابطہ میں منسلک کر دیا ہے۔

اور ایک جگہ لکھتے ہیں "قرآن کے بیشمار اوصاف میں سے دو زیادہ واضح ہیں، اول وہ ہیبت و احترام کا لہجہ جو اس خالق اکبر کے متعلق ہر جگہ اس میں ملحوظ رکھا گیا ہے جس کی طرف کوئی انسانی کمزوری اور خواہش منسوب نہیں کی گئی، دوسری خوبی یہ ہیکہ اس میں اول سے آخر تک غیر فصیح، مخرب اخلاق، اور نامناسب خیالات محاورات اور حکایات کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا، یہ تمام خرابیاں افسوس ہے کہ اس کتاب میں بکثرت موجود ہیں جس کا نام پیروان مسیحؑ نے

"عہدِ قدیم" رکھا ہے

انگلستان کے نامور مورّخ ڈاکٹر گین اپنی مشہور تصنیف "سلطنت روما کا انحطاط و زوال" کی جلد ۵ باب ۵۰ میں لکھتے ہیں

قرآن کی نسبت بحر اٹلانٹک سے لیکر دریائے گنگا تک نے مان لیا ہے کہ یہ پارلیمنٹ کی روح اور قانون اساسی ہے، اور صرف اصول مذہب ہی کے لئے نہیں، بلکہ احکام تعزیرات، تمدّن اور ان قوانین کیلئے بھی ہے، جن پر نظام عالم کا مدار ہے جن سے نوع انسانی کی زندگی وابستہ ہے اور جن کو حیات اجتماعی کی ترتیب و تنسیق سے تعلق ہے،

حقیقت یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شریعت سب پر حاوی ہے، وہ اپنے تمام احکام میں بڑے سے بڑے شہنشاہ سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے فقیر و گدا تک کیلئے مسائل رکھتی ہے،

یہ وہ شریعت ہے جو ایسے دانشمندانہ اصول اور اس قسم کے عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہان میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

جان جاک رلیسک جرمنی ایک مشہور فلاسفر ہیں جنھوں نے مقامات حریری، تاریخ ابو الفداء اور معلقہ طرفہ وغیرہ کا لاطینی زبان میں ترجمہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں:-

بعض لوگ تھوڑی سی عربی سیکھ کر قرآن کا

ع۔ دی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر ۱۲

تمسخر اڑاتے ہیں، اگر انھیں اپنی خوش نصیبی سے کبھی یہ موقع حاصل ہوتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی فصیح زبان اور مؤثر لہجہ میں قرآن کی کوئی سورۃ پڑھ رہے ہوں جس کا قلوب پر بجلی کا سا اثر پڑتا اور جب کسی آیت کے متعلق یہ احتمال ہوتا کہ سامعین اسکے حقیقی مفہوم تک رسائی حاصل نہیں کر سکیں گے تو اپنی معجز نما قوت بیان سے اسکی توضیح فرما دیتے تو یقیناً یہ شخص بیساختہ سجدہ میں گر پڑتا اور سب سے پہلے آواز اس کے منہ سے یہ نکلتی کہ:-

"پیارے رسول علیک الصلوٰۃ والسلام میرا ہاتھ
پکڑ لیجیئے اور مجھے اپنے پیروؤں میں شامل کرنیکی
عزت وافتخار سے مشرف کرنے میں دریغ نہ فرمائیے"

موسیو اجین کلانل بیان کرتے ہیں کہ قرآن مذہبی قواعد واحکام ہی کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ اس میں وہ اجتماعی اور سوشل احکام بھی موجود ہیں، جو بنی نوع انسان کی زندگی کی ہر حالت میں مفید ہیں اس میں تمدن کے قوانین جن میں دنیا کی مختلف اقوام کے درمیان تعلق و رابطہ کا سلسلہ قائم ہو جائے موجود ہیں، پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) اس وسیع نظام کو دنیا کی قوموں میں جو پھیلانا چاہتے تھے اس سے ان کا مقصد اعظم یہ تھا کہ اس کے قبول کرنے والوں کو مادی ترقی کا بلند ترین درجہ حاصل ہو اور دنیا کی مختلف اور متفرق قومیں اسلام کے علم کے نیچے جمع ہوں۔

حیرت ہے کہ ایسا ملکی اور تمدنی نظام جسکی بنیاد کامل اور سچی آزادی پر ہے کس طرح قائم ہو گیا ساری دنیا کو معلوم ہے کہ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) اُمّی تھے آپؐ نے نہ تو یونان ہی کا فلسفہ پڑھا تھا نہ قدیم آرمینیا سلطنتوں کے قوانین و احکام سے واقف تھے۔ اس لئے وہ دقیق مسائل جو قرآن کریم میں کھول کھول کر بیان کئے گئے ہیں، جن پر یورپ کے ممتاز ترین مقنن و حکما سر دھنتے ہیں ایک ایسے دماغ میں کیونکر پیدا ہو سکتے تھے جن کو اپنی چالیس سالہ زندگی میں کبھی سابقہ حکومتوں کے قوانین کے مطالعہ کا موقع نہ ملا ہو ایک صدی کے اندر بقول ٹامس کارلائل سرزمین عرب کے ایک طرف غرناطہ اور دوسری طرف دہلی جو ہوگئی گویا وہ ایک چنگاری تھی جس نے تاریکی میں بھک سے اڑ جانیوالی بارود کی طرح اٹھتے ہوئے شعلوں سے دہلی سے غرناطہ تک روشن کر دیا یہ ایک ایسا زبردست نظام تھا جو ایک صدی کے اندر ساری دنیا پر چھا گیا اور جس کے قوانین و ضوابط کے لوہے کو آج دنیا باین ہمہ ترقی علم و حکمت ماننے پر مجبور رہے۔

سر اڈمنڈ برگ پکار رہے ہیں کہ اسلامی قانون ایک تاجدار سے لیکر ادنیٰ ترین افراد رعایا تک کو حاوی ہے، یہ ایک ایسا قانون ہے جو معقول ترین علم و ادراک پر مشتمل ہے، اور جسکی دنیا اس سے پہلے نظیر پیش نہ کر سکی تھی۔

مشہور علامہ جوایکیم دکی یوائف چلاّرہے ہیں کہ :-

اقوام یورپ کو اس بارے میں مسلمانوں پر رشک ہونا چاہیے اسلامی تعلیم کی بہتری، فضیلت و منزلت بالکل روشن ہے وہ ایک کامل مذہب ہے اور اس کی تعلیم بالکل خالص اگر اسلامی تہذیب کی روشنی دنیا میں جلوہ افگن نہ ہوتی تو ہماری کیا کیفیت ہوتی، اس احسان مندی کے لحاظ سے دنیا پر واجب ہے کہ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تہذیب و تمدن کا جو حیرت انگیز اثر دنیا پر ڈالا ہے اس کو کبھی فراموش نہ کرے۔"

پروفیسر باسورتھ سمتھ ایم، اے اپنی کتاب "محمد اور دین محمدی" میں ببانگ دہل یہ منادی کر رہے ہیں کہ اگر یہ سوال کیا جائے کہ دنیا کو مسیحی مذہب نے زیادہ فائدہ پہنچایا ہے یا اسلام نے تو کہنا پڑے گا کہ اسلام نے، اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش ہجرت سے پہلے خدانخواستہ شہید کر دیتے تو مشرق و مغرب دونوں ناقص و ناکارہ رہ جاتے اگر آپ دنیا میں نہ آتے تو دنیا کا ظلم بڑھتے بڑھتے اس کو تباہ کر دیتا۔

اگر آپ نہ ہوتے تو یورپ کے تاریک زمانے دوچند بلکہ سہ چند تاریک ہو جاتے اگر آپ نہ ہوتے تو انسان صحراؤں میں پڑے بھٹکتے پھرتے، اگر آپ نہ ہوتے عیسائی دنیا اجڑ جاتی جب میں آپ کی صفات اور تمام کارناموں پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالتا ہوں

کہ آپ کیا تھے اور کیا ہو گئے اور آپ کے تابعدار غلاموں میں جنہیں آپ نے زندگی کی روح پھونکی تھی کیا کیا تو مجھے آپ سب سے بزرگ و برتر اور اپنی نظیر آپ دکھائی دیتے ہیں آپ نے ابتدا سے انتہاء یعنی بعثت سے لیکر دار البقا تک خود کو صرف نبی ہی دکھلایا اور اس سے اینچ بھر خود کو آگے نہ بڑھنے دیا میں یہ اعتقاد کرنیکی جرأت کرتا ہوں کہ نہایت اعلیٰ درجے کے فلاسفر، سائنس داں اور فضلاء عالی دماغ اور عیسائی ایک دن بالاتفاق اس کی تصدیق کریں گے کہ بلا شک و شبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول تھے۔

محقق جے جے پول اپنی کتاب "اسلام پر ایک نظر" میں یوں لکھتا ہے کہ " جہاں دنیائے اسلام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی اور شعبوں میں اس قدر رہین منت ہے وہاں اس میں بھی ممنون احسان ہے کہ انھوں نے قرآن کریم کے ذریعہ علم و ادب میں ایک جدید طرز کی بنیاد ڈالی اور پاک خیالات اور اعلیٰ حقائق کے مطالعہ کا شوق پیدا کیا، تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کریم اپنی خوبیوں کے لحاظ سے ایک حیرت انگیز کتاب ہے اور گزشتہ کئی سال میں نے غور سے جو اس کا مطالعہ کیا ہے تو اس کی بلاغت الفاظ کی شان و شوکت اور مضمون کی شاندار روانی سے حیران رہ گیا ہوں بلا شبہ کلام پاک کی مہتم بالشان بلاغت اور خیالات کی بلند پروازی نے ممالک اسلام کی تمام تصانیف مابعد پر بے انتہا اثر ڈالا ہے

مشہور روسی فلاسفر **کاؤنٹ ٹالسٹائی** کے الفاظ ملاحظہ ہوں" نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان عظیم الشان مصلحین میں سے ہیں حضور نے اتحادِ امم کی بڑی خدمت کی ہے۔ انکے فخر کیلئے یہ بالکل کافی ہے کہ انھوں نے ایک وحشی قوم کو نورِ حق کیجانب ہدایت کی اور اسکو ایک امن و صلح پسند اور پرہیز گاری کی زندگی بسر کرنیوالی قوم بناکر اسکو خونریزی اور انسانی قربانی سے روکا اور اس کیلئے ترقی و تہذیب کے راستے کھولدیئے اور پھر یہ کہ اتنا بڑا کام صرف ایک فردِ واحد کی ذات سے ظہور پذیر ہوا"۔

مسٹر ڈی رائٹ مشہور نامہ نگار انگلستان لکھتا ہے:- محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف اپنی ذات اور قوم ہی کیلئے نہیں بلکہ دنیائے ارضی کیلئے ابرِ رحمت تھے، آپؐ نے مدتوں مساعدت کا سلسلہ جاری رکھا اور سر توڑ کوشش کی کہ ذات پات کا تفرقہ مٹ جائے اور یہی سبب ہیکہ آج اسلام کے اندر ذات، نسل اور قوم کے امتیاز کا کوئی نام و نشان نہیں ہے دشمنانِ احمدؐ باوجود تعصب میں اندھے ہونیکے اسکے اقرار پر پابزنجیر ہیں کہ اس نے اپنے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں جس نے احکام خداوندی کو اس مستحسن طریقہ سے انجام دیا ہو جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرائض کو بوجوہ احسن پایۂ تکمیل کو پہنچایا ہے ان کے علاوہ اور بھی بے شمار آراء ہیں جو بخوفِ طوالت درج نہیں کی گئیں اگر ان سب کو ایک جگہ جمع کیا جاوے تو ایک مستقل کتاب تیار ہوسکتی ہے۔

تعدد ازدواج اور انبیاء سابقین

مسٹر ڈیون پورٹ اپنی کتاب میں بائیبل کی بہت سی آیتوں کے حوالوں سے لکھتے ہیں کہ:- "ان آیتوں سے پایا جاتا ہیکہ تعدد ازدواج صرف پسندیدہ ہی نہیں" بلکہ خاص خدا نے اس میں برکت دی ہے۔

پادری **فکس** صاحب مشنری لکھنؤ اپنی کتاب موسومہ اصلاح سہو مطبوعہ ۱۸۶۰ء کے صفحہ ۲۶ میں لکھتے ہیں۔

"تعدد ازواج کے مقدمہ میں ہم بے تردد تسلیم کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں بھی اس دستور نے رواج پایا تھا اور خدا نے بھی اسکو منع نہیں کیا بلکہ ان کو برکت کا وعدہ کیا جو اس پر چلتے ہیں"

جان ملٹن جو تعدد ازدواج کا ایک مشہور حامی ہے بائیبل میں سے بہت سی آیتیں نقل کرنے کے بعد لکھتا ہیکہ "علاوہ اس کے خدا نے ایک تمثیلی صورت" صحیفہ حزقیل کے باب ۲۳/۴ میں مسماتان اہولا اور اہولیاہ سے اپنا نکاح کرنا ظاہر کیا ہے اور یہ ایک ایسا طرز بیان ہیکہ اسکو خداوند تعالیٰ بالتخصیص اس طوالت کیساتھ ایک تمثیل میں بھی ہرگز اختیار نہ کرتا اور نہ درحقیقت ایسی بات کا مرتکب ہوتا اگر وہ رسم جسکی دلالت اس سے ہوتی ہے فی نفسہ معیوب یا مذموم ہوتی، پس جس کا امتناع انجیل میں بھی کسی کو نہیں وہ کیونکر معیوب یا مذموم خیال کی جا سکتی ہے، کیونکہ انجیل میں ان کی ملکی آئینوں میں سے کوئی بھی منسوخ

نہیں کیا گیا ہے جو انجیل سے پیشتر جاری تھے

(لائف مولفہ جان ڈیون پورٹ صفحہ ۱۵۸)

ایزک ٹیلر صاحب لکھتے ہیں، "تعدد ازدواج ایک بڑا دقیق مسئلہ ہے، موسیٰ ؑ نے اس کو نہیں رد کا اور داؤد جس کا خدا کا سا دل تھا اس کو عمل میں لایا اور انجیل میں صاف طور سے ممنوع نہیں ہے"،

(اخبار سینٹ جیمس گزٹ لنڈن مطبوعہ ۱۸ اکتوبر ۱۸۸۶ء)

مسٹر باسورتھ سمتھ اپنی کتاب "محمد اینڈ محمڈن ازم" کے صفحہ ۱۳۲ کے نوٹ میں لکھتے ہیں۔ "آپؐ کی قریباً تمام شادیاں بیوگان سے ہوئیں جو نہ تو اپنے حسن و جمال کی خاطر مشہور تھیں اور نہ ہی دولتمندی کے لحاظ سے، بلکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس تھا"،

(کتب منقول از مشرق گورکھپور مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۲۷ء)

دنیا کا اعظم ترین انسان

الفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ داؤد آفندی مجاعض نامور عیسائی اہل قلم کی نظر میں دنیا کا اعظم ترین اور سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے صرف دس سال کے قلیل زمانہ میں ایک محکم دین اور اعلیٰ درجہ کا فلسفہ طریق معاشرت اور قوانین تمدن وضع کئے، قانونِ جنگ کی کایا پلٹ دی اور ایک ایسی قوم و سلطنت بنا دی کہ وہ عرصہ دراز اور مدت مزید تک دنیا پر حکمراں رہی اور آج تک زمانہ کا ساتھ

دے رہی ہے، اور لطف یہ ہے کہ وہ شخص باوجود ایسے عظیم ترین اور ہمہ شیل کام کرنیکے محض ناخواندہ اور امی¹ تھا، وہ مرد گرامی اور رجل اعظم "محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب قریشی عربی مسلمانوں کے نبی ہیں"۔

نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عظیم الشان کام اور مقصد کی تمام ضرورتیں فراہم کر دی ہیں جنکی وجہ سے ان کی امت اور پیروؤں کو اور اس سلطنت کو جس کا سنگِ بنیاد نبی ممدوح نے رکھا تھا دنیا میں دائم و قائم رہنے اور پھلنے پھولنے کے اسباب نہایت وفور کیساتھ میسر ہوئے، کیونکہ اگر ایک مسلمان تمام باتوں سے قطع نظر کر کے اور اسکے اقوال کو چھوڑ کر فقط قرآن اور حدیث صحیح ہی کا مطالعہ اور انکے احکام و ہدایات کی سچی پابندی کرے تو اسے اپنے دین اور دنیا کے تمام اہم امور انھیں میں مل جاتے ہیں اور وہ اپنی دونوں حالتوں کو بخوبی سدھار سکتا ہے۔ نبی موصوف صلعم نے مسلمانوں کیلئے ایک کانفرنس بھی مقرر کر دی جسکا سالانہ اجلاس ہر سال مکہ (مکرمہ) میں ہوا کرتا ہے، حج کا صرف اسی پر فرض کیا جانا جسکو سواری اور سامان سفر کی استطاعت ہے اور غیر مستطیع کے ذمہ سے حج کو اتار دینا یہ معنی رکھتا ہے کہ قوم کے مالدار اور ممتاز افراد سالانہ ایک جگہ مجتمع ہو کر اپنی سوسائٹی کے معاملات پر بحث اور اسکے سیاسی مجلسی اور باہمی امانت و ہمدردی کے خیالات کو تازہ کریں، نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم

---

¹ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علم کا سرچشمہ تھے ہاں یہ ضرور ہے کہ کسی انسان کے شاگرد نہیں تھے ۱۲

نے ہر مسلمان پر زکوٰۃ فرض کر کے دریوزہ گری کا دفعیہ کر دیا ہے، اگر مسلمان اس صدقہ کو مفروضہ پابندی سے ادا کرتے رہیں تو قوم میں محتاجوں کا کہیں وجود ہی نہ رہے۔

قرآن کا عربی زبان میں ہونا اور مسلمان پر اس کو عربی زبان ہی میں سمجھنے کی پابندی سے اس عظیم الشان نبی نے اسلام کی ایک جامع زبان مقرر کر دی ہے، کیونکہ اگرچہ تمام مسلمانوں پر خود براہ راست عربی زبان حاصل کر کے قرآن کی فہم کا حصول لازم نہیں لیکن علماء اور مجتہد اماموں پر تو ضرور واجب ہے، اور اسی وجوب کو مسلمانوں کیلئے ایک عام زبان مقرر کرنیکا ذریعہ تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر افضل ہونیکا ذریعہ صرف پاکبازی اور خدا ترسی کو قرار دیکر افراد قوم کیلئے ترقی کرنے اور نام آور ہونیکا راستہ بنا دیا، اسلام کی حکومت اصل میں جمہوری حکومت تھی، مسلمان اپنے حاکم اور سردار کو خود ہی چن لیا کرتے تھے جسکو خلیفہ کہتے ہیں کچھ عرصہ تک مسلمان اس طریقہ کی پیروی کرتے رہے، چنانچہ خلافت کی بیعت اسی حاکم کا انتخاب کا ایک رمز اور جمہوری حکومت کا ایک نشان ہے۔

نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ کہہ کر کہ کسی عرب کو غیر عرب پر اور غیر عرب کو عرب پر کوئی فضیلت نہیں، غیر عرب آدمیوں کیلئے قبول اسلام میں آسانی پیدا کر دی، اور یہ ارشاد کر کے کہ "تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے" اور

"جو شخص کنبۂ الٰہی کو زیادہ نفع پہنچائے وہی خدا کا پیارا ہے"، غیر مسلم اقوام کے لئے اسلامی ممالک اور حکومتوں میں بآرام زندگی بسر کرنیکا سامان کر دیا

نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انسان کی خانگی زندگی پر بھی گہری نظر ڈالی، اور شادی بیاہ کے معاملات، نسل بڑھانے اور ترکہ و میراث تقسیم کرنیکی ہدایتیں مرتب کیں اور عورت کی شان بڑھادی۔ معاملات دنیا دی پر نظر فرما کر لوگوں کے کاروبار اور قصوں اور قضیوں کے فیصل کرنے کے قوانین وضع کیئے اور حکمرانی کے آئین بنائے، انھوں نے سلطنت کے مالی صیغہ کو بھی نامکمل نہیں چھوڑا، اور اس غرض سے بیت المال (خزانۂ عامرہ) کے قوانین وضع کیئے۔

علم کی طرف ان کی توجہ بہت زیادہ مبذول تھی، انھوں نے علم و حکمت کو مومن کا گم گشتہ مال قرار دیا، اور مسلمانوں کو ہدایت کی کہ علم ضرور طلب کریں خواہ اس کیلئے انھیں اقصائے مشرق کا سفر ہی کیوں نہ کرنا پڑے اسی ہدایت کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں نے علم و ہنر کی ہر شاخ سے خوشہ چینی کی اور قصر علم و کمال کا کوئی دروازہ ایسا نہیں چھوڑا جس کو انھوں نے نہ کھولا ہو مسلمانوں کے ایام عروج میں علم کو جو فروغ حاصل ہوا ہے دنیا اور دنیا کی تاریخ اس کی شاہد ہے اور رہے گی۔

پس کیا جس شخص نے یہ تمام کام کیئے وہ دنیا کا اعظم ترین انسان نہیں ہے؟ ہے، اور بے شک ہے۔

(از اخبار عربی)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عرب جہاں یہ پیدا ہوئے فی الحقیقت ایک نئے طرز کی دنیا ہے یہ ملک کچھ عجیب وغریب ہے، ہر چہار طرف بالو ہی بالو نظر آتا ہے دن میں تمازت آفتاب اور دھوپ کی ناقابل برداشت شدت و باد سموم کے جھونکے رات میں بلند تاروں بھرا سرد آسمان آدم نہ آدم زاد بجز ذات اللہ جل جلالہٗ ۔

یہاں کے باشندے شریف العادت، ذکی الحس اور حد درجہ کے مہمان نواز ہیں، وہ باتیں بنا بنوانے نہیں ہیں، بلکہ خموشی کی صفت ان میں زیادہ ہے۔ سچائی کے نہایت سخت پابند ہیں، اعلیٰ درجہ کے شاعر اور فصیح اللسان ہیں، اور دوسروں کو اپنے مقابلے میں عجمی کہتے ہیں شجاع ہیں اور جری وسورما ہیں، یہاں بہت سے قبیلے ہیں مگر ان سب میں سب سے اعلیٰ اور ممتاز اور سربرآوردہ قریش کا قبیلہ ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی ممتاز گھرانے میں پیدا ہوئے۔

آپ خدا کے بھیجے ہوئے سچے نبی اور ریفارمر[ع] تھے اور بیشک جس طرح خدا اپنی خصوصیات میں وحدہٗ لاشریک لہٗ تھے، جھوٹے ہیں وہ لوگ جو اس سچے نبی کو معاذاللہ جھوٹے اور دوسری بیہودہ باتیں کہتے ہیں، آپ نہایت غور و فکر سے ہر اُمور میں دوراندیشی کیساتھ نظر ڈالنے والے تھے

ع ریفارمر معنی مجدد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ مجدد سے بہت اونچا ہے۔ ۱۲

آپؐ میں جاہ طلبی نہ تھی، آپؐ خاموش، عالی نفس، ذی وقار، متین اور سنجیدہ انسان تھے۔ بلکہ آپؐ انھیں لوگوں میں سے تھے جنکے لئے متانت وسنجیدگی ضروری اور لازم شئ ہے، اور جو قدرت کیطرف سے خلوص کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، آپؐ کا قلب مبارک قدرت کے جمال وجلال سے ہمیشہ منور رہتا تھا، آپؐ نے ایک ایسے ریگستان میں نشو ونما پائی جہاں فطرت اور اپنے خیالات کے سوا کوئی دوسری اور چیز نہ تھی۔ آپؐ نے ابتداء ہی سے غور وفکر کرنا شروع کر دیا تھا آپکے ہمعصروں اور بزرگوں نے آپکو امین کا معزز لقب دے رکھا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ آپؐ امین تھے بھی، آپس کے فسادات کے فیصلہ کو اکثر لوگ اسی نوجوان لڑکے کے پاس آتے تھے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ تن سچے تھے آپؐ بلا ضرورت کبھی نہیں بولتے تھے لیکن جب بولتے تھے تو آپکی گفتگو سے حکمت دانائی، فراست، خلوص ٹپکتا تھا، متانت، امانت، اخوت اور خلوص بھی آپؐ کی خاص سیرت تھی، آپؐ ہر شخص سے حتی کہ دشمنوں کیساتھ بھی نہایت ملاطفت اور خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے، آپؐ کے چہرۂ مبارک سے دوراندیشی اور دانائی، جلال ہر وقت ظاہر ہوتی تھی جانشین دیانندجی مہاراج ایک ڈنڈے باز لیڈر کے ڈنڈے باز ذریات اور مالوی اینڈ کو کے ایجنٹ برادران وطن سنو! ایک عیسائی اور نہایت متعصب باوجود تعصب اور زبردست ھٹ دھرمی کے کیا کہہ رہا ہے ہمیں بتاؤ اور انصاف سے کہو، کہ یہ جادو نہیں تو پھر کیا ہے،، (اقتباس از لکچر داؤد مرقس)

(کج) منقول از اخبار العدل گوجرانوالہ مورخہ ۲۹ دسمبر ۲۷ء

اسلام غیر مسلموں کی نظر میں

(از قلم مولانا محمد شفیع صاحب ناظم مدرسہ نوریہ انجمن التبلیغ انڈال) (بنگال)

الفضل ماشھدت بہ الاعداء

(بیشک بزرگی اور فضیلت وہی ہے جس پر دشمن اور اعداء اسلام گواہی دیں)

نمونہ کیلئے صرف مسٹر گاڈ فری منگین اور پادری کینن آیزک ٹیلر صاحبان کے ایک ایک قول نقل کیئے دیتا ہوں۔

نمبر ۱ - بانیٔ اسلام نے مذہب کا اصل الاصول خدا کی وحدانیت اور عظمت کو قرار دیا ہے، رہبانیت اور خانہ نشینی کو موقوف کر کے بہادری اور جوانمردی قائم کی جو صفتیں اس میں پائی جاتی ہیں انکو ادنیٰ درجہ کی اقوام بھی سمجھ سکتی ہیں، اہلِ اسلام نے ایک ایسی نظیر قائم کی ہے جس کی اگر ہم تقلید کریں تو ہمارے لئے بہت اچھا ہو۔ الخ

نمبر ۲ - مسٹر کینن آیزک ٹیلر اپنی کتاب معیار حق میں یوں ارشاد فرماتے ہیں :-

عیسائی مذہب میں اخلاق کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو بانی اسلام کی تعلیم میں نہ پایا جاتا ہو، جب ایک فیلسوف اور حکیم مذہبوں پر غور کرتا ہے تو وہ دین اسلام کی خوبی و سادگی کو دیکھ کر دل ہی دل میں پشیمان ہوتا ہے کہ میرا مذہب ایسا کیوں نہ ہوا حضرتؐ کا مذہب بہت سادہ اور حکیمانہ ہے الخ

مزید تشفی کیلئے ایک ہندو پنڈت مسمیٰ جناب ہری رام صاحب جواب تک ہندو ہیں اور ایک بڑے سماج کے رہنما ہیں انھوں نے طلب حق کی بنا پر اور موجودہ شورش کے رفع کرنیکی خاطر اپنی تحقیق کو سوال و جواب کے پیرایہ میں ادا کیا ہے، ذیل میں نقل کرتا ہوں۔

جناب پنڈت جی صاحب مذکور اخبار نئی دنیا روزانہ کلکتہ مورخہ ۸ / نومبر ۱۹۱۳ء میں یوں ارشاد فرماتے ہیں :-

خاکسار کو مذہب اسلام کی نسبت کوئی دعویٰ نہیں ہے اور نہ یہ دراصل اس قابل ہے کہ ایسے جامع علوم و فنون مذہب اسلام کی عزت کو اپنے قلم سے رقم کر سکے، ایسا تو وہی اشخاص بخوبی کر سکتے ہیں جو مذہب اسلام کے پیرو ہیں، یا جو اس کے عالم ہیں خاکسار محض طالب حق ہونیکی وجہ سے اس بھول کو بتاتا ہے جو عوام کی بدقسمتی سے اسلام کی نسبت لوگوں کے دل و دماغ میں قائم ہے، اور خاکسار صرف اس لئے ایسا کرتا ہے کہ کسی دوسرے شخص نے اس کام کو سرانجام دینے کی جرأت نہیں کی ----

-------- اور چونکہ ایسا کرنا باشندگان ہند کیلئے خاص طور سے ضروری ہے، اول تو اسلام کچھ ایسا عمل سکھلاتا ہے جو غیر مسلم باشندگان ہند میں جس کا مروج ہونا ضروریات میں سے ہے، اور جن پر انکی آئندہ سلامتی اور بہبودی منحصر ہے، دوسرے اسلام کی جانب جو غیر مسلم کے دل میں ہیبت اور نفرت ہے اور ناسمجھی کی وجہ سے جو کشیدگی پیدا ہوتی

ہے اور اس سے فتنہ و فساد پیدا ہوتے ہیں۔ انکا بہترین تدارک بجز انکشاف اصلیت کے نہیں ہو سکتا۔ اکثر غیر مسلم اقوام مذہب اسلام کو ظالم غیر منطقی اور برباد کن سمجھتی ہیں، لیکن حقیقت میں اسلام ظالم یا غیر منطقی نہیں ہے اور اگر وہ ایسا ہوتا تو قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ حق پرستوں کو کسی ناسمجھ کے غیر ذمہ دارانہ فعل کو مذہبِ اسلام سے وابستہ نہیں کرنا چاہیئے، یہ خلاف انصاف ہے، اور مذہبِ اسلام ایسے فعل کا کسی طور پر ذمہ دار نہیں ہو سکتا خود غرض اور ناسمجھ اشخاص ہر مذہب کی آڑ میں ناشائستہ حرکات کرتے رہتے ہیں، مسلم اور غیر مسلم ہر دو کا فرض ہے کہ وہ مذہبِ اسلام کا بے تعصبانہ اور غیر تعلقانہ مطالعہ کریں اور مشاہدات کی مدد سے اس تعلیم اور ہدایات کی نسبت نتیجہ اخذ کریں، تب وہ اس کی صداقت کو جان سکتے ہیں اگر مسلم سنجیدہ اور قابل علماء یا پروفیسران اپنے مذہبِ اسلام کے فلسفہ اور ہدایات کی توسیع کرنے کو پسند فرما دیں تو اسلام کی اعلیٰ خدمت کر سکتے ہیں، اور خلق کو بہت فائدہ پہنچا سکتے ہیں اس سے ان کے مذہب کی لازوال تبلیغ ہو سکتی ہے، غیر مسلم بھی ایسے لوگوں کے وعظ اور لکچر کو خوشی سے عزت بخشیں گے کیونکہ اس سے دراصل ان کی عملی زندگی بہتر ہو جائیگی، میں نے عظمت اسلام کو محض اسلام کی صداقت کی غرض سے رقم کیا ہے، اس میں کوئی میرے پوشیدہ اغراض نہیں، ہاں میں صداقت کا اظہار کرنا جہاں کہیں حقیقت کی نسبت غلط فہمی ہو اپنا فرض سمجھتا ہوں اور میری زندگی کے مشن کا بھی یہی مقصد ہے، میں جو کچھ رقم کرتا ہوں

بغرض مباحثہ نہیں کرتا، میرا مطلب اسلام کی باریکیوں پر تشریح کرنا بھی نہیں ہیں صرف ان چند باتوں کو رقم کرتا ہوں، جو اکثر مباحثہ میں رہتی ہیں یا جو دراصل مباحثہ کے قابل ہیں۔

وہ چند باتیں یہی ہیں جو ذیل میں بہ شکل سوال وجواب تحریر کرتا ہوں

سوال نمبر (۱):۔ کیا اسلام سچا مذہب ہے؟ اگر ہے تو کس طرح؟

جواب نمبر (۱):۔ اسلام سچا مذہب ہے، جس عمل کی وہ ہدایت کرتا ہے اس کے کرنے سے وہی نتیجہ ہوتا ہے جو وہ بتاتا ہے۔

سوال نمبر (۲):۔ اسلام میں کتنی خوبیاں ہیں جو اسکو عظمت دیتی ہیں۔

جواب نمبر (۲):۔ اسلام عملی مذہب ہے، وہ عملی طور سے عملی زندگی میں عملی مدد دیتا ہے، ایک خدا کی پرستش اور جملہ انسان کی برادریت مساوات اس کو خاص قوت بخشتی ہیں۔

سوال نمبر (۳):۔ کیا مذہب اسلام میں روحانی و دماغی بلوغیت[ع] حاصل ہو سکتی ہے اور انسان اس سے اعلیٰ تو نہیں حاصل کر کے اعلیٰ مرتبت اور انجام کو پہنچ سکتا ہے۔

جواب نمبر (۳):۔ اسلام کے طرز مراقبہ و عمل سے ضرور روحانی و دماغی بلوغیت حاصل اور انسان اعلیٰ مرتبہ اور نجات کو حاصل کر سکتا ہے بہت کافی اشخاص اس کا تجربہ کر چکے ہیں۔

سوال نمبر (۴):۔ کیا مذہب اسلام کی ہدایات عملی آسائش بخش

ع۔ بلوغیت سے یہاں مراد ترقی ہے ۱۲۔

اور نافع خلائق ہیں۔

جواب نمبر (۴):۔ اسلام کی تقریباً تمام ہدایات عملی ہیں اور وہ بغرض رفاہِ عام ہیں۔ جو ہدایات ظالمانہ معلوم ہوتی ہیں ان کے سمجھنے میں غلطی ہے اور ممکن ہے اس وجہ سے کسی کے عمل میں بھی غلطی ہوتی ہو ورنہ وہ ایسے ہیں جیسے جراحی کا کام جسکی نیت کی نسبت الزام نہیں لگایا جا سکتا ہے۔

سوال نمبر (۵):۔ کیا مذہب اسلام ظلم اور تشدد کی اجازت دیتا ہے؟

جواب نمبر (۵):۔ مذہب اسلام کبھی ظلم کی اجازت نہیں دیتا اس بارے میں بھی جو غلط فہمی ہے جیسی متذکرہ بالا۔

سوال نمبر (۶):۔ کیا اسلام سائنٹفک مذہب ہے؟

جواب نمبر (۶):۔ وہ کسی طرح سائنٹیفک معلوم نہیں ہوتا۔

سوال نمبر (۷):۔ کیا جانوروں کی قربانی اسلام کو عظمت سے باز رکھتی اور گائے کی قربانی کبھی جائز ہو سکتی ہے؟

جواب نمبر (۷):۔ سچی قربانی ہر مذہب میں جائز ہے اور صرف گائے کی نہیں بلکہ ہر انسان اور اپنے عزیز ترین اولاد کی بھی۔

سوال نمبر (۸):۔ کیا مذہب اسلام میں آزاد خیالی کی گنجائش ہے؟

جواب نمبر (۸):۔ مذہبِ اسلام میں اگر آزاد خیالی کی گنجائش نہ ہوتی تو وہ ہرگز عملی مذہب نہیں ہو سکتا تھا۔

سوال نمبر (۹):۔ کیا مذہب اسلام میں کوئی ایسی بات ہے جو کسی دوسرے مذہب میں موجود نہیں ہے؟

جواب نمبر (۹):۔ اسلام میں کئی ایسی باتیں ہیں جو دیگر مذاہب میں نہیں ہیں۔ مثلاً رسم اخلاق مستورات کا حق وراثت، مساوات، قبولیت تبلیغ وغیرہ ہندو مذاہب میں نہیں ہیں، اگر ہیں تو حال میں شامل کئے گئے ہیں۔

سوال نمبر (۱۰):۔ کیا مذہب اسلام میں انسان کو دیگر انسان کی خدمت میں اپنے آپ کو قربان کرنیوالے اشخاص کی مثال ہیں اور اسلام نے کبھی ایسے اشخاص پیدا کئے ہیں۔

جواب نمبر (۱۰):۔ مذہب اسلام کی تواریخ میں نہ محض انسان کی خدمت کیلئے جان دینے والے اشخاص کے کارنامے ہیں بلکہ چھوٹے کیڑوں کے لئے بھی تکلیف اٹھانیوالے اشخاص کی مثالیں ہیں، ہارون رشیدؒ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کارنامے کیا اعلیٰ درجے کے ہیں، یہ صرف چند سوالات جو بعض اوقات مجھ سے اہل ہنود اور نیز مسلم نے کئے ہیں، جوابات ہو بہو تحریر ہیں۔ ایسے بہت سے سوالات کئے جاتے ہیں اور کئے جا سکتے ہیں کیا اچھا ہوتا اگر مذہبی مباحثات مہذبانہ اور غیر متعصبانہ طریقے سے کئے جاتے، اہل ملک کو ان سے بے حد نفع پہنچتا، اور دنیا میں تکالیف کی بہت کمی ہو جاتی۔

(ک) منقول از رسالہ جمیل مظفر نگر بابتہ جنوری ۲۸ء

ڈاکٹر اسپرنگر سیرت محمدی میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت تیز فہم، عقیل، صائب الرائے، اور اعلیٰ خاندان تھے۔

کاؤنٹ ٹالسٹائی:۔ روسی فلاسفر لکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان

شاندار مصلحین امت سے ہیں جنھوں نے اتحاد امت کی بڑی خدمت کی سے انکے فخر کیلئے یہ بالکل کافی ہے کہ انھوں نے ایک وحشی قوم کو نور حق کی ہدایت کی۔ رومن صاحب تذکرۃ المسیح میں لکھتے ہیں کہ :۔

آپؐ فقط صاحب علم ہی نہ تھے بلکہ صاحب عمل بھی تھے آپؐ نے اپنے اعمال کے نمونہ سے امت کو عمل کی ہدایت فرمائی چنانچہ جیسی انسانیت اور مروت مسلمانوں میں ہے، وہ شاذونادر ہی کسی قوم میں پائی جاتی ہے۔

پادری کینین ایزک ٹیلر کہتے ہیں کہ بانی اسلام نے مذہب کا اصل الاصول خدا کی وحدانیت اور عظمت کو قرار دیا ہے رہبانیت اور خانہ نشینی کو موقوف کر کے بہادری اور جوانمردی قائم کی، انسانوں میں اخوت کی روح پھونکی فطرت انسانی کی ضرورت کو تسلیم کیا یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام کے اخلاق ہم سے بڑھے ہوئے ہیں، وغیرہم۔

گاڈ فسری ہیگنس لکھتے ہیں کہ عیسائی مذہب میں اخلاق کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو بانی اسلام کی تعلیم میں نہ پایا جاتا ہو جب ایک فیلسوف اور حکیم سب مذاہب پر غور کرتا ہے تو دین اسلام کی خوبی سادگی کو دیکھ کر دل ہی دل میں پشیمان ہوتا ہے کہ میرا مذہب ایسا کیوں نہ ہوا مجھ کو کوئی مذہب ایسا معلوم نہیں ہوتا جو سخت خرافات اور پیچیدہ مسائل سے پر نہ ہو مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب بہت سادہ اور حکیمانہ ہے۔

موسیو لین اسی تھرلی کہتے ہیں کہ اسلام ایک جامع الکمالات قانون ہے جس کو انسانی طبعی اقتصادی اور اخلاقی قانون کہنا بالکل بجا ہے۔ زمانہ

حال میں جتنے قوانین نوع انسانی کی فلاح کیلئے وضع کئے گئے ہیں وہ سب اس مقدس مذہب میں سب سے پہلے موجود ہیں۔

پروفیسر بار تھیسین کہتے ہیں کہ کوئی چیز عیسائیوں کو اس گمراہی سے نہیں نکال سکتی سوائے اس آواز کے جو سرزمین عرب سے غار حراء کی طرف سے آئی اور جس نے ایسا پیرایۂ عمل اختیار کیا جس سے بہتر ناممکن ہے

(کہ) منقول ازالانصار دیوبند مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۲۶ء

قرآن کی عظمت و وقعت
فرانس کے مشہور مستشرق موسیو سیدیو کے قلم سے

قرآن کیا ہے؟ قرآن ایک واجب التعظیم کتاب ہے جس نے بتایا ہیکہ خدا کے حقوق بندوں پر کیا ہیں اور بندوں کے حقوق اور تعلقات خدا سے کس قسم کے ہونے چاہئیں۔ اس میں فلسفہ اور اخلاق کی ہر قسم کی باتیں مذکور ہیں، فضل و کمال، عیب و نقصان حقیقت اشیاء، عبادات و اطاعت گناہ و معصیت کوئی بات ایسی نہیں ہے جس کا قرآن جامع نہ ہو۔

واقعات کے اعتبار سے اس کی آیتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتر رہی ہیں اور یہی ایک چیز تھی جس نے تمام عرب میں قومیت کی روح پھونک دی، جنگ جو قبائل میں اتفاق و اتحاد کی بنیاد ڈالدی اور دنیا میں ایک عالمگیر رابطۂ اخوت پیدا کر دیا۔ وہ آداب و اصول جو فلسفہ و حکمت

پر قائم ہیں جن کی اساس عدل وانصاف پر مبنی ہے جو دنیا کو بھلائی اور احسان کی تعلیم دیتے ہیں ان میں سے ایک جز و بھی ایسا نہیں جو قرآن میں نہ ہو، وہ اعتدال ومیانہ روی کا سیدھا راستہ دکھلاتا ہے، ضلالت و گمراہی کے گڑھے سے نکالتا ہے، اخلاقی کمزوریوں سے بچا کر فضائل وعزت کی روشنی میں لاتا ہے، اور انسانی زندگی کے نقائص کو کمالات سے بدل دیتا ہے، جو جہلاء اسلام کو وحشیانہ مذہب کہتے ہیں ان کے سیہ قلب ہونیکی یہی ایک بڑی دلیل ہے کہ وہ قرآن کی ان صریح آیات کو بالکل نہیں دیکھتے جن کے اثر سے عرب کی تمام بری اور معیوب عادتیں جو مدتہائے دراز سے تمام ملک میں رائج تھیں ایک دم مٹ گئیں۔

(دکو) منقول از مشرق ۱۹- اپریل ۱۹۲۷ء

شق القمر کی تصدیق

ایک ستارے کے دو ٹکڑے ہو گئے

لندن ۲۸، مارچ (پانیر کا خاص تار) سائنسدانانِ لندن آج کل اس خبر میں بیحد دلچسپی لے رہے ہیں جو کیپ ٹاؤن سے اس مطلب کی موصول ہوئی ہے کہ "نوزا ایکٹوریس" نامی ستارہ جو دنیا کے ستاروں میں

ؐ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ایک معجزہ ہے، ۱۲

بلحاظ عظمت و شان گیارہویں درجہ کا ہے، مگر بغیر مدد آلات آنکھوں سے نظر نہیں آتا وہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا ہے۔

اصلی خبر ریاست ارجنٹینا کی رصدگاہ لافلاٹا سے بایں مفہوم آئی تھی کہ ایک عجیب صورت کا جدید ستارہ دکھائی دیا ہے اس خبر کی تصدیق کے لئے جو رصد خانوں میں مشاہدہ کیا گیا اور ستارے کے پھٹنے کا حال معلوم ہوا۔ چنانچہ مشاہدات سے یہ خبر پایۂ تصدیق کو پہنچ گئی، اور جنوبی افریقہ کے رصدخانوں میں ۲۶ ؍ انچ والی دوربین کے ذریعہ سے دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ واقعی ستارے کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں۔

اس معاملہ کی جنوبی افریقہ میں نہایت محنت اور جانکاہی سے تحقیقات کی جائیگی، کیونکہ ممکن ہے اس کے ذریعہ سے ترکیب دمادّہ کا کچھ حال معلوم ہو سکے۔

لیکن ابھی دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جنکو اس واقعہ کا یقین نہیں آیا، چنانچہ رائل سوسائٹی کے ممبر ڈاکٹر جے، ایچ جنیس سے جب یہ حال بیان کیا گیا تو فرمانے لگے یہ واقعہ ہرگز قابل یقین نہیں ممکن ہے ایسا ہوا ہو کہ کوئی دوسرا ستارہ جو ابھی تک نظر نہیں آیا تھا گردش کرتا ہوا لوزاپکٹوریس، کے قریب آ گیا ہو، شاہی نجومی کا بیان ہے کہ جب تک معاملہ کی کافی تحقیقات نہ کر لی جائے اس وقت تک کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

بہرحال شق القمر کی اس ستارے کے دو ٹکڑے ہو جانے سے علم ظاہری بھی تصدیق کرتا ہے، اکثرت سے اس کا قائل ہو جانا اور متردد کا

دعویٰ امتناع کا نہ کرنا استحالہ بلکہ استبعاد کی نفی کرتا ہے پھر انضمام روایات صحیحہ کے بعد سہولت سے وقوع ثابت ہوتا ہے،

دکس، منقول از صداقت میرٹھ ۲۹ر اپریل ۱۹۲۸ء

مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنا ممکن ہے

ڈاکٹر امیروز جان ولسن نامی ایک محقق نے جو کوئینز کالج آکسفرڈ کے فیلو رہ چکے ہیں پرنسٹن تھیولاجیکل ریویو میں حضرت یونس علیہ السلام کے تین روز تک شکم ماہی میں رہنے کے متعلق ایک مضمون شائع کرایا ہے اور اس واقعہ کی نسبت جسے سائنسداں طبقہ عام طور پر تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ایسی شہادتیں بہم پہنچائی ہیں جن سے اس کا وقوع وصدور ممکن ثابت ہوتا ہے

ڈاکٹر ولسن لکھتے ہیں کہ وہیل مچھلی کی ایک فرع اَسّی اَسّی فٹ لمبی ہوتی ہے اور ان مچھلیوں کا پیٹ اتنا بڑا ہوتا ہے کہ بیک وقت کم سے کم بیس انسان اس میں آرام سے کھڑے ہو سکتے ہیں اب تک یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ وہیل مچھلی کا حلق بہت تنگ ہوتا ہے اور اسمیں کسی انسان کا سالم جانا غیر ممکن ہے، لیکن ڈاکٹر ولسن کہتے ہیں کہ سپرم وہیل کا حلق تنگ نہیں ہوتا اور اسمیں سے نہ محض آدمی بلکہ اس سے بڑی بڑی چیزیں بھی باسانی اندر پہنچ سکتی ہیں، چنانچہ ایک مچھلی کا پیٹ چاک کیا گیا۔ تو اس سے سولہ فٹ لمبی شارک مچھلی صحیح وسالم نکلی، انسان کے صحیح وسالم مچھلی کے پیٹ میں پہنچ

جانیکا سوال تو اس طرح ہو گیا، لیکن دوسرا اعتراض یہ پیدا ہوتا ہیکہ کیا پیٹ کے اندر زندہ رہنا ممکن ہے؟ ڈاکٹر ڈلسن اس کا جواب اثبات میں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مچھلی کے پیٹ میں سانس لینے کیلئے کافی ہوا ہوتی ہے البتہ درجۂ حرارت وہاں زیادہ ہوگا، مثلاً ۱۰۴ درجہ فارن ہیٹ جو انسان کیلئے بخار کا درجہ ہے تاہم اسمیں زندہ رہنا ممکن ہے ایک سوال یہ بھی ہے کہ معدہ میں جو عرق ہوتا ہے وہ ہر شی کو بتدریج تحلیل کر دیتا ہے ڈاکٹر ڈلسن اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ کسی زندہ شئ کو یہ عرق نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اگر ایسا ممکن ہو تو خود معدہ تحلیل ہو جائے؛

ان عقلی دلائل کے علاوہ واقعات بھی موجود ہیں مثلاً بیان کیا جاتا ہے سنہ ۱۸۹۱ء میں ایک جہاز خاک لینڈ کے قریب ڈیل مچھلیوں کا شکار کر رہا تھا ایک موقع پر وہیل نظر آئی، لوگ کشتیوں میں بیٹھ کر اسے مارنے کیلئے دوڑے ایک کشتی الٹ گئی اور اس کے ملاحوں میں سے ایک شخص جسکا نام جیمس بارٹلے تھا، غائب ہو گیا، ڈیل ماری گئی، ملاح اسے جہاز پر لائے اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگے، وہ دن بھر کام کرتے رہے، شام تک تجزیہ کا عمل ختم نہیں ہوا لہٰذا چھوڑ گئے دوسرے دن صبح پھر کام شروع کر دیا معدہ باہر نکالا گیا، تو اس میں جیمس بارٹلے نکلا، وہ زندہ تھا۔ مگر اس کے جسم کی جلد بالکل سفید ہو گئی تھی اور عمر بھر سفید رہی،

چودہ (۱۴) روز تک اس کے ہوش و حواس معطل رہے مگر بعد میں

حالت درست ہوگئی، یہ واقعہ سب کے نزدیک مسلّم ہے،

امریکہ کے ایک آدمی مارشل جنکنس کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بھی وہیل مچھلیوں کے شکار کے لئے گیا ہوا تھا، اس کی کشتی بھی الٹ گئی تھی اور وہیل نے اس کو نگل لیا شکاری اس کے پیچھے لگے رہے جب اسے بے طرح زخمی کر دیا تو وہ سطحِ آب پر آگئی، اور اس نے قے کی؛ قے کے ساتھ ہی بہت سی کھائی ہوئی چیزوں کے علاوہ مارشل جنکنس بھی باہر آپڑا اور وہ زندہ تھا۔

ان واقعات کے بعد شکمِ ماہی میں زندہ رہنے کے امکان کا مسئلہ یقینی طور پر طے ہو جاتا ہے مگر متشککین اب بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ واقعات محض حسنِ اتفاق کا نتیجہ تھے (انقلاب)

(نوٹ) لیکن اتفاق بھی ہمارے مدّعا کا مثبت ہے۔ یعنی وقوع احیاناً، کیونکہ استمرار وقوع کا تو ہم بھی دعویٰ نہیں کرتے۔

اشرف علی

(کج) منقول از الامان، ۲۸ راگست ۲۸ء

مناقب نبوی کا گلدستہ

فاضل و اہل قلم معزز ہندوؤں کے ہاتھ سے

اخلاق کریمانہ، رحمت عالمیاں اور کمالات نبوی کا غیر مشتبہ بیان

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

میلاد نمبر میں بہت کچھ تلاش و جستجو کے بعد ہم نے مناقب نبویؐ کا یہ گلدستہ تیار کیا ہے، جس میں کسی مسلمان کا ہاتھ نہیں بلکہ یہ گلدستہ ان مضامین سے تیار کیا گیا ہے جو یا تو ہندوؤں کے قلم سے لکھے گئے یا انھوں نے تقریریں فرمائیں، امید ہیکہ برادران وطن بالخصوص آریہ سماجی اس مضمون کو غور سے پڑھیں گے، اور بد لگام اور متعصب لوگ اپنی ہذیان سرائی سے باز آجائیں گے۔

مسٹر گووندجی ڈسائی، مسٹر گووندجی ڈسائی گجرات کے ایک فاضل ہندو تعلیم یافتہ ہیں، آپ نے گذشتہ سال اسی ماہ میں ایک مضمون اسلام اور اہنسا پر تحریر فرمایا تھا، اس مضمون کو گاندھی جی نے اپنے اخبار

؎ اسلام کی صداقت کی قوت عالمگیر ہے غیر مسلموں تک کو تسلیم کرنا پڑتی ہے اور یہ نہیں کہ غیر مسلموں میں سے کسی ایک مذہب والوں نے تسلیم کیا ہو بلکہ ہر مذہب کے سمجھ دار لوگ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں ۱۲

ینگ انڈیا میں درج کیا تھا، آپ نے اس مضمون میں آنحضور صلی اللہ علیہ و سلمؐ کی شان اقدس میں عقیدت کے جو پھول برسائے ہیں وہ آپ کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں۔

انسانی شرافت، یہ امر واقعہ ہیکہ ذاتی طور پر رسول عربیؐ ایک ایسے شخص تھے جن میں بڑی انسانیت اور شرافت تھی آپؐ کی نسبت یہ کہا گیا ہیکہ آپؐ اپنے سے کم درجہ کے لوگوں سے بڑی رعایت کرتے تھے اور آپؐ کا کمسن غلام چاہے کچھ ہی کرتا تھا آپؐ اس کا مضحکہ اڑانیکی اجازت نہ دیتے تھے آپؐ کے خادم حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں دس سال آپؐ کی خدمت میں رہا لیکن آپؐ نے مجھے لفظ اُف تک نہیں کہا، آپؐ نے مجھ سے کبھی یہ نہیں کہا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟ اور نہ کبھی یہ کہا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔

بچوں پر شفقت آپؐ بچوں سے بڑا انسؑ رکھتے تھے آپؐ انکو راستہ میں روک لیتے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے تھے آپؐ بچوں کے ساتھ اچھلتے کودتے تھے، اور ان کے کھلونوں سے کھیلتے تھے آپؐ نے عمر بھر کسی کو نہیں مارا آپؐ نے شدید ترین الفاظ جو کبھی مخالفین مذہب کے متعلق کہے یہ تھے، "کہ اسے کیا ہے؟" "خدا کرے کہ اس کا چہرہ خاک سے آلودہ ہو" جب آپ سے کہا گیا کہ فلاں شخص کو بددعا دیں تو آپؐ نے جواب دیا کہ میں بددعا دینے کیلئے نہیں بھیجا گیا ہوں، بلکہ انسانوں کیساتھ رحم کا سلوک کرنے آیا ہوں، آپؐ بیماروں کی مزاج پرسی کرنے جاتے

ع محبت ۱۲۔

اور جو جنازہ آپ کو ملتا تھا آپ اس کے ہمراہ ہو لیتے تھے، آپ ایک غلام کی شرارت بھی برداشت کر لیتے تھے، اپنے کپڑے خود دھوتے اور پیوند لگاتے تھے، اور اپنے جوتوں کی خود مرمت کرتے تھے، مصافحہ کرتے وقت اپنا ہاتھ پہلے نہیں ہٹاتے تھے، اور نہ آپ کسی اجنبی کے ساتھ باتوں کا خود خاتمہ کرتے تھے اور نہ آپ کسی کی بات سننے سے کان پھیر لیتے تھے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام انسانوں سے زیادہ انسانیت تھی، جب آپ اپنی والدہ کی قبر پر جاتے تو روتے تھے اور ان لوگوں کو رلاتے جو اس وقت آپکے گرد وپیش کھڑے ہوتے تھے۔

نبوت کا تاجدار جھونپڑیوں میں جسقدر سادہ اطوار رکھتے تھے اسی قدر آپ مخیر تھے آپ اپنی بیویوں کیساتھ جھونپڑیوں کی ایک قطار میں رہتے تھے، یہ جھونپڑے کھجور کی ٹہنیوں کے ذریعہ جن پر مٹی لیپی جاتی تھی، ایک دوسرے سے جدا تھے آپ خود آگ جلاتے اور جھونپڑیوں میں جھاڑو دیتے تھے، آپ کے پاس جو کچھ کھانا ہوتا تھا اس میں سے ان لوگوں کو حصہ دیتے تھے جو آپ کے پاس جاتے تھے۔

یہ حقیقت ہیکہ آپ کے مکان کے سامنے چبوترہ تھا اور اس پر ہمیشہ ایک تعداد ان غریبوں کی بیٹھی رہتی تھی کہ جن کا گذارا بالکل آپ کی خیرات پر منحصر تھا، اور اس لئے ان غریبوں کو اصحاب صُفّہ کہا جاتا تھا، آپ کا معمولی کھانا کھجوریں اور پانی یا جو کی روٹی ہوتی تھی،

دودھ اور شہد آپ کا سامان عشرت تھا، اور ان دونوں چیزوں کے آپ بڑے شائق تھے، مگر آپ یہ چیزیں شاذونادر ہی استعمال کرتے تھے۔ جب آپؐ عرب کے بادشاہ بن گئے تو بھی آپ ریگستانوں کی سیاحت کو بہت پسند کرتے تھے۔ (لین پول)

غریبوں کا احترام، رسولؐ نے غریبوں کو یہ کہہ کر درجہ اقدس بخشدیا کہ غریبی آپؐ کا فخر ہے آپؐ نے خدا سے دعا کی کہ مجھ کو غریبی میں رکھے اور حالت غریبی ہی میں موت دے اور حشر کے دن غریبوں ہی میں اٹھائیے۔

ایک شخص نے آپؐ سے کہا کہ خدا کی قسم میں آپؐ کے ساتھ محبت رکھتا ہوں آپؐ نے اس سے جواب میں فرمایا کہ اگر تم صادق ہو تو غریبی کے لئے تیار رہو جاؤ کیونکہ جو کوئی مجھ سے محبت کرتا ہے غریبی اس کے پاس بہت زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ سمندر کی رو کی طرح پہنچتی ہے، اور آپؐ نے کہا کہ غریبوں کو اپنے پاس آنے دو کیونکہ اسی وجہ سے اللہ تمکو اپنے پاس بلائیگا، پھر آپؐ نے کہا کہ میرے اطمینان دل کو تمام غریبوں اور حاجتمندوں میں پا سکتے ہو، تم عشرت و راحت سے دور رہو کیونکہ اسلام کے خاص خادم جو اس کی عبادت میں لگے رہتے ہیں وہ عیش پرست نہیں ہوتے

بزرگی اور پیغامبری، آپؐ اس قدر منکسر مزاج تھے کہ آپؐ کسی کو اپنی نسبت اس سے کچھ زیادہ نہیں کہتے تھے کہ آپؐ خدا کے بندے

ــــ قیامت کے دن ۱۲

اور اس کے پیغامبر ہیں۔ آپؐ اپنے دلی معتقدوں کو یاد دلاتے رہتے تھے کہ میں انسان سے بڑھ کر نہیں ہوں، اگرچہ آپؐ کا دعویٰ تھا کہ آپؐ خاتم النبیین اور سرآمد انبیا ہیں یعنی سب سے آخری اور سب سے بڑے نبی ہیں، مگر ساتھ ہی اپنے صاف الفاظ میں کہہ گئے ہیں اور نیز باقی انسان اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہونگے جب تک کہ خدا آپؐ کو اپنی رحمت سے نہ ڈھانک دے گا، جہاں آپؐ نے ایک طرف یہ اعلان کیا کہ خود میں محض خدا کے فضل کی بدولت نجات پاؤں گا وہاں آپؐ نے انسانوں کو بھی تسکین دی کہ خدا کی رحمدلی اس کے غصّہ پر غالب آجاتی ہے اور یہ کہ خدا نے بہشت کے دروازے نام نہاد بدینوں پر بھی بند نہیں کیے، آپؐ نے فرمایا کہ اگر کسی بدین کو معلوم ہو جائے کہ خدا کس درجہ رحیم ہے تب بھی اسے بہشت کی طرف سے مایوسی نہ ہونی چاہیئے

مسٹر بھوپندر ناتھ باسو۔ مسٹر بھوپندر ناتھ باسو بنگال یونیورسٹی کے چانسلر اور انڈیا کونسل کے ممبر تھے، نیز بنگال کے ان مسلّمہ لیڈروں اور فاضل اہل قلم میں سے تھے جن کی مثالیں ہندوستان میں تقریباً نایاب ہیں، آپ ہندوؤں کی ذات پات کی خرابیاں بیان کرکے تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

میری رائے میں نوع انسان کی برائیوں کے $\frac{9}{10}$ حصّہ کو اس فرضی و مصنوعی برتری کے تصورات سے منسوب کیا جاتا ہے جو اپنے زعم ناقص میں ایک طبقہ دوسرے طبقہ کی نسبت رکھتا ہے اور ایک آدمی

دوسرے شخص سے اور ایک قوم دوسری قوم سے اپنے آپ کو افضل سمجھتی ہے یہ مصنوعی عدم مساوات جو خرابیاں ظہور میں لاسکتی ہے مقدس پیغمبر کے وقت میں بھی موجود تھیں لیکن مذہبی تعلیمات کی صحت بخش سپرٹ کے تحت میں ذاتی مثال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی قوم پیدا کی جس میں افریقہ کا سیاہ فام فرزند کسی عربی قبیلہ کے مغرور ترین سردار کا ہم پلہ متصور ہوتا ہے صرف یہی نہیں بلکہ سچی جمہوریت کا ولولہ، رواداری ومساوات کی خوبیاں اس نے دنیا کے ہر ایک گوشہ میں پھیلادیں، پیغمبر اسلام نہ صرف ان محاسن کی تبلیغ کرتا تھا بلکہ خود بھی ان پر عامل تھا، یہی وجہ ہیکہ ہندوستان میں آج باوجود اس مقدس بزرگ (پیغمبر) کے انتقال کو تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ گذرجانے کے ایک خاک روب بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوکر کسی بڑے سے بڑے خاندانی مسلمان سے مساوات کا دعوٰی کرسکتا ہے۔

مسٹر بپن چندر پال ۔ مسٹر بپن چندر پال ہندوستان کے مشہور اہل قلم اور بنگال کے خاص مایۂ ناز فرزند ہیں اسلامی رواداری پر ایک طویل مضمون میں رقم طراز ہیں۔

اسلام نے یہاں آکر ہمیں جدید آئین وقوانین سے روشناس کیا نئے طریقہائے انتظام بتائے، حکومت کے جدید اغراض ومقاصد سے واقف بنایا اور ہندوستان کے مختلف افراد اور مختلف صوبوں میں ایک ایسی جماعت پیدا کردی جو پیشتر کی نسبت کہیں زیادہ وسیع واتصالی

مفاد و مقاصد کی حامل تھی۔

مسلمانوں نے انگریزوں کی آمد سے ایک مدت پیشتر ہی ہندوستان کی سلطنت کو منظم اور قوم کو متحد کرنیکا فخر و شرف حاصل کرایا تھا

اسلام کی سیاسی صورت حالات کے متعلق مسٹر امیر علی لکھتے ہیں کہ ان چند سالوں میں جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز تھے اسلام نے سیاسی طور پر بنی نوع انسان کو اتنے حقوق عطا کئے جو رومیوں اور دیگر اقوام نے صدیوں میں بھی اپنی رعایا کو نہ دئے تھے۔ اسلام نے ٹیکس کو محدود کر دیا، قانوناً سب انسانوں کو ایکدوسرے کے مساوی بنا دیا، حکومت خود اختیاری کے اصول کی ترویج کی بادشاہوں کے اختیارات پر پابندیاں عائد کیں۔

گاندھی۔ گاندھی نے جیل سے باہر آکر تجربات جیل کے سلسلہ میں ارقام فرمایا ہیکہ:۔

"سیرۃ النبی (مصنفہ شبلی مرحوم) کے مطالعہ سے میرے اس عقیدہ میں مزید پختگی اور استحکام آگیا کہ اسلام نے تلوار کے بل پر کائنات انسانی میں رسوخ حاصل نہیں کیا تھا، بلکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی سادگی۔ انتہائی بے نفسی، عہود و مواثیق کا انتہائی احترام اپنے رفقاء و متبعین کیساتھ گہری وابستگی، جرأت، بیخوفی، اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ، اور اپنے مقصد و نصب العین کی حقانیت پر کامل اعتماد یہ خصائص تھے جو ہر مشکل اور اسلام کی کامیابی کے حقیقی اسباب تھے،

ہر کاوٹ کو اپنی ہمہ گیر زد میں بہا لے گئے۔

(ک ط) منقول از اخبار العدل گوجرانوالہ ۲۹ اگست ۲۸ء صا۔

سائنسدانوں کے قول سے فنائے دنیا کا دفع استبعاد

قیامت کے آثار

برطانیہ کے مشہور ہیئت دان پروفیسر جے ایچ جینز کا خیال ہے کہ سورج کا چراغ گل ہونیوالا ہے۔ اس کے بعد زمین اس درجہ سرد ہو جائیگی کہ کوئی ذی روح ہستی اس پر زندہ نہ رہ سکے گی۔

فرانس کے ایک ماہر فلکیات مسٹر بالدرے کا خیال ہے کہ زحل ستارے میں سے آگ کے بڑے بڑے گولے نکل کر فضا میں پھیل رہے ہیں اندیشہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک آدھ گولہ کسی روز زمین سے ٹکرا کر اسے فنا کر دیگا۔ پروفیسر جینز کی رائے میں سورج کا خزانہ زندگی بالکل قریب الاختتام ہے۔

(ی) منقول از اخبار مشرق گورکھپور ۳۰ اگست ۲۸ء ۶

ایک فرانسیسی مصنف کے خیالات رسول کریم صلعم کے متعلق

ایک غیر مسلم فرانسیسی مصنف لکھتا ہے:

"میں نے پادریوں کی کتابوں میں پڑھا تھا کہ قرآن (معاذ اللہ) ایک جھوٹی کتاب ہے اس وجہ سے مجھے اسکے پڑھنے کا خیال ہوا اسکے پڑھنے کے بعد مجھے ایک بات نے مجبور کر دیا کہ اسے جھوٹا نہ کہوں اور

وہ یہ ہیکہ :۔

"جو شخص کوئی جھوٹ بولتا ہے اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے یا تو وہ روپیہ جمع کرنا چاہتا ہے یا اسے اپنی قوم کو فائدہ پہنچانا مقصود ہوتا ہے یا ذاتی طور پر کوئی نفع اٹھانا چاہتا ہے، میں نے قرآن کو شروع سے لیکر اخیر تک پڑھا ہے مگر کوئی مقصد ایسا نہ نظر آیا، اگر اسمیں ایسی تعلیم دیجاتی جس سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس دولت جمع ہو جاتی یا ان کی قوم کو دوسروں پر ترقی دیجاتی یا کوئی اور ذاتی یا قومی نفع حاصل کرتا تو میں سمجھتا کہ وہ شخص فلاں غرض کیلئے جھوٹ بول رہا ہے مگر قرآن میں ایسی باتوں میں سے کوئی بھی نظر نہیں آتی بلکہ شروع سے آخر تک یہی ذکر ہیکہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو، اسکی رضا حاصل کرو، اسکے حکم کے خلاف کوئی بات نہ کرو، اس کا قرب حاصل کرو، اور جب ہم اس انسان کی ذات کی طرف دیکھتے ہیں جس نے یہ باتیں بیان کیں تو معلوم ہوتا ہیکہ جو بات بھی وہ شروع کرتا ہے اسے جھوٹا تو ہم نہیں کہہ سکتے اگر اسکا نام جنون رکھا جائے تو کہا جا سکتا ہیکہ اسے خدا کی محبت کا جنون تھا"

یہ وہ شہادت ہے جو ایک غیر مسلم فرانسیسی نے حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور ان کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید کے متعلق دی ہے، یہ وہ شخص ہے جس نے قرآن کو اس نظر سے دیکھا کہ اسکے ہم قوم اسے جھوٹی کتاب کہتے تھے، لیکن وہ غیر متعصب ضرور تھا یہی وجہ

ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اگر بانی، اسلام کو جنون تھا تو وہ خدا کی محبت کا جنون تھا"

(۱۹) منقول از مشرق گورکھپور ۱۰ر جنوری ۱۹۲۹ء

کفر میں اسلام

مولانا غازی محمود دھرمپال کی تقریر انجمن اسلامیہ گورکھپور میں

آج میرا مضمون "کفر میں اسلام" ہے معلوم نہیں اس عنوان کو دیکھ کر آپ نے اپنے دل میں کیا خیال کیا ہوگا، مگر میں نے یہ مضمون پسند کرتے وقت اسکے دو پہلو مدنظر رکھے تھے، ایک تو یہ کہ اگر کوئی شخص اسلام کو ترک کر کے کفر میں چلا جائے تو کفر کی حالت میں اسکو اسلام کیا نظر آتا ہے اور خود کفر کا اس پر کیا اثر ہوتا ہے کفر اور اسلام دونوں کا مشاہدہ و تجربہ کر کے وہ شخص اپنے لئے آخری فیصلہ کیا کرتا ہے آیا وہ یہ پسند کرتا ہے کہ کفر میں ہی ختم ہو جائے، آیا کفر کا مزہ لیکر اور اسکی تلخی کا اسلام کی حلاوت سے مقابلہ کر کے از سر نو اسلام میں واپس آنیکی تمنا کرتا اور آخر کار واپس آجاتا ہے۔ ظاہر ہیکہ مضمون کے اس پہلو پر وہی شخص روشنی ڈال سکتا ہے جس نے اپنی زندگی میں کفر اور اسلام دونوں کی تلخی اور حلاوت کا تجربہ اور مشاہدہ کیا ہو مضمون کا یہ پہلو اگرچہ زیادہ دلچسپ ہے اور میں اس بات کا مستحق ہوں کہ اپنے تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر اس پر روشنی ڈال سکوں مگر میں اس پہلو

کو یہاں پر قطعاً نظر انداز کر جاؤں گا، اور اسکو کسی ایسے مقام کیلئے ملتوی کر دوں گا جہاں مسلمانوں کیلئے یہ خطرہ محسوس ہو رہا ہو کہ وہاں پر کوئی یا کئی مسلمان فتنۂ ارتداد کا شکار ہو کر اسلام کو ترک کر کے کفر میں جانے کے لئے تیار ہوں چونکہ آپ کے شہر میں اس قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے اس لئے میں "کفر میں اسلام" کے اس پہلو کو یہاں پیش کرنا بے محل سمجھتا ہوں، بس صرف اس کے دوسرے پہلو پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہندوستان میں جس کفر کیساتھ اسلام کی جنگ ہے، آیا وہ کفر فی الحقیقت ایسا کفر ہے جو اسلام سے قطعاً خالی ہو، اسلام سے قطعاً دور و محروم ہو، یا اس میں اسلام کا کوئی جزو ایسا بھی موجود ہے جس کی بنا پر ہم اہل کفر سے اپیل کرنیکا حق رکھ سکتے ہوں اگر تم اس اسلام کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو جو ہم تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں تو کم از کم تم اس اسلام کو یا اسلام کے اس جزو کو تو تسلیم و قبول کر و جو تمہارے نزدیک اس چیز میں موجود ہے جس کو ہم کفر کہتے ہیں یا تم غیر اسلام سمجھتے ہو۔

حضرات! آپ یہ خیال کر سکتے ہیں کہ "کفر میں اسلام" کا یہ پہلو آپ کے نزدیک بالکل نئی چیز معلوم ہو گی، مگر نہیں یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے، بلکہ اسلام کی مقدس کتاب قرآن پاک نے بطور ایک بنیادی اصول کے دنیا بھر کے اہل کتب کو یہ دعوت دے رکھی ہے کہ "قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ" یعنی اے میری کتابوں کے ماننے والو! اے الہامی کتابوں پر ایمان رکھنے والو آؤ میں تم کو

دعوت دیتا ہوں کہ وہ باتیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہیں
ہم دونوں مابہ الاشتراک باتوں پر متفق و متحد ہو جائیں، اتفاق و اتحاد کا یہ
مسئلہ ہندوستان کی موجودہ حالت میں جس قدر ضروری ہے وہ محتاج بیان
نہیں ہے، کانگریس، خلافت، مسلم لیگ، ہندو مہا سبھا وغیرہ جملہ تحریکیں
ہندوستان میں ہندو مسلم اتحاد کیلئے کوئی نہ کوئی سمجھوتہ کرنیکے درپے ہیں
مگر وہ سمجھوتہ سیاسی حقوق کو کہا ہے ہم اس سمجھوتہ کے برخلاف نہیں ہیں
ہم کہتے ہیں کہ اگر سمجھوتہ کا کوئی مشترکہ محاذ مل جائے تو وہ ہر حالت میں
لبیک و سعدیک کہنے کے قابل ہے ہیں خود اسی مشترکہ محاذ کی تلاش میں
ہوں مگر میری جستجو سیاسیات کو لیکر کانگریس، خلافت یا لیگ کے پلیٹ
فارم تک نہیں پہنچتی، بلکہ وہ خالص دینی مسائل کر مذہبی اور تبلیغی اور اشاعتی
پلیٹ فارم تک محدود ہے، میں اسی پلیٹ فارم سے یہ کوشش کر رہا ہوں
کہ ہندو مسلم اتحاد کیلئے کوئی مشترکہ مذہبی محاذ مل جائے اور میں نہایت مسرت
و اطمینان کیساتھ آج اس بات کا اعلان کرونگا کہ مجھے یہ مشترکہ محاذ مل گیا ہے
اور اگر ہندو اور مسلمان اس مشترکہ محاذ پر آجائیں کہ ان دونوں کا مذہب
ان کی مخالفت نہیں بلکہ مدد کریگا، اس جد وجہد اور دعوت اشتراک میں
ہمیں یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ کونسا فریق اس مشترکہ محاذ پر آنیکے لئے تیار
اور کونسا فریق مخالف ہے، میں اس مشترکہ محاذ کے متعلق آپ حضرات کو
زیادہ دیر تک پریشان کرنا نہیں چاہتا، بلکہ میں بہت جلد اسکی تشریح کر
دونگا تاکہ آپ کا قیمتی وقت زیادہ خرچ نہ ہو، آپ جان سکتے ہیں کہ ہم

مسلمانوںکے مذہب کی بنا ر قرآن مجید، حدیث پاک، فقہ، یا ائمہ و مجتہدین کے اجتہادات و قیاسات وغیرہ ہیں، اگر میں نے ۲۲ کروڑ ہندؤں کے ساتھ ان مذہبی معاملات میں جن کے بارے میں وہ ساتھ کروڑ مسلمانوںکے ساتھ بر سر پیرخاش رہتے ہیں، مذہب کی بنا ر پر کوئی سمجھوتہ کرنا ہو تو میں ان سے یہی کہونگا کہ اے ہندؤو! جن معاملات میں تم ہمارے ساتھ جھگڑا کرتے ہو کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ تم ان تمام معاملات کے متعلق قرآن پاک، حدیث مقدسہ، یا ہماری کسی فقہ کی کتاب کو بیچ میں رکھکر ہمارے ساتھ فیصلہ کر لو، میں یقین اور ذوق کیسا تھ کہہ سکتا ہونکہ ہندوستان کے ۲۲ کروڑ ہندؤں یا آریوں میں سے ہمیں ایک بھی ہندو یا آریہ ایسا نہیں ملے گا جو میری اس شرط کو ماننے کیلئے تیار ہو بلکہ وہ یہی جواب دیں گے کہ تمہاری جن کتابوں پر ہمارا ایمان ہی نہیں ہے ہم انکی بات کو اپنے لئے حَکَم کیسے مان سکتے ہیں، بہت اچھا صاحب اب ہم تمہارے سامنے اپنی دینی کتب کو پیش نہیں کرتے لیکن اب ہم تم سے ایکدوسرا سوال کرتے ہیں کہ اگر امور متنازعہ فیہ کا فیصلہ ہماری کسی کتاب کی بنا ر پر کرنے کیلئے تیار نہیں ہو تو چلو ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ تم اپنی دینی کتاب کو جس پر تمہارا ایمان ہے اور جو ۲۲ کروڑ ہندؤں کیلئے ایک سند ہے اور جس کی بنا ر پر تمہاری سوسائٹی کے قوانین تمہارا دھرم اور اسکے لوازمات کی ہندوستان کے کونے کونے میں ترویج ہو رہی ہے، لو ہم اسی کتاب تمہارے اسی دھرم شاستر کو تمہارے سامنے پیش کرتے

ہیں آؤ! اپنے اسی دھرم شاستر کو بیچ میں رکھ کر ہمارے ساتھ اختلافی
مسائل کا فیصلہ کر لو، یہ دھرم شاستر کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ یہ کسی غیر ہندو
کی تصنیف نہیں ہے، بلکہ تمہارے سب سے بڑے مقنن یالاگو یعنی منو
مہاراج کے فرامین کا مجموعہ ہے، اور تمہارا اس پر ایمان ہے اپنے اور
تمہارے باہمی مناقشات کا فیصلہ کرنے کیلئے ہم دونوں اسی دھرم شاستر
کو بیچ میں رکھ لیتے ہیں اور میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جن امور متنازعہ کی بنا
پر ہمارے اور تمہارے درمیان آئے دن سر پھٹول ہوتے رہتے ہیں ان
امور متنازعہ کا جو فیصلہ یہ دھرم شاستر کر دے مجھے وہ فیصلہ منظور رہوگا،
اور میں دثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ فیصلہ ہندوستان کیلئے ۷ کروڑ مسلمانوں کو
بھی منظور رہوگا بشرطیکہ ۲۲ کروڑ ہندو یا ان کا کثیر حصہ یہ اعلان کردیں کہ وہ
بھی اپنے دھرم شاستر کے اس فیصلہ کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کیلئے تیار ہونگے۔
مسلمانو میں جانتا ہوں کہ میرے اس اعلان پر تمہارے دل میں عجیب
ہیجان پیدا ہو رہا ہوگا، کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم مسلمان ہندوؤں کے دھرم
شاستر کے فیصلہ کو مان لیں، مگر تمہارا یہ ہیجان اسی وقت تک ہے جب تک
کہ تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ دھرم شاستر کیا کہتا ہے جب تمہیں
اس حقیقت کا پتہ لگ جائیگا تو تمہارے دل کی یہ کمزوری خود بخود
رفع ہو جائیگی اور تم اپنے دل میں ایک نئی طاقت محسوس کروگے اس
لئے کہ علم سے بڑھ کر کوئی طاقت دینے والی چیز نہیں
ہے۔

یہ انگریزی میں تو مثل مشہور ہے کہ علم سے طاقت ہے، مضمون کو طول نہ دیتا ہوا اب میں تم سے کہتا ہوں کہ قرآن مجید نہیں، حدیث پاک نہیں، فقہ نہیں، بلکہ ہندوؤں کے دھرم شاستر کو بیچ میں رکھ کر تم ہندوؤں کے ساتھ اپنے بڑے بڑے جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کی تیاری کرو اور بتاؤ کس بات کا فیصلہ چاہتے ہو؟ کس بات نے تمہیں اور ہندوؤں دونوں کو پریشان کر رکھا ہے،؟ تم یقیناً یہی کہو گے کہ صاحب گائے اور باجے کے سوال نے دونوں قوموں کو سخت پریشان کر دیا ہے، بہت اچھا تو پہلے انہی دونوں سوالوں کا فیصلہ دھرم شاستر سے کر ڈالو، مگر گائے کے ساتھ سور کا معاملہ بھی شامل کرو، کیونکہ یہ جانور بھی جھگڑے کی چیز رہا ہے۔

مسلمان کہتا ہے کہ میرے مذہب اور میری مذہبی کتاب نے گائے کو حلال اور سور کو حرام قرار دیا ہے، بہت ٹھیک مگر ۲۲ کروڑ ہندوؤں کے نزدیک مستند منو دھرم شاستر کیا کہتا ہے، اس کی بات بھی تو سن لو، منو دھرم شاستر اپنے پانچویں ادھیائے کے اشلوک ۱۴ اور ۱۹ میں نہایت شد و مد سے یہ فتوی دیتا ہے کہ چونکہ سور غلاظت خور جانور ہے اس لئے قطعاً حرام ہے، لہٰذا جو شخص سور کا گوشت کھاتا ہے وہ بھشٹ ہو جاتا ہے یعنی بیدین ہو جاتا ہے، اور پھر منو دھرم شاستر اپنے اسی ادھیائے کے اٹھارھویں شلوک میں یہ فیصلہ دیتا ہے کہ اونٹ کو چھوڑ کر باقی جس قدر جانور ایک طرف دانت رکھنے والے ہیں، وہ سب حلال ہیں، بھکسن

یعنی خوردنی ہیں، تم خود فیصلہ کرلو کہ ایک طرف دانت رکھنے والے وہ کون کون سے حیوان ہیں جنکو منو دھرم شاسترنے حلال بتایا ہے اور آیا ایسے جانوروں کی فہرست سے، گائے بھینس، بھیڑ، بکری کوئی بھی بچ سکتی ہے، اور پھر اسی ادھیا کے شلوک ۴۲ میں منو دھرم شاسترنے حلال جانوروں کی قربانی کی فضیلت پر زور دیا ہے، اور شلوک ۳۶ میں ایسے گوشت کے کھانے کو منع کیا ہے جس پر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ بھی فرمایا ہیکہ جو ایسے حلال یاذبیحہ کے کھانے سے انکار کرتا ہے وہ گنہگار ہے، اب تم منو دھرم شاستر کے اس فیصلہ کے ساتھ قرآن پاک کے اس قسم کا مطالعہ بھی کرجاؤ جس میں بتایا ہیکہ، حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی مسلمانوں کیلئے مردار خون، سور کا گوشت اور ہر ایک وہ گوشت جس پر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو، حرام کردئے گئے، ادھر منو دھرم شاستر بھی فرماتا ہے کہ تمہارے لئے سور کا گوشت اور ہر ایک وہ گوشت جس پر خدا کا نام نہیں لیا گیا حرام کر دیا گیا، معلوم ہوا کہ سور کی حرمت اور گائے کی حلت اور حیوانی قربانی جو منو دھرم شاستر اور قرآن مجید کا مشترکہ مسئلہ ہے اور یہ وہ کلمہ سواء ہے جسکی طرف سے قرآن مجید نے دھرم شاستر ماننے والوں کو دعوت دی ہے۔

مسلمانو! اب میں تم سے پوچھتا ہوں کیا تم گائے کی قربانی اور لحم خنزیر اور حیوانی قربانی کے متعلق منو دھرم شاستر کے فیصلہ کو ماننے کیلئے

تیار ہو؟ یقیناً اب تم میں سے ایک بھی ایسی آواز نہیں سنتا جو یہ کہنے کیلئے تیار ہو کہ تم دھرم شاستر کے فیصلہ کو نہیں مانو گے کیوں؟ اسلئے کہ اب تمہیں علم ہو گیا ہیکہ دھرم شاستر کیا کہتا ہے اور علم ہی طاقت ہے اس علم کی اب تمہارے دل میں تقویت پیدا ہو گئی ہے اور تم خم ٹھونک کر ۲۲ کروڑ۔ ہندوؤں کو یہ کہہ سکتے ہو کہ گائے اور سور کا معاملہ اگر قرآن مجید سے نہیں تو آؤ منو دھرم شاستر سے ہی ملکر لو، یہ کتنی بڑی طاقت سے بھری ہوئی آواز ہے کہ تم مسلم ہو کر غیر مسلم کے سامنے اس کی دینی کتاب سے بھی اسلام کا رس نچوڑ کر رکھ سکتے ہو۔

اسی لئے تو میں نے کہا ہیکہ کفر میں بھی اسلام موجود ہے اگر ہمارا وطن اتنے ہی اسلام کو مان لیں جو ان کی کتابوں میں موجود ہے تو بھی ہمارا اور ان کا فیصلہ ہو سکتا ہے، مگر افسوس تو یہ ہیکہ جب انکو پتہ لگے گا کہ کفر کا گنا اسلام کے بیلنے میں بیلا جا کر اسلام کا رس ٹپکا رہا ہے تو وہ اپنے اس گنے کو بھی چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ اب اس کا علاج نہ تو میرے پاس ہے نہ کسی حکیم ڈاکٹر کے پاس،

بہت اچھا اب ذرا مسجدوں کے سامنے باجے کے سوال کو لیلو، منو دھرم شاستر نے ناچنے گانے اور باجہ بجانے کے کام کو حرام کا پیشہ بتا دیا ہے، اور فرمایا ہیکہ جو شخص یہ پیشہ کرتا ہو اسکے ہاتھ کا چھوا پانی تک نہ پیو اگر کوئی ایسے شخص کے ہاتھ کا پانی یا کھانا لے تو وہ تین دن تک فاقہ کرے، اب جس پیشہ ہی کو منو مہاراج نے حرام قرار دیا ہے اس پر عمل کرنا

یا اس کو اپنا مذہبی شعار بنانا ہمارے ہندو دوستوں کی کتنی بڑی غلطی ہے
ان کو چاہیئے کہ وہ مسجدوں کے سامنے باجا بجانے سے قبل اپنے دھرم شاستر
کے چوتھے ادھیاء کے ۱۵، اور ۴۶ شلوک کا اور اسکے بعد ۲۱۰ شلوک کا
مطالعہ کریں اور اس کے بعد وہ شلوک نمبر ۸۷ میں ان ۲۱ قسم کے جہنموں یا
دوزخوں کا بھی مطالعہ کرلیں جن میں کہ اس قسم کا پیشہ کرنیوالونکو مرنیکے بعد
منو دھرم شاستر نے جہنم رسید ہونیکی وعید سنائی ہے آخر یہ کیا وجہ ہیکہ
باجہ بجانے کے پیشہ کو منو مہاراج نے حرام قرار دیا ہے اور کیا وجہ ہیکہ اس
پیشہ کرنیوالو نکیلئے جہنم رسید ہونیکا ڈر دیا ہے، اسلیئے اور محض اس لیئے کہ یہ
چیز دنیا میں شر و فساد کی چیز ہے اور اس نے ہندوستان میں جو شر و فساد
برپا کر رکھا ہے وہ ہمارے اور تمہارے سامنے ہے مرنیکے بعد نہیں بلکہ ہم
تو دیکھ رہے ہیں کہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہی کتنے ہی اہل ہند محض مسجد کے
سامنے باجہ بجانے کی پاداش میں موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں تو کیا یہی وجہ
نہیں ہیکہ اسلام نے باجا بجانیکو حرام قرار دیا ہے تو پھر جس چیز کو اسلام اور
منو دھرم شاستر دونوں ہی حرام قرار دیتے ہیں اس پر ہندوؤں کا اصرار کرنا
اور مسلمانوں سے لڑنا بھڑنا کسقدر دھرم کا خون کرنا ہے

بہت اچھا اب ذرا اور آگے بڑھو سود خوری کا مسئلہ لیلو مسلمانوں کے
یہاں سود لینا حرام ہے، مگر ہندو لے رہے ہیں لیکن دھرم شاستر کیا کہتا
ہے؟ دھرم شاستر اپنے چوتھے ادھیار کے ۲۱۰ شلوک میں حکم دیتا ہیکہ
جو شخص سود لیتا ہو اس کے گھر کا کھانا نہ کھاؤ، پھر شلوک ۲۲۰ میں بتاتا ہے،

کہ سود خوار کے گھر کا کھانا ایسا ہی ہے جیسا کہ پاخانہ کھالینا، پھر شلوک ۲۲۲ میں فرماتا ہے کہ جو شخص سود خوار کے گھر کا کھانا کھالے وہ تین دن تک کا فاقہ کرے یہ تو کھانا کھانیوالوں کو سزا دی گئی، مگر وہ جو سود لیتا ہے منو دھرم شاستر اسکی سزا کیا مقرر کرتا ہے، وہ بھی اسی کتاب میں موجود ہے، میں نہیں چاہتا کہ اسکو سناؤں تم خود مطالعہ کرو۔

اب ذرا اس شدھی کو بھی لے لو جو آجکل ہندوؤں اور آریوں کا مرکز بن رہی ہے اس قسم کی شدھی کو منو دھرم شاستر نے صریحاً ممنوع قرار دیا ہے بلکہ ایک جگہ تو ایسی سزا تجویز کی ہے جو نہایت ہولناک ہے، یہ وہ مسائل ہیں جو عملی طور پر ۲۲ کروڑ ہندوؤں اور ۷ کروڑ مسلمانوں میں سر پھٹول کا باعث ہو رہے ہیں، ظاہر ہیکہ ان کا تصفیہ یا تو اس بات سے ہو سکتا ہیکہ ۲۲ کروڑ ہندو قرآن مجید کو ثالث یا حکم مان لیں، ہندو چونکہ دل کے کمزور ہیں وہ قرآن مجید کو حکم یا ثالث نہیں مانیں گے، مگر اسلام صفحۂ ہستی پر بطور شیر نیستاں غراتا پھرتا ہے وہ ہندو یا آریہ یا عیسائی کسی کی دینی کتاب سے ڈرنے کیلئے تیار نہیں ہے، اسلئے اسلام ۲۲ کروڑ ہندوؤں کو دعوت دیتا ہے کہ اگر تم قرآن مجید کو ثالث نہیں مانتے ہو تو نہ سہی اگر تم حدیث یا فقہ کو ثالث نہیں مانتے ہو تو نہ سہی، چلو ہم تمہارے تالیف قلوب کی خاطر اور اس نیت سے کہ ہندوستان میں ہندو مسلم اتحاد قائم ہو جائے ہم تمہارے منو دھرم شاستر کو بطور ثالث کے مان لیتے ہیں،

وہ گائے، سور، باجہ، سود خواری، گوشت خواری، بت پرستی،

حیوانی قربانی وغیرہ کا جو فیصلہ کر دے ہمیں منظور ہے اور رہوگا،

مگر کیا دھرم شاستر کے فیصلے کو ہندو بھی تسلیم کریں گے ؟ میرا خیال ہیکہ جب ان کو پتہ لگے گا کہ ہمارے دھرم شاستر میں سے بھی اسلام نکل رہا ہے، تو وہ اس دھرم شاستر کو بھی چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اسی لئے تو ہیں نے کہا ہے کہ کفر میں بھی اسلام موجود ہے، کاش اگر اہل کفر اتنے ہی اسلام کو مان لیں جتنا کہ ان کے کفر میں موجود ہے تو یہ بھی ازبس تعجب ہے۔

اب میں اس کے بعد آریہ سماج کیساتھ مشترکہ محاذ پر چند کلمات کہونگا وہ بھی اگر ہمارے ساتھ ان جملہ مسائل کا جو ہمارے اور انکے درمیان مناقشت کا باعث بن رہے ہیں، کوئی فیصلہ کرنے کیلئے تیار ہوں تو ستیارتھ پرکاش سوامی دیانند کی کتاب مطبوعہ ۱۸۷۵ء کو ثالث مان لیں،

توحید، رسالت، بہشت، دوزخ، گوشت خواری، حیوانی قربانی، گائے کی قربانی وغیرہ مسائل کا جو فیصلہ یہ کتاب کر دے آریہ سماج اس کو مان لے ہم مسلمان تیار ہیں کہ اس پر دستخط کر دیں۔

(لب، منقول از اخبار مشرق گورکھپور مورخہ ۹ مئی ۱۹۲۹ء

اسلامی نماز کے عظیم الشان فوائد کا اعتراف مغرب کے نامور فلسفیوں اور پادریوں کی طرف سے

مصر کے مشہور جریدہ "المؤید" قاہرہ، میں فضیلۃ الصلوٰۃ کے

عنوان سے ایک فاضلانہ مضمون شائع ہوا ہے جس میں فاضل مضمون نگار نے کافی مطالعہ وعرق ریز جستجو کے بعد نماز کی فضیلت میں مغربی فلاسفروں کے اقوال جمع کئے ہیں اور یہ دکھایا ہے کہ اسلام کے رکن اعظم نماز کے متعلق انکے خیالات کیا ہیں اور وہ اس مقدس عبادت کو کن کن روحانی ومادی کمالات کا مجموعہ سمجھتے ہیں۔

"الموید" کے فاضل مضمون نگار لکھتے ہیں کہ:۔

یورپ جس کو اپنی تہذیب و تمدن کے عروج پر ناز ہے مذہبی نقطۂ نظر سے الحاق زندقہ کا عظیم الشان مرکز ہے آج ہم دنیا میں جسقدر الحاد پرستی دیکھ رہے ہیں یورپ اس کا اوّلین سرچشمہ ہے، لیکن قدرت کی اعجاز آفرینیاں دیکھو کہ اس الحاد آباد یورپ میں ایسی صداقت شعار ہستیاں بھی موجود ہیں جو اپنی کامل طاقت کیساتھ حق وصداقت کی حمایت میں مشغول ہیں، ان کا دعوٰی یہ ہیکہ وہ موجودہ آزادخیالی کے سیلاب کو جلد از جلد ختم کر دینے کیلئے مضطرب وبیقرار ہیں، ہماری مراد ان علمائے مغرب سے ہے جو باوجود کافی آزادخیال ہونیکے مذہب کی ضرورت وعظمت کے قائل ہیں اور جن کا مسلک خود پرستی نہیں بلکہ خدا پرستی ہے، انہی راست بازروحوں میں سے بعض نے اسلامی نماز کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں، ہم موجودہ حالات میں جبکہ الحاد بلکہ متعدد کئی

سہ اسلام سے لامذہب لوگ زیادہ دور ہیں بہ نسبت انلوگوں کے جو کسی مذہب کے ماننے والے ہیں ۱۲

آندھیاں چل رہی ہیں اور ایمان کی شمع جھلملا رہی ہے ان خیالات کی اشاعت ضروری سمجھتے ہیں۔

نماز اور ریورینڈ لیبان

معزز فلاسفر یوزن لیبان فضائلِ نماز پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں "میں نے کئی مرتبہ مسیحی و اسرائیلی نماز اور اسلامی نماز کا موازنہ کیا ہے، تو ثابت ہوا کہ آخر الذکر طرز عبادت افضل ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ایک اسلامی نماز بہت سی عبادتوں کا مجموعہ ہے، اسمیں خدا کی حمد و ثنا اور تقدیس و تمجید ہے، نیز دعاء اور عاجزانہ التجا رہے اور اسمیں انکساری و فروتنی کا عجیب مظاہرہ ہے، میں التزاماً یوم جمعہ کو اسکندریہ کی جامع مسجد میں محض اسلامی نماز کی شان دیکھنے جاتا تھا، میں نے جب خطیب کے پرجوش خطبہ صفوف کی ترتیب اور رکوع وسجود کے اہتمام پر غور کیا تو میرے قلب پر عجیب اثر ہوا جو ناقابل بیان ہے، میں سمجھتا تھا کہ اسلام مجھے آواز دے رہا ہے، اور اسکی عبادت پُر کیف و نظارہ میری روح پر قبضہ کر رہا ہے" (دی لیکچر آف ایلچز صفحہ ۷۶)

سینٹ ہیلر کا قول

روما کا مشہور پادری سینٹ ہیلر اپنی کتاب دعا روی پیسے میں لکھتا ہے کہ :۔

میں نے جہاں جہاں اسلامی ممالک کا سفر کیا وہاں کی عبادت گاہوں کو ضرور دیکھا، اس سلسلہ میں اسلامی نماز پنجگانہ پر غور کرنیکا موقع ملا، میرے نزدیک یہ افضل ترین عبادت ہے، جب ایک خدا کا پجاری اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر اس کی خوشنودی چاہتا ہے اور اسکی حمد وثناء کے گیت گاتا ہے تو روح وجد میں آجاتی ہے، اس وقت وہ یقیناً اپنے مذہب سے قریب تر ہو جاتا ہے، تا آنکہ اپنی تمام قوتوں کیساتھ اسکے حضور میں سربسجدہ نظر آتا ہے، اس کا آخری نتیجہ روح کی طہارت اور قلب کی پاکیزگی ہے، مزید براں اس عبادت میں دو روشن پہلو بھی نمایاں ہیں، جس کا تعلق جسم کی تقویت سے ہے، میں نے دیکھا کہ نماز گزار سست کاہل نہیں ہوتے، صبح کی بیداری عجیب اثر رکھتی ہے،

پادری جیمس مولر کا بیان

مذہبی رہنما جیمس مولر تحریر فرماتے ہیں:-

تعصب سے کام لینا آسان ہے لیکن سچ بولنا دشوار ہے میں اس وقت دشوار منزل ہی کو اختیار کرتا ہوں، میں نے بارہا اپنے محمدی احباب سے گفتگو کی ہے اور ان کے عقائد کی تحقیقات میں مشغول رہا ہوں تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی اپنے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اطاعت گزار ہیں اور ان کی ہر شئی کو محبوب رکھتے ہیں۔ مسیحی دنیا کیلئے اس

محبت میں ایک خاص سبب ہے

اسلامی آبادی کا ایک بیشتر حصہ آج بھی ایک اہم عبادت کا پابند ہے جس کا نام نماز ہے، محمدیوں کا عقیدہ ہیکہ نماز برائیوں کو روکتی ہے اور بےحیائی کے کاموں سے محفوظ رکھتی ہے، بہ ظاہر عقیدہ درست نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ اکثر نمازی بھی برائیوں کی طرف مائل نظر آتے ہیں، لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ وہ شخص جو دن میں پانچ مرتبہ یعنی ایک ماہ میں ایک سو پچاس مرتبہ اپنے خدائے برتر سے پرہیزگاری کا عہد کرتا ہے اور گناہوں سے بیزاری کرتا ہے وہ ایک نہ ایک دن اپنے عہد میں کامل ہو جاتا ہے، اور واقعی پرہیزگار بن جاتا ہے،

مسٹر کنگ کا خیال

مسٹر سی ایم کنگ رقم طراز ہیں:-

انسان فطرۃً اس بات کا عادی ہے کہ جب دنیاوی کاموں اور مجلسی تفریحوں میں مشغول ہو جاتا ہے تو اس کو اصلاحِ نفس کا خیال نہیں رہتا، اور بعض تفریحوں میں لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان اپنے

ع سچائی میں خود بلند ہونے کی قوت ہے، بلند کرنے کی ضرورت نہیں اسلام کے ارکان کی عمدگی اپنا سکہ خود بٹھاتی ہے، غیر مسلموں کو بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے" (۱۲)

پیدا کرنیوالے کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے، ان حالات میں جب اس
بات پر غور کرتا ہوں کہ اسلام نے اپنے وفاداروں پر دن رات میں پانچ
وقت کی نماز فرض کی ہے اور ان کو مجبور کیا ہیکہ وہ ہر حال میں اس اہم
فرض کو ادا کریں تو مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ نماز ایک بہترین ذریعۂ
ہدایت ہے، جب ایک سچے عقیدہ کا آدمی ہر طرف سے بے نیاز ہو کر خلوص
ومحبت کیساتھ اپنے خالق کو یاد کرتا ہے اور اسکی تسبیح وتقدیس بیان کر
کے اس کی خوشنودی چاہتا ہے، اور اس قادر وقدوس سے استعانت
طلب کرتا ہے، تو اس کی روح ایک پاکیزہ حالت میں پہنچ جاتی ہے۔
اور اس کے دل ودماغ سے نفس پرستی کا خبط دور ہو جاتا ہے میں نے
اعلیٰ پوزیشن کے مسلمانوں کو دیکھا ہے، کہ وہ اپنے اثر واقتدار کے لحاظ
سے ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اور کم حیثیت آدمی ان سے بات کرنیکی
بھی جرات نہیں کر سکتے لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو ایک عظیم الشان
آدمی بیتابانہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے اور اپنے غیر معروف بھائیوں کے
ساتھ فریضۂ نماز ادا کرتا ہے اس نظارے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ
بیشک اس عبادت میں سادگی اور فروتنی کا سبق موجود ہے، اور اسمیں
مساوات کی شان نظر آتی ہے واقعہ یہ ہے کہ اسلامی رسولؐ نے عجیب
انداز سے امیر وغریب ادنیٰ واعلیٰ کو ایک میں جمع کیا ہے اور مناسب
طور پر غرور ونخوت کے طلسم کو پاش پاش کیا ہے، میں تسلیم کرتا ہوں کہ
نماز ایک بہترین عبادت ہے، (ترجمہ در خلافۃ)

(ج) منقول از اخبار الانصار دیوبند مورخہ یکم جون ۲۹ سنہ ۶

(پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی کثیر الازدواجی،
ایک مبصر محقق کی صداقت پرستی

از حکم چندر رکار بی، اے، ایڈیٹر ستارۂ صبح

سب سے پہلے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ بی بی عائشہ کے سوا جتنی عورتیں آپکے عقد نکاح میں آئیں سب کی سب بیوہ تھیں،

ان نکاحوں کے حالات پر فرداً فرداً غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نکاح نکاح کی خاطر نہ تھے بلکہ یا تو کسی اخلاقی ذمہ داری کی ادائیگی کی خاطر تھے یا کسی پولٹیکل ضرورت کے تقاضے سے یا ان دونوں اغراض کے پورا کرنے کیلئے، یہ بھی مدنظر رہے کہ بی بی خدیجہ کی وفات کے بعد آپ پچاس ۵۰ سال سے متجاوز ہو چکے تھے اور جب عالم شباب میں آپکی یہ حالت تھی کہ آپ تازہ شادی کے بعد کئی کئی روز تک گھر سے غیر حاضر رہکر تزکیۂ نفس اور ریاضت کشی میں مشغول رہتے تھے، تب اس مدینہ کی زندگی کے

ع۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ۲۳ سال میں پوری تعلیم دینا تھی بات وہی پوچھا ہے جسکو بات پیش آتی ہے اسلئے عورتوں کے مخصوص مسائل مرد نہیں پوچھتے تھے مسلمانوں کی عورتیں نبی کریم صلعم سے اس قسم کے مسائل پوچھنے میں شرماتی تھیں اسلئے ضرورت پیش آئی کہ نبی کریم زیادہ نکاح کریں تاکہ عورتوں کے مخصوص مسائل میں سے جنکو جو مسئلہ پیش آوے بلاتکلف پوچھ لیا کریں اور مسلمانوں کی عورتوں کو سکھا دیا کریں ۱۲۔

کے دوران میں جب آپؐ ہر دم دشمنوں سے پریشان، ایک عظیم الشان مذہب اور سلطنت کی بنیاد ڈالنے اور ان کے اوپر بڑی بڑی تعمیرات بنانے میں مصروف تھے آپؐ کی نسبت یہ گمان کرنا کہ آپؐ ایک عیش پرست مطلق العنان، کسریٰ کیخسرو کی طرح حرم سرا میں پڑے رہتے تھے سخت کج فہمی ہے، اب سنئے:۔

بی بی خدیجہؓ کے انتقال کے بعد آپؐ نے معاً دو نکاح کئے ایک تو بی بی عائشہؓ سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا اور دوسرا بی بی سودہؓ سے جنکی عمر پچاس سال تھی۔

بی بی سودہؓ ان لوگوں میں سے تھیں جو شروع شروع میں آپؐ پر ایمان لائے تھے وہ نہ صرف خود مسلمان ہوئیں بلکہ اپنے خاوند کو بھی حلقہ اسلام میں لائیں اور جب مسلمانوں کی ایک جماعت اوّل اوّل ہجرت کر کے حبش کو گئی دونوں میاں بیوی اس میں شامل تھے بعد میں میاں کا انتقال ہو گیا اور بی بی سودہؓ کی بیکسی اس بات کی مقتضی ہوئی کہ آنحضرتؐ اسے اپنے سایۂ حفاظت میں لے لیں، ادھر اس کی شرافت یہ کہ جب بالآخر آپؐ مع اصحابؓ مدینہ کی ہجرت پر مجبور ہوئے بی بی سودہؓ نے اپنے تمام حقوق زوجیت بی بی عائشہ رضؓ کے حق میں منتقل کر دیئے

بی بی حفصہؓ

خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضؓ کی بیٹی تھیں جس کا پہلا خاوند جنگ بدر

میں کام آچکا تھا، حضرت ابو بکرؓ سے اتر کر جو پیار حضرت محمدؐ صاحب کو حضرت عمرؓ سے تھا وہ بیان کا محتاج نہیں، عمر اوائل میں اسلام کے جانی دشمن تھے، ایک روز تلوار لیکر گھر سے نکلے کہ جاکر آنحضرتؐ کا کام تمام کر دیں رستہ میں معلوم ہوا کہ خود ان کی ہمشیرہ ایمان لاچکی ہے انھوں نے پہلے اسی کا صفایا کرنیکا ارادہ کیا، جب بہن کے گھر میں داخل ہوئے وہ قرآن کی تلاوت کر رہی تھی جب عمرؓ نے تلوار اٹھائی بہن نے کہا ذرا پہلے اس کو دیکھ لو پھر جو چاہے کر لینا، عمرؓ نے وہ نوشتہ لیکر پڑھنا شروع کیا نوشتہ کیا تھا جادو کا تعویذ تھا، عمرؓ پشیمان ہوئے اور ڈرتے ہوئے آنحضرتؐ کے مکان پر پہنچے اور مشرف باسلام ہوئے بعد میں اسلام کے حق میں آپؓ نے جو خدمات ادا کیں انکی تاریخ اسلام شاہد ہے۔

کچھ عرصہ ہوا ایک آریہ دوست نے جو بڑے اہل قلم بھی ہیں مجھ سے کانپور میں کہا کہ حضرت عمرؓ کی زندگی ایسی اعلیٰ اور پاک ہے کہ مجھے اس میں کوئی رخنہ نظر نہیں آتا، اپنے داماد کے شہید ہونے کے بعد عمرؓ نے اپنی بیٹی کا ہاتھ آنحضرت کے سامنے پیش کیا اور آپ نے اسے منظور کر کے حضرت عمرؓ کو مرہون احسان فرمایا، یہ بی بی بڑی پرہیزگار اور عابد تھیں، اور حضرت ابو بکرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں قرآن کا جو نسخہ مرتب کرایا تھا وہ اسی کی امانت میں رکھا گیا تھا۔ بی بی عائشہؓ سے اس کو بڑی محبت تھی،

....

ام سلمہؓ

ام سلمہ اور اس کا خاوند ابو سلمہ اس پارٹی میں سے تھے جو مسماۃ سودہ اور اس کے خاوند کی طرح حبش کو ہجرت کر گئے تھے حبش سے واپسی پر دونوں میاں بیوی مدینہ کی ہجرت پر آمادہ ہوئے مگر ام سلمہ کے میکہ والے مزاحم ہوئے اور زبردستی اسے ابو سلمہ سے گھسوٹ لےگئے اتنے میں اس کی سسرال والے بھی آپہنچے اور اس کے شیر خوار بچہ کو اسکی گود سے لے بھاگے، بیچاری ام سلمہ رات دن گریہ وزاری کرتی رہتی تھی حتیٰ کہ ایک رشتہ دار نے رحم کھا کر اس کو اپنے خاوند کے پاس مدینہ پہنچا دیا۔ دو سال کے بعد اس کا خاوند لڑائی میں شہید ہوا، اور حضرتؐ نے اس کو عقد نکاح میں لے لیا۔ اس وقت اس کی عمر ۵۷ سال کی تھی۔ ۸ سال کے بعد اس کا انتقال ہوا۔

"زینبؓ"

یہ وہ بیوی ہے جس کی نسبت مخالفین طرح طرح کی چہ میگوئیاں کرتے ہیں، واقعات یہ ہیں، زینبؓ آنحضرتؐ کی پھوپھی زاد بہن تھیں بلبن۲ سال کی عمر میں حضرتؐ نے اس کی شادی زید بن حارث سے کی تھی۔ ہر چند زینبؓ دل سے اس شادی پر راضی نہ تھیں مگر انکار بھی نہ کر سکتی تھیں۔

زید اصل میں بی بی خدیجہؓ کا ایک حبشی غلام تھا اور شروع ہی میں ایمان لا چکا تھا، بی بی خدیجہؓ نے اس کو غلامی سے رہا کر دیا اور اجازت دی کہ اپنے ماں باپ کے ہاں چلا جائے مگر اسنے بدستور آپکے ہاں رہنا پسند کیا اور اپنے آپکو اسقدر اہل ثابت کیا کہ حضرت محمدؐ صاحب نے اس کو متبنی بنا لیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ آپ کو زینب اور زید کے نکاح میں اسقدر دلچسپی تھی، گو آپؐ زینب کا ہاتھ زید کو دے سکتے تھے، اس کا دل دینا اس کے اپنے ہاتھ میں تھا، میاں بیوی میں آئے دن کھٹ پٹ ہونے لگی، اور طلاق کو نوبت پہنچی، آنحضرتؐ نے بہتیرا فریقین کو سمجھایا، مگر محبت کا دیوتا جو آنکھوں سے اندھا ہے اور فقط دل کی آنکھ سے دیکھا کرتا ہے، رضا مند نہ ہوا، طلاق ہو گئی، زینب بڑی قابل عورت تھی، نہ معلوم اس کے دل میں کیا کیا امنگیں تھیں، اس کی آرزو یہ تھی کہ اسے رسول اللہؐ کی زوجیت کا فخر نصیب ہو۔

(ناظرین کیا آپ اس جذبہ کو مضحکہ اڑانیکے قابل سمجھتے ہیں؟ تو اس کی وجہ یہ ہیکہ آپ کا دل عورت کا دل نہیں ہے،

اہل عرب میں متبنی بیٹے کی بیوی سے شادی کرنا جائز نہ تھا، آنحضرتؐ کو قدرتی طور پر تشویش ہوئی، زینبؓ کسی اور کیسا تھ نکاح کرنا پسند نہ کرتی تھی، اور آپکا پہلا تجربہ اسکے حق میں ناگوار ثابت ہو چکا تھا، اب کریں تو کیا کریں۔

بالآخر غور کرتے کرتے انکو اندرونِ دل سے یہ صلاح ملی کہ زینب سے نکاح کرنا عین مناسب اور جائز ہے، یا اسلام کی اصطلاح میں یوں کہئے کہ حضرتؐ کو الہام ہوا کہ زینب سے نکاح کرنا جائز ہے

مخالف لوگ کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے ایک ناجائز فعل کو جائز ٹھہرانے کیلئے ایک "خاص وحی" کے اترنے کا بہانہ بنایا، اگر وہ تعصب کو چھوڑ کر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو انکو معلوم ہو جائیگا کہ جو فعل ایک ملک یا ایک زمانہ میں جائز سمجھا جاتا ہے، وہی فعل کسی اور ملک یا کسی اور زمانہ میں ناجائز ٹھیرتا ہے، یعنی کثیر الازدواجی جسکو اسلامی اخلاق میں جائز سمجھا جاتا ہے، عیسائی اخلاق کی رو سے قابل نفرین ہے اور نہ صرف ہندوؤں میں مہابھارت کے زمانہ میں ایک بیوی دروپدی کیلئے پانچ خاوند کرنا جائز تھا بلکہ اب بھی دور دراز پہاڑوں میں ایسی تو میں موجود ہیں جن میں یہی رسم جاری ہے اور ابھی بھی کل کی بات ہے کہ آریہ سماج کے بانی نے نیوگ کو جائز بتلایا ہے، ایک غیر خون متبنیٰ بیٹے کی بیوی سے شادی کرنا بجائے خود کوئی برا فعل نہیں کہا جا سکتا ہاں اہلِ عرب کے مجوزہ اخلاق کی رو سے یہ فعل برا تھا لیکن کیا حضرت محمد صاحب کی ساری کی ساری زندگی عربی اخلاق کے خلاف بغاوت کی زندگی نہ تھی

"دوسرا رہا "خاص وحی" کا اعتراض یہ سچ ہے کہ جب خدا کو ایک شخص ہستی مان کر اس کو عرش بریں پر متمکن مانا جاتا ہے، تب اس سے وحی اور الہام لانے کیلئے جبرائیل ایسی درمیانی ہستی کی بھی ضرورت

لاحق، مگر کیا یہ درست نہیں کہ جب انسان کے اندر کسی سوال کے جواز یا عدم جواز کی نسبت کشمکش پیدا ہوتی ہے تو بالآخر اسے اس عقیدہ کا کوئی حل بھی ہاتھ آتا ہے، جو پاک نفس اور پاک باطن انسانوں کی حالت میں بعض دفعہ ایک شعلہ زن تصویر نقش یا یا نوشتہ کی صورت اختیار کرتا ہے اور اگر اسے الہام یا وحی یا اکاشی بانی وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا نہ جائے تو کیا کیا جائے۔

چوں نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند ... لفظ بگذاری سوئے معنی روی

اسی لفظوں کے ہیر اپھیر اور چھیڑ چھاڑ نے ہی تو ہم کو بے خانماں بنا رکھا ہے، اور ہمکو نہ دنیا کا چھوڑا ہے نہ دین کا۔

بی بی زینبؓ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ دوسری بیبیوں سے فخریہ کہا کرتی تھیں کہ "میرا نکاح حضرتؐ سے" خود خدا نے آسمان پر کیا ہے، اور تمہارا نکاح تمہارے باپوں نے زمین پر کیا ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ انکے سوا اور کوئی بی بی حضرت عائشہؓ کی مدمقابل نہ تھی وہ اپنے ہاتھوں سے چمڑے کو دباغت دیتیں اور آمدنی غریبوں میں تقسیم کرتی تھیں اسی کی نسبت پیغمبر صاحبؐ نے فرمایا تھا کہ تم میں سے جسکے ہاتھ دراز ہیں وہی مجھ سے جلدی ملیگا، وہ اس قدر سخی تھیں کہ جس قدر وظیفہ حضرت عمرؓ سے ملتا سب خیرات کر دیتیں۔

بی بی حبیبہ رضؓ

خدا کی قدرت بڑی عجیب ہے، بی بی حبیبہ رضؓ کا باپ ابوسفیان عمر بھر اسلام کا جانی دشمن رہا، اس نے پیغمبر اسلام اور اس کے مشن کی بیخ کنی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا مگر جب فتح مکہ کے بعد اس نے طوعاً و کرہاً اسلام قبول کیا اس نے اپنی کجروی کی پوری تلافی کر کے وہ وہ خدمات سرانجام دیں جنکی نسبت شان و گمان بھی نہ تھا، اسی ابو سفیان کا بیٹا معاویہ پھر اسلام کے حق میں باعث زحمت ثابت ہوا، اس نے حضرت علیؓ کیساتھ وہ جنگ و جدال کیئے جن میں فریقین کے تین ۳ ہزار آدمی ہلاک ہوئے، اور خلافت میں دو عملی پیدا ہوئی حتیٰ کر حضرت علیؓ شہید ہوئے اور معاویہ خلیفہ بنکر کربلا کے المناک سانحہ کا آلۂ کار بنا۔

اسی تنے کی دوسری شاخ بی بی حبیبہ رضؓ ۱۷ سال کی عمر میں ایمان لائیں اور بعد میں اپنے خاوند کیساتھ ہجرت کر کے حبش جانے پر مجبور ہوئیں۔ وہاں اس کا خاوند نصرانی ہو گیا، اب نہ راہ رفتن۔ نہ پائے ماندن، اگر پیغمبر صاحبؐ اس حالت میں اس کا ہاتھ نہ پکڑتے تو سخت بے حمیتی کے سزاوار ہوتے، آپؐ نے انکو نکاح کا پیغام بھیجا اور خالد کی وساطت سے رسومات نکاح ادا کیئے گئے، کچھ عرصہ کے بعد مدینہ آئیں۔ اسی عرصہ میں انکے والد ابوسفیان کو

پیغمبر صاحبؐ سے معاہدہ کرنے کیلئے مکہ سے مدینہ جانیکا اتفاق ہوا، جب وہ بی بی حبیبہؓ سے ملنے کیلئے مکان پر گیا، حبیبہؓ نے اسکو آتے دیکھ کر وہ مسند جس پر پیغمبر صاحبؐ بیٹھا کرتے تھے تہ کر کے الگ رکھدی اور جب باپ نے اس کا سبب دریافت کیا تو کہا۔ میں یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ رسول اللہؐ کی مسند پر ایک مشرک بیٹھے،، "آن ہو تو ایسی ہو"،

بی بی جویریہؓ

ان کا باپ حارث قبیلہ بنو المصطلق کا سردار تھا اور بڑا نامور بہادر اور شہسوار تھا، وہ ایک مرتبہ حضرت محمد صاحب کی غیر حاضری میں مدینہ پر حملہ آور ہوا، لڑائی میں میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا، اور حارث کے خاندان کی عورتیں جن میں جویریہ بھی تھیں قید ہو گئیں، جویریہؓ ایک صحابیؓ کے حصہّ میں آئیں، جس نے ایک معینّہ رقم کے عوض اس کو رہا کرنا منظور کیا مگر جویریہؓ کے پاس رقم نہ تھی، اس لئے وہ پیغمبر صاحبؐ کے پاس آئیں آپ نے معینہ رقم ادا کر کے اس کیساتھ نکاح کر لیا، نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں نے اس نکاح کے پاس خاطر سے جویریہؓ کی قوم کے تمام قیدی جو ان کے حصہّ میں آئے تھے یکے بعد دیگرے رہا کر دئے، اس مروّت کا آخری نتیجہ یہ نکلا کہ حارث اور اس کی ساری قوم کے لوگ خوشی سے حلقۂ اسلام میں آشامل ہوئے۔

بی بی صفیہؓ

یہ ایک باوقار یہودی کی بیٹی تھیں جن کی دوسری شادی خیبر کے یہودی سردار کنانہ کیساتھ ہو گئی تھی، خیبر کی فتح کے وقت صفیہؓ مسلمانوں کے ہاتھ قید ہو گئیں، آنحضرتؐ نے انھیں عقد نکاح میں لاکر خیبر کے یہودیوں سے دوستانہ رشتہ قائم کیا۔

غرضیکہ دو ایک نکاح کو چھوڑ کر باقی جس قدر نکاح آنحضرتؐ نے کیئے وہ یا تو اس وجہ سے تھے کہ ان بیوگان کا جنھوں نے اسلام کی خاطر طرح طرح کی صعوبتیں اٹھائی تھیں سوائے ذات خدا اور کوئی ہاتھ پکڑنیوالا دنیا میں نہ تھا یا اس وجہ سے کہ ان نکاحوں کو آنحضرتؐ اسلامی طاقت کے استحکام کیلئے ضروری سمجھتے تھے یہ آخری نکاح عین اسی قسم کے تھے جس قسم کے بیاہ اکبر نے راجپوت گھرانوں میں کیئے جنکی غرض و غایت پولٹیکل تھی۔

ایک وقت میں راقم سطور ہذا کا یہ خیال تھا کہ جب قرآن نے جسے کلام الہٰی کہا جاتا ہے چار سے زائد شادیاں ناجائز کر دی تھیں تب آنحضرتؐ کی شان نبوت کے خلاف تھا کہ چار سے زائد نکاح کرتے۔ بارے اب وہ مسئلہ بھی حل ہو گیا اور معلوم ہوا کہ یہ نکاح آپؐ نے اس حکم کے نزول سے قبل کیئے تھے بعد میں نہیں کیئے۔

امید ہے کہ ان سطور کو پڑھنے کے بعد کوئی منصف مزاج

شخص حضرت محمد صاحب کی کثیر الازدواجی پر اعتراض کرنیکی گنجائش نہیں دیکھے گا اور ہندوستان کے آخری تاجدار ابوظفر بہادر شاہ ظفر کا یہ شعر ہمیشہ پیش نظر رکھے گا کہ ؎

ہمیں جب تلک اپنی ہوئی نہ خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب وہنر،
پڑی اپنے گناہوں پہ جبکہ نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا،

کاش اگر راقم کی امید بر آئے اور لوگ تعصب کی عینکیں اتار کر ایکدوسرے کی خوبیاں دیکھنے لگیں تو ہندو مسلم اتحاد میں وہ خوشگوار فضا پیدا ہو جائے کہ ہمارا ملک آج ہی جنت کا نمونہ بن جائے کیونکہ ؎

بہشت آنجاکہ آزارے نہ باشد کسے را با کسے کارے نہ باشد

خدا ہم سب کو رواداری کی توفیق دے

(ل) منقول از الامان دہلی مورخہ ۱۵ اگست ۱۹ء

بعض غیر مسلم فاضلوں کی رائے قرآن شریف کے متعلق

قرآن کے سوا دنیا میں کوئی کتاب ایسی نہیں جو اپنی آغاز سے آج تک بلاشبہ ویسی کی ویسی ہی ہو اب اس مبارک کتاب کے متعلق عقلاً غیر مسلم کی شہادتیں ملاحظہ کیجئے۔

(۱) اعلیٰ سے اعلیٰ توحید کا مذہب جو دنیا میں پایا جاتا ہے وہ اسلام ہے۔ پروفیسر آرنسٹ ہکل جرمنی۔

(۲) مہاتما گاندھی لکھتے ہیں۔ اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہیکہ

فطرت انسانی کے مطابق ہے۔

(۳) (ینگ انڈیا، گرو کل کانگڑی کے پرنسپل رام دیو ایم، اے، لکھتے ہیں)۔ قرآن کی بھاشا بہت سندر ہے اسمیں فصاحت و بلاغت بھری ہے اس سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ قرآن کے اندر کئی بہت اچھی باتیں ہیں، قرآن کی توحید میں کسی کو شک نہیں، صاف بتاتا ہیکہ اللہ ایک ہے، عرب کے اندر عورتونکا کوئی درجہ نہ تھا محمدؐ صاحبؐ نے عورتونکی حقوق قائم کئے (پرکاش۔ فروری ۱۹۲۷ء)

(۴) ہندو فاضل پروفیسر دہر وجی وائس چانسلر ہندو یونیورسٹی نے گرو کل کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا، حضرت محمدؐ صاحب نے جس رنگ میں توحید الٰہی کو قائم کیا وہ ایک بے نظیر طرز تھا (الفضل ۱۹۲۷ء)

(۵) قرآن کی عبارت کیسی فصیح و بلیغ اور مضامین کیسے عالی و لطیف ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک امین ناصح نصیحت کر رہا ہے اور ایک حکیم فلسفی حکمت الٰہی بیان کرتا ہے، (فرک مورخ جرمنی)

(۶) قرآن انتہائی لطیف و پاکیزہ زبان میں ہے اس کتاب سے ثابت ہوتا ہیکہ کوئی انسان مثل اس کی نہیں بنا سکتا یہ لازوال معجزہ ہے، جو مردہ زندہ کرنے سے بہتر ہے، (مسٹر سیل)

(۷) یہ تحریف سے پاک ہے، (دیباچۂ قرآن مسٹر جی ایم راڈویل)

(۸) کوئی کتاب بارہ سو برس سے ایسی نہیں ہیکہ اسکی عبارت اتنی مدت مدید تک خالص رہی ہو۔ (سر ولیم میور)

(۹) اخلاقی احکام جو قرآن میں ہیں اپنی جگہ پر کامل ہیں
(پریچنگ آف اسلام)

(۱۰) ڈاکٹر لیبان لکھتے ہیں اسلام کی وضاحت اعتقادات اور اس کے ساتھ دوسرے کے مقابل میں نیکی اور انصاف جس کی مہر اس مذہب پر کی گئی ہے، اس کی عالمگیر اشاعت کا بہت بڑا باعث ہے فی الواقع تمام مذاہب عالم میں یہ فخر اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے پہلے پہل وحدانیت خالص ومحض کی اشاعت دین میں کی اسی خالص وحدانیت کی وجہ سے اسلام کی ساری سادگی اور شان بھی یہی سادگی باعث ہوا۔ اسلام کی قوت اور اسلام کی مضبوطی کا یہ وحدانیت محض ایسی آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ اس میں کسی قسم کا کوئی بھید یا معمہ نہیں ہے نہ اس میں متضاد چیزوں کے ماننے کی ضرورت ہے جو دوسرے مذاہب میں واقع ہوتی ہے اور جنھیں عقل سلیم قبول نہیں کرتی ایک خدا احد مطلق معبود تمام بندے اس کی نظروں میں بہت تھوڑے سے ارکان دین جن کا بجالانا واجب ہے اور ان کے بجالانے کی جزا بہشت اور نہ بجا لانیکی سزا جہنم ہے، اس سے زیادہ صاف وسادہ اور غیر مبہم کون سا مذہب ہو سکتا ہے (تمدن عرب)

ہر آنکہ پوشیدہ چشم دل اند ہماناں ازیں طوطیاں غافل اند

دیگر مذاہب جو دنیا میں رائج ہیں ان میں سے کسی کتاب کو یہ بات نصیب نہیں، بائبل کے متعلق علماء نصاریٰ کو خود تحریف کا اقرار

ہے۔

کرسٹم اپنی تفسیر نویں باب منی میں لکھتا ہے کہ بہت سے پیغمبروں کی کتابیں نیست و نابود ہوگئیں،

سر ولیم میور انجیل یوحنا کے متعلق لکھتے ہیں بیشک یہ کتاب مدرسہ اسکندریہ کے کسی طالب علم نے تصنیف کی (تاریخ کلیسا)

پارسی مذہب کی کتاب کا بھی ایسا ہی حال زرتشت کی کتاب ۳۲۱ سال قبل مسیح سکندر نے ژند اوستا زرتشت کو جلا دیا تھا اب صرف حصہ دیا تھا کہ پانچ گنا الہامی تسلیم کی جاتی ہیں، (زرتشت اور اس کا دین مصنفہ آر ایچ مسر)

وید کی حالت سب سے زیادہ ناگفتہ بہ ہے کوئی کہتا ہیکہ رشیوں پر الہام ہوئے، کوئی کہتا ہے برہما الہام ہوا کوئی کہتا ہے بیاس نے بنائے کوئی مختلف لوگوں کی تصنیف بتلاتا ہے۔ کوئی کہتا ہے ڈولرب سال ہوئے جب نازل ہوئے تھے کوئی کہتا ہے تین ہزار برس ہوئے جب بنائے گئے، غرض اسکی گتھی کسی طرح سلجھتی نہیں۔

پنڈت کرشن کمار بھٹاچاریہ پروفیسر سنسکرت ریذیڈنسی کالج کلکتہ لکھتے ہیں کہ رگ وید کے حصے اس ملک کے شاعروں اور رشیوں نے تصنیف کئے ہیں، وہ مختلف زبانوں میں لکھی گئی ہیں۔

پروفیسر ایشوری پرشاد لکھتے ہیں رگ وید کے بہت سے منتر عورتوں کے بنائے ہیں (تاریخ ہند حصہ اول)

کوئی کہتا ہے وید تین ہیں کوئی کہتا ہے چار ہیں پھر ان میں تحریف بھی ہوئی ہے، سوامی دیانند لکھتے ہیں، کہ سوختنی قربانی وغیرہ یہ بائبل سے وید میں آئے البتہ اپنشد وغیرہ متعصب فرقہ والوں نے اکبر کے زمانہ میں ملا کر بنائے (ستیارتھ پرکاش)

جوگ لشت میں ہے، ویدوں کا یہ حال ہیکہ کوئی ان میں سے ایسا نہیں ہے کہ جو لغیر و تبدل یا کمی بیشی سے خالی ہو اور دواپر میں ویدوں کی ایسی تحریف ہوئی کہ آدھے بھی تحریر میں نہ آئے (پرب ۱۲)

پھر ان ویدوں میں جو احکام ہیں وہ ایکدوسرے کے خلاف ہیں چنانچہ مرقوم ہیکہ چاروں ویدوں کے احکام باہم متناقض ہیں (الکھ پرکاش)

یہ کتاب ایسی زبان میں ہے جسکو کوئی سمجھ نہیں سکتا اور اسکے الفاظ بے معنی ہیں، شرح گیتا میں ہے وید وں شاستروں پرانوں کو قدیم زمانہ کے لوگوں نے ایسا بنایا ہیکہ لفظوں میں معنی نہیں رکھتے دبستر نمبر ۲۸ منشی سدا سکھ لال لکھتے ہیں، یہاں کی سب نظموں میں وید قدیم ہے مگر انمیں جو سنسکر زبان ہے وہ بگڑتے بگڑتے کچھ اور ہی طرح کی ہوگئی تاریخ ہند صـ۱۱ لالہ لاجپت رائے لکھتے ہیں سنسکرت زبان مختلف حالتوں میں تبدیل ہوتی رہی ہے اس لئے بعض سنسکرت الفاظ کے معنی مختلف زبانوں میں مختلف رہے ہیں سب فاضلوں کا اتفاق ہیکہ مروجہ سنسکرت پڑھ لینے سے ویدوں کے صحیح معنی سمجھ میں نہیں آسکتے (تاریخ ہند صـ۷۷) یہی وجہ ہیکہ اس کتاب کے ترجمہ میں ایسا اختلاف

ہیکہ کسی اور کتاب کے ترجموں میں ممکن نہیں، ایک منتر سے ایک توحید الٰہی ثابت کرتا ہے تو اسی منتر سے دوسرا ہوائی جہاز بنانیکے اصول نکالتا ہے، تیسرا دیوتاؤں کی تعریف لکھتا ہے کیا ایسی کتابیں اس قابل ہیں کہ ان پر ایمان کا مدار رکھا جائے۔

(۱۱) ایک مسیحی نامہ نگار لکھتا ہے پیغمبر اسلام نے مسلمانوں کی قوم کے پھیلنے اور باقی رہنے کے تمام سامان فراہم کر دیئے ہیں کیونکہ مسلمان جب قرآن و حدیث پر غور کریگا تو اپنی ہر دینی و دنیوی ضرورت کا علاج اس میں پائیگا۔ (مصری اخبار وطن)

(۱۲) شریعت اسلام نہایت اعلیٰ درجہ کے عقلی احکام کا مجموعہ ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹینکا)

(۱۳) قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر ہیں اور ہر زمانہ کیلئے موزوں ہیں کہ زمانہ کی تمام صدائیں خواہ مخواہ اس کو قبول کر لیتی ہیں اور وہ محلوں، اور ریگستانوں اور شہروں اور سلطنتوں میں گونجتا ہے۔ (ڈاکٹر سموئیل جانسن)

(۱۴) قرآن کی وہ شریعت ہے اور ایسے دانشمندانہ اصول اور اس قسم کے عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہان میں اسکی نظیر نہیں مل سکتی۔ (گبن)

(۱۵) ڈاکٹر لیبان لکھتے ہیں، ہانگر نے ایک لمبی چوڑی فہرست ان اخلاقی احکام کی دی ہے جو مسلمانوں میں بطور مقولوں کے رائج ہیں

ان سے بہتر کوئی دستور العمل انسان کے عملاً نیکی کی طرف راغب اور بدی سے محترز کرنے کیلئے نہیں ہو سکتا۔ (تمدن عرب)

(۱۶) دنیا کی موجودہ تہذیب صرف اسلام کی بدولت ہے (ڈاکٹر کے ایس، سیتارام ایم، اے، پی، ایچ، ڈی)

(۱۷) دیگر مذاہب پر نظر کیجائے تو بائیبل کے احکامات اور بائبل میں تو ہر سال تغیر و تبدل ہوتا ہے، عیسائی مذہب میں حرف بصورت زنا طلاق کا حکم تھا، اب ضرورت زمانہ سے مجبور ہو کر اور صورتیں تجویز کرنی پڑیں اس طرح اکل و شرب داد و ستد کے معاملات میں تغیر واقع ہوا، ہندوؤں کی حالت عجیب ہے، لیکھرام و یانند وغیرہ طلاق وغیرہ پر معترض تھے، آج ہندو طلاق کے لئے قانون بنانا چاہتے ہیں، نکاح بیوگان کا حکم نہ تھا آج اسکو جاری کیا جاتا ہے، چھوت چھات مذہبی مسئلہ آج چھوڑا جا رہا ہے اور سنئے ایک گروہ اس پر راغب ہے کہ پھوپا چچا، وغیرہ قریبی رشتہ داروں کے یہاں شادیاں ہوں بلکہ اسپر عمل درآمد بھی شروع ہو گیا۔ (دیش سدھارک لاہور) اگر انکا مذہب خدا کی طرف سے ہوتا تو شریعت مکمل ہوتی تو اور آج اسمیں تغیر و تبدل کی ضرورت محسوس نہ ہوتی، انسانی احکامات حسب ضرورت بدلا کرتے ہیں جیسے قوانین سلطنت

ڈاکٹر ای، اے فریمن لکھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت محمدؐ بڑے پکے راستباز اور سچے رہنما تھے دنیا اعمال کی

فضائے ہستی میں آپؐ ہی ایک وجود نادر پائے جاتے ہیں آپؐ ہی کی ہستی ایسی مفصل و مشرح ہے جسکے حالات ہم تک صحیح اور بالتفصیل پہنچے ہیں انسانی اخلاق کی جو اصلاح آپؐ نے فرمائی ہے اجتماعیات کے اندر جو انقلاب علوی آپکی تعلیم نے پیدا کیا ہے سوسائٹی کے تزکیہ اور اعمال تطہیر کیلئے جو اسوۂ حسنہ پیش کیا ہے وہ آپکو انسانیت کا محسن اول قرار دیتی ہے، (مسٹر ایڈورڈ مونٹے)

حضرت محمدؐ کے حالات زندگی پر نظر ڈالنے کے بعد کوئی انصاف پسند شخص آپکی اولوالعزمی اخلاقی جرأت نہایت خلوص نیت سادگی اور رحم و کرم کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا، (لفٹنٹ کرنل سائکس)

ہندو فلاسفر مسٹر ٹی ایل وسوانی لکھتے ہیں:۔ محمدؐ کی زندگی ترحم و عنایات اور اچھائی سے پر ہے (الامان جون ۱۹۳۵ء) شردھے پرکاش دیوجی لکھتے ہیں:۔ حضرت محمدؐ منجملہ ان بزرگ اشخاص کے ہیں جنھوں نے قانون قدرت کے مطابق جہالت اور تاریکی کے زمانہ میں پیدا ہو کر دنیا میں صداقت کی روشنی کو پھیلایا تنگدل اور متعصب ایسے بزرگ کی نسبت کچھ کہیں، لیکن جو لوگ باانصاف اور کشادہ دل ہیں وہ کبھی محمدؐ صاحب کی ان بے بہا خدمات کو جو وہ نسل انسانی کی بہبود کے لئے بجالائے بھلا کر احسان فراموش نہیں ہو سکتے (سوانح عمری محمد صاحبؐ)

آنحضرتؐ کے حالات زندگی کے متعلق تو جیسا میں نے عرض کیا بیشمار مجلدات ہیں، لیکن اسلام تو اپنے ہر پیشوا ہر بزرگ کی سوانحعمری

رکھنا ہے اور ان تمام کے دامانِ عصمت لغویات وخرافات کے بدنما دھبو سے پاک ہیں، دیگر مذاہب کے پیشواؤں کے متعلق اشارتاً التماس ہے کہ یہودی عیسائی موسیٰؑ و عیسیٰؑ کی سوانح عمری مکمل نہ پیش کر سکے اگر بائبل سے کچھ سواد جمع کیا جائے تو اس میں اس قسم کی باتیں آتی ہیں کہ وہ مسیحؑ اپنی والدہ صدیقہؑ سے فرماتے ہیں کہ اے عورت تیرا مجھ سے کیا واسطہ ہے۔ لیکن کسی غیر محرم عورت سے سر مبارک پر تیل کی مالش کرتے نظر آتے ہیں بودھ اور زرتشت کی سوانحعمریوں کا تو کیا ذکر ایک گروہ محققین کو اسی میں کلام ہے کہ اس نام کے آدمی دنیا میں تھے بھی یا نہیں یا یہ فرضی نام ہیں آریہ اپنے قدیم رشیوں کے حالات بتلانے سے ساکت ہیں ان کے متعلق بھی یہ گمان کیا گیا ہے کہ یہ عناصر اربعہ کے نام ہیں ۔اور قدما کا تو کیا ذکر ان کے جو اوتار زمانہ قریب میں گذرے ہیں انکی مکمل وصاف لائف[ع] نہیں پیش کر سکتے ۔ ابھی پچاس ساٹھ برس گذرے سوامی دیانند تھے وہ اپنا نام و نسب وغیرہ نہ بتلا سکے اور ان کے متعلق جو کچھ ہندو فاضلوں نے لکھا ہے وہ بھی موجود ہے (آئینۂ افعال دیانند)

باقی بزرگانِ ہنود کے متعلق جو کچھ ان کی کتابوں سے ملتا ہے وہ اس قدر دور از تہذیب ہے کہ میرا مہذب قلم اسکی نقل کرنے کیلئے تیار نہیں یہ مضمون ایک اخبار کیلئے لکھا گیا ہے اس لئے اس کو زیادہ وسعت نہیں دی جا سکتی ، ورنہ قرآن مجید اسلامی شریعت و حضور

ع حالات زندگی ۱۲-

علیہ السلام کی لائف کے متعلق محققین کے اس قدر اقوال موجود ہیں کہ اگر سب کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب ہو یا واقعات و دلائل صادقہ سے ان پر کچھ لکھا جائے تو چند مجلدات کا کافی ہونا بھی دشوار ہے، طالب حق کیلئے یہ مجمل سطور بھی کافی ہیں ؎

حرفے ز داد و دانش و دین است اینکہ ما، بہر صلاح خاطر دانا نوشتہ ایم

(لہ) منقول از الامان مورخہ ۱۵ ر اگست ۲۹ء

راز دار بیوی کی شہادت

حضور سرور عالم کی "سیرۃ طیبہ"، کا مطالعہ کرنے کے بعد یورپ کا ایک مشہور فاضل مسٹر کارلائل لکھتا ہیکہ میں جس زمانہ میں عرب کی تاریخ پڑھ رہا تھا، تو قدرتی طور پر میرے دل میں یہ سوالات پیدا ہوتے تھے کہ اسلام نے کن اسباب کے ماتحت اس قدر جلد اور ایسی مکمل ترقی کرلی اور کیوں اس وقت تک چالیس کروڑ آدمی اس مذہب کو اختیار کیئے ہوئے ہیں جب میں نے غور کیا تو یہ بات میرے ذہن میں آئی کہ محض رسول عربی کی صداقت کی وجہ سے یہ مذہب کامیاب ہوا اور آج بھی ان ہی کی روحانی طاقت اسلام کو پھیلا رہی ہے پس شروع میں اسلامی پیغمبرؐ کی تعظیم نہیں کرتا تھا، لیکن جب میں نے ان کے حالات پڑھے تو مجھے ان کی صداقت کا یقین ہوگیا، میرے نزدیک ان کی صداقت کا ایک واضح ترین ثبوت یہ ہے کہ سب سے پہلے

جس نے ان کی رسالت کو تسلیم کیا وہ ان کی بیوی خدیجہؓ ہے یہ سب جانتے ہیں کہ بیوی اپنے شوہر کے حالات سے بخوبی واقف ہوتی ہے اگر اسکے شوہر کا کیریکٹر اچھا ہوتا ہے تو وہ اس کی تعظیم کرتی ہے اگر خدانخواستہ حضرت محمد صاحبؐ کا کیریکٹر اچھا نہ ہوتا اور وہ مقدس و محترم نہ ہوتے تو ان کی بیوی ہرگز ان کی رسالت کا اقرار نہ کرتی، میں خیال کرتا ہوں کہ رازدار بیوی کی شہادت ساری شہادتوں سے افضل ہے۔

(از الامان ۱۵/ اگست ۲۹ء)

(لمہ) منقول از اخبار مہاجر دیوبند مورخہ ۲۹/ جولائی ۲۹ء

پردہ کے متعلق ایک عیسائی خاتون کے خیالات

آجکل بہت سے مسلمان بلکہ مشائخ یہ سمجھ رہے ہیں کہ پردہ ترقیات کے راستہ میں سنگ گراں بنا ہوا ہے لہٰذا اسکو اتار پھینکا جائے ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ لیڈی سیبورکا وہ مقالہ پڑھیں جو جریدہ لانزیری میں بعنوان "ایک مسلم خاتون میری نگاہ میں"، شائع ہوا ہے وہ لکھتی ہیں کہ مجھے ایک مسلم خاتون سے بڑھ کر جو پردہ میں بیٹی ہوئی ہو کوئی چیز پسند نہیں آئی، میں سمجھتی ہوں کہ وہ لوگ بہت ہی بیوقوف ہیں جو بے پردگی پر سختی سے جمے ہوئے ہیں، حالانکہ یہ بدیہیات میں سے ہے، مردوں اور عورتوں میں باعتبار عمل کے بہت فرق ہے، ایسی حالت میں۔ عورتوں کی بے پردگی جو مردوں کا خاصہ ہے کچھ مفید ثابت نہ ہوگی، بلکہ عورت

کو بے پردہ کرنا، اس کو بدترین اخلاق کا مرتکب بنانا ہے۔

میرے خیال میں ابھی وہ وقت نہیں آیا ہیکہ ایک مسلم عورت مردوں کے دوش بدوش بے پردہ ہو کر سیر گاہوں میں پھرتی رہے مبدٔ فیاض نے ان کے اعمال میں جو تقسیم کردی ہے یہ بے پردہ ہو کر اس تقسیم کو باطل کردیں۔

باقی رہا اقتصادیات میں عورتوں کا حصّہ تو اقتصادیات میں عورتوں کا کوئی دخل ہی نہیں ہے، بسا اوقات مجھے ان لوگوں پر ہنسی آتی ہے جو کہتے ہیں کہ پردہ ہی ایک روڑا ہے جو ترقیات کے راستہ میں اٹکا ہوا ہے اور آج مسلم خواتین محض اسی وجہ سے جہالت اور پستی کے عمیق گڑھوں میں پڑی ہوئی ہیں، مگر میرے نزدیک قواعد اجتماعیت میں اس کو کوئی دخل ہی نہیں ہے اور یہ دلیل بالکل بے محل لائی گئی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہیکہ پردہ ترقیات کے راستہ میں قطعاً حائل نہیں اور سب سے بڑی غلطی یہ ہی ہیکہ عورت کو خواہ بے پردگی کی تعلیم دیجئے بلکہ عورت کو زیادہ تعلیم بھی نہ دی جائے مفید ضرورت کافی سمجھی جائے۔

(لزہ) منقول از مشرق گورکھپور مورخہ ۱۵؍ اگست سنہ ۲۹ء

اہلِ ہنود کی کتابوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ذکر مبارک

ہندو کتابوں میں بھی حضور انور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ

موجود ہے اور نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ موجود ہے اس تحقیق اور تخصیص کے علماء میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں دہلویؒ، شاہ عبد العزیزؒ شاہ ولی اللہؒ، مولوی عبد الرحمٰن چشتی عالم سنسکرت مؤلف مرأۃ المخلوقات مولوی محمد حسین مؤلف تصدیق الہنود وکشف الاستار (مطبوعات اجمیر شریف) طالب حسین نومسلم فرخ آبادی، سیف اللہ گورکھپوری، مولوی عبد العزیز بن غلام احمد مؤلف بشارت احمدیہ (دہلی مطبوعہ یوسفی ۱۲۷۲ھ)

کیا کلکی اوتار آگیا؟

مولوی محمد حسین نے بڑی تلاش اور دور دراز پاپیادہ سفر اور ہندو فقیروں اور سادھوؤں کی صحبت اور خدمت میں ایک مرتاض کی حیثیت سے تا دیر رہ کر معلوم کیا کہ ہندوؤں کے رشیوں نے اپنے ملفوظات میں دس اوتاروں کے آنے کا عقیدہ ظاہر کیا ہے، ان میں بدھ اوتار اور کلکی اوتار کا بھی ذکر ہے، چنانچہ ہماری نظروں سے گوتم بدھ کی بھی پیشین گوئیاں گذری ہیں جن سے رسالت محمد عربی کی تصدیق ہوتی ہے، ہم انھیں کسی موقع پر صاف اور واضح لفظوں میں درج کریں گے، ہاں ہندوؤں کی مقدس جماعت رشیاں دمونیان کا عقیدہ تھا کہ جب دنیا میں گناہوں، استبداد کے جابرانہ دستوروں اور حقوق العباد کے غصب کرنے والوں سے ایک مظلمہ خانہ کی ایسی کیفیت ہوگی اور روحانیت اور للّٰہیت کی روشنیوں کے گل ہونے سے تمام گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا جائیگا

تو ایک بڑا رہنما اور قوت والا راہبر ایسا پیدا ہوگا جو تمام مفاسد کو میٹ دے گا۔ اور جس کی بعثت رحمت و حربت اور مساوات عامہ کی بشارت دیگی۔

اس لئے کہا جاتا ہے کہ کلکی پران میں جس مرسل اور اوتار کا ذکر ہے اس کے باپ کا نام "وشنو بیس" ہوگا، "وشنو" کے معنی خدا اور "بس" کے معنی بندہ یعنی عبداللہ (حضور محمد عربیؐ کے والد یا جد کا نام. ماں کا نام "سومتی" ہوگا۔ سومتی اس کو کہتے ہیں جس پر لوگ بھروسہ کریں، اور امن و امان والی بچی ہو۔ یہی معنی آمنہ (حضور کی والدہ) کے ہیں۔

کلکی پران کا مصنف بتاتا ہے کہ وہ غار میں تپشیا کریگا جس پر سرسری نظر ڈالنے سے ہر تاریخ ادیان کا جاننے والا یہ کہہ سکتا ہیکہ حضورؐ نے غار حرا میں عبادت کی تھی چوتھی علامت بتائی جاتی ہے کہ وہ روح الامین "پرشں رام" سے تعلیم ربانی پائیگا پرش کے معنی روح اور رام کے معنی خدا کے ہیں، یعنی روح الامین حضرت جبرئیل علیہ السلام پانچویں نشانی بتائی گئی ہے کہ وہ اپنے وطن سے ہجرت کریگا جیسا کہ حضورؐ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی چھٹی علامت یہ ہوگی کہ وہ تمام پاک اور نیک لوگوں کی تعریف اور تصدیق کرے گا۔ جیسا کہ حضورؐ نے ہر دین اور ملت کے پیغمبروں، فقیروں اور رہبانوں کی عزت کی اور ان کی عزت کرنے کی تعلیم دی ہے۔ ساتویں علامت جو ظاہر کی۔

ہے وہ بالکل تاریخ ولادت نبوی سے ملتی ہے، کلکی پران میں جو تاریخ اور ساعت بتائی گئی ہے وہ ۱۲ رربیع الاول سورج نکلنے کے دو گھڑی بعد ہے، حالانکہ حضورؐ صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے تھے اسجگہ تصدیق الہنود کے مؤلف نے نجوم اور ریاضی سے کام لیا ہے اسنے ثابت کیا ہیکہ عرب اور ہند میں اتنا فرق ممکن ہے کیونکہ جسوقت عرب میں صبح صادق نمودار ہوتی ہے اس وقت ہندوستان میں دو گھڑی دن چڑھ جاتا ہے، اس بحث کی نزاکت اور اہمیت کو اس زائچہ اور شمارۂ ریاضیات سے خوب صاف سمجھایا ہے جو تصدیق الہنود کے مؤلف نے اپنی کتاب میں دیا ہے۔

وید کی گواہی

مؤلف کشف الاستار مولوی محمد حسن نے (صورۃً) ہندو بنکر بنارس میں اور اجودھیا میں ایک زمانہ تک تحصیل علوم ویدکی اور بڑے بڑے پاک نفس برہمنوں اور خدارسیدہ سادھوؤں کی صحبت حاصل کی، انھوں نے دیکھا اکثر جنگلوں اور پہاڑوں میں تارک الدنیا جوگی کسی بڑی ہستی اور کسی تعریف کی ہوئی ذات کی یاد میں بھجن گاتے اور اس کی جے مناتے۔ چنانچہ جب انھوں نے اتر کھنڈ کا پاٹ کیا تو انھیں یہ مضمون ملا۔

(۱) وہ مخلوق سے نہیں ڈریگا اور نہایت شجاعت اور عرفان والا

ہوگا، اور اس کا نام "مہامت" ہوگا۔ (مہا دیو جی)

(۲) ان مہامت کی وضع دیکھ کر لوگ حیران رہیں گے نئی طرح کا ان کا احوال دیکھیں گے اور جو پوجا ان کی قوم کے لوگ کریں گے وہ نہ کریں گے اور اپنی قوم سے کہیں گے کہ مجھ کو اس قادر ایک ذات کا جسکا شریک نہیں ہے یہ حکم ہے کہ اس طرح کی بے معنی پوجا مت کرو اور میں سوائے اللہ کی ذات پاک کے اور کسی طرف رجوع نہیں کرتا ہوں تم میری تابعداری کرو اس وجہ سے ساری قوم ان سے جدا ہو جائیگی

(مہا دیو جی)

پھر مولوی محمد حسن اپنی کتاب کشف الاستار میں لکھتے ہیں:۔

"اتھرمیں وید" میں اللہ کا لفظ پایا جاتا ہے اور حضور محمد عربیؐ کا نام نامی بھی "احمد و محمد" جسکا اشارہ "مہامت" میں ہے موجود ہے۔

رکھ کھنڈ میں یوں آیا ہے۔

"سری توام سر سمودائی وکالی کمائی احمد نارو بائی"

یجر وید میں بھی یوں دیکھا گیا ہے کہ:۔

"الانک نج الوجان محمد الانگ کرمان جان تیجان نند مانی جان جان نماہی جیو سان کجان"

ان کہی یا ان کہنی کیا چیز ہے

سنا جاتا ہے کہ جب پرانے زمانے کے ہندوؤں کو نزع کے عالم

میں زمین پر اتار کر لٹا دیتے تھے اور روح کے پرواز ہونے میں مادی علائق سے کشاکش شروع ہوتی تھی تو سفر آخرت کی آسانی کے خیال سے لوگ چپکے چپکے اس کے کانوں میں "ان کہی،، پڑھتے تھے، ہاں ان کہی کے صحیح الفاظ غیر ہنود کو معلوم نہیں تھے، بس ایک بات سنتے چلے آتے تھے کہ ایسا ہوتا ہے۔ اتفاق سے اکبر کے زمانہ میں ایک برہمن مسلمان ہوا اس نے برہمنوں سے کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ اور اس طرح سچے برہمن بن جاؤ کیونکہ جس بات کی تصدیق برہمنی ادبیات اور کتب معتبرہ میں موجود ہے اس کے ماننے سے ہم برہمن ہو سکتے ہیں۔ وہ برہمن کہتا تھا کہ مسلمان ہونے سے ہم سچے مسیحی بھی بن سکتے ہیں، کیونکہ مسلمان مسیح کی بھی تصدیق کرتا ہے اور اسی طرح ہم ہندو اسی وقت ہو سکتے ہیں کہ "محمد،، پر ایمان لائیں جنھوں نے سب اوتاروں اور نبیوں کی تصدیق کی ہے۔ آخر میں مناظرہ کے اس نے "اتھربن دید،، کا یہ ٹکڑا پیش کیا جسے "دبستان المذہب،، (مطبوعہ نولکشور لکھنؤ) والے نے، "ان کہی،، لکھا ہے "لا الٰہا ھرنی پاپن الا الٰہا پرم پدم، جنم بے کنٹھ پرا نیوتی تو جپی نام محمدم،،

لا الٰہ کہنے سے پاپ ہٹتے ہیں اور الا اللہ کہنے سے

پرم پد دیکھا ملتی ہے، اگر ہمیشہ ہمیشہ کی بہشت چاہتے

ہو تو نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جپا کرو،

بعض ہنود فقرا اور اہل اللہ

ہم نے اکثر ہندو فقیروں سے پوچھا کہ منزل فقر میں جب راستے طے کئے جاتے ہیں تو کیا کسی جگہ پیغمبر عرب کی رہنمائی اور روشنی سے مدد ملتی ہے یا ضرورت پڑتی ہے؟ انھوں نے کہا کہ آگے چلتے چلتے ایک مقام ایسا آتا ہے جہاں ہندو اور غیر ہندو کا فرق باقی نہیں رہتا، اس وقت ہم پر حقیقت احوال منکشف ہو جاتی ہے، وہاں سے آگے ایک قدم بھی بغیر اقرار اور وسیلہ محمد عربی کے نہیں جا سکتے، چنانچہ ایک گوشائیں نے رامائن کے آخر بالکنڈ نامی حصہ سے کچھ اشعار ایک خاص لہجہ میں سنائے:۔

ران سینت بھوت پریت دکھائے آپن مت سب کا سمجھائے،

"بادشاہی قاعدہ سکھائے خوف اور محبت سے کام لے اپنا دین سبکو بتائے"

نگم اگم سوئی بیچ او پارا پتی ابااد نمت مجھارا

سمندر کے پھیلاؤ کے مانند انکا جلال ہوگا گرم ہو گا ان میں بیچ ہے،

یعنی جسطرح کمہار آنویں کے بیچ میں آگ لگاتا ہے جو تمام جگہ پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح ان کا دین سب میں پہنچ جائے گا

تب لگ سلازم چھے کوئی بنا محمد پار نہ ہوئی

یعنی تب خدا تک بغیر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کے نہیں پہنچ سکتا ہے۔

ماہر سلا زم نمایاں نہینہ ہوئے   تلسی بچن ست ست کوئے
اس کے بعد خدائی پیغام نہ ہوگا،   تلسی سچ سچ کہتا ہے۔

بیاس جی مشہور ہندو رشی کی گواہی

مولوی عبدالرحمن چشتیؒ کا مزار لکھنؤ میں ہے یہ بڑے پایہ کے صوفی گذرے ہیں، انھوں نے بیان کیا کہ ہندوؤں میں ایک کتاب "بھوتک اوتر پران" ہے اس کتاب کے تالیف کرنیوالے بیاس جی مشہور ہندو رشی ہوئے ہیں وہ اس کتاب میں لکھتے ہیں کہ:۔

"آئندہ زمانہ میں مہامت پیدا ہونگے انکا نشان یہ ہوگا"

ان کے سر پر بدلی سایہ کریگی، ان کے جسم کا سایہ نہ ہوگا، دنیا کے لئے کچھ تلاش نہ کریں گے، ان کی سب تلاش دین کے لئے ہوگی، جو کچھ پیدا کریں گے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں گے، تمام عمر کم کھائیں گے عرب کے سرداران کے دشمن ہوں گے اور وہ اللہ کے دوست ہوں گے، وہ قادر و توانا ان کو تینتیس ادھیان پر ان بھیجے گا"

مولوی عبدالرحمن چشتی اس تینتیس ادھیان پران سے قرآن مجید کے تینتیس پاروں کا مطلب لیتے ہیں۔

راجہ بھوج مشہور عالم راجہ کا اسلام

راجہ بھوج کے نام کے کئی شخص مشہور ہیں، ایک مقام تو بلیا کے

پاس ہے جسے بھوج پور کہتے ہیں، ہم نے اسے نہیں دیکھا ہے ہمارے ایک عزیز نے جن کا تعلق قاضی پورہ بلیا سے ہے، بیان کیا کہ وہاں ایک میدان میں کچھ پرانی جہاں انقلاب دیدہ بوسیدہ عمارتیں ہیں جو اپنی زبان حال سے کچھ کہتی ہیں اور کہہ نہیں سکتیں، انھیں تعمیری پوست و استخواں ڈھانچوں میں ایک رصد خانہ ہے، جسے عرف عام میں جنتر منتر کہتے ہیں، فلکیات کے زائچے اور نجوم کے نشان وہ خلامات اس پر منقش ہیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ یہاں راجہ بھوج کے شاہی محلات تھے وہ شق القمر کے واقعہ سے مسلمان ہوا، اس کے خاندان والے اس سے خلاف اور اس کی رعایا اس سے خلاف ہوئی، تب وہ ترک وطن کر کے "دھارواڑ" گجرات گیا، وہیں اس نے بقیہ اپنی زندگی یاد الٰہی میں بسر کی، نام شیخ عبداللہ تھا، اس واقعہ کو ہم نے ایک کتاب میں دیکھا تھا جو مولوی سبحان اللہ کے کتب خانہ میں تھی، بشارات احمدیہ کے مولف مولوی عبدالعزیز نے بھی راجہ بھوج کا ذکر کیا ہے، بلکہ اسی سلسلہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس راجہ کے خاندان کے ایک ٹکڑے نے جو ضلع بستی میں رہتا تھا اسلام قبول کیا، ایک روزنامچہ کا بھی حوالہ دیا ہے جو فتح خاں مرحوم کے کتب خانہ میں تھا، فتح خاں اعظم گڈھ میں ایک نامور تحصیلدار گذرے ہیں، جن کے نام کی ایک سرا جیل خانہ سے تھوڑی دور پر ہے ان کے کتب خانہ میں راجہ بھوج کا ایک روزنامچہ تھا جس کا سنسکرت

سے فارسی میں ترجمہ فیضی نے کیا تھا، اسی کو کسی عالم اور محقق نے دیکھ کر مولوی عبدالعزیز مولف بشارات احمدیہ سے واقعہ بیان کیا تھا کہ راجہ بھوج نے شق القمر کے مافوق العادت مظاہرۂ قدرت کو دیکھا تھا اور اسی کی صبح اپنے عالموں اور نجومیوں سے ایسے انہوں نے واقعہ کی تعبیر پوچھی تھی اس وقت کے ہندو عالموں اور منجموں نے راجہ سے کہا کہ ہمارے حساب سے عرب میں ایک پیغمبر پیدا ہوا ہے، اس کا دین سب دینوں کی تصدیق کرے گا، اور تمام عالم میں پھیلے گا راجہ نے اپنے یہاں سے کچھ آدمی عرب روانہ کیئے، یہ لوگ سنسکرت کے صحیفوں کے عالم اور ان علامات سے واقف تھے جو محمد عربیؐ کی پاک اور برگزیدہ شخصیت کے متعلق ان کے یہاں مشہور تھے یہ وہ زمانہ تھا جب عرب اور ہندوستان میں آمدورفت تاجروں اور اشیائے نادرہ کے ادھر سے ادھر لیجانے والوں کا سلسلہ جاری تھا، اس مبحث پر پارسال جو مضمون مولانا سید سلیمان ندوی نے الہ آباد کی ہندوستانی اکیڈمی میں پڑھا تھا اس سے بہت مدد ملتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان اور عرب میں کس درجہ ذرائع آمد ورفت کشادہ تھے مختصر یہ کہ جو لوگ ہندوستان سے عرب میں گئے تھے، اور راجہ بھوج کے پاس بعثت حضور رحمۃ للعالمینؐ، قائم کنندۂ مساوات و مواخات عالم بانی حریت بنی نوع انسان کی خوشخبری لے کر آئے اور مسلمان ہو کر آئے۔ یہاں تک کہ راجہ بھی مسلمان ہوا،

اسی طرح لالہ ہنس راج مشہور آریہ کارکن اور فاضل ہند وادیب و محقق نے جب موپلوں کی شورش مالابار میں ہوئی تھی تو تحقیقِ حالات کے لئے وہاں گئے تھے، وہاں جاکر انھیں یہ خیال آیا کہ اس ساحل پر اسلام کیسے آیا اور کس طرح اندرون ملک میں پھیل گیا، مختلف توجیہوں اور نظریوں کے سامنے آنے کے بعد انھیں ایک ہند و سندر میں مالاجابار کے پرانے راجہ کی لکھی ہوئی تاریخ ملی جو سنسکرت میں تھی، لالہ صاحب نے اس کو بغور پڑھا، راجہ نے اپنے مسلمان ہونے کا واقعہ یوں لکھا تھا کہ "میں نے ایک شب کو چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا تھا مجھ پر ہیبت طاری تھی، میں نے اپنے یہاں کے پنڈتوں اور نجومیوں کو بلاکر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انلوگوں نے کہا کہ عرب میں کوئی بڑا واقعہ ہے ____ آدمی پیدا ہوا ہے اس کا دین، دین اور دنیا کی نجات دلائے گا چونکہ عرب لوگ ساحل مالابار پر آتے جاتے اور اشیاء نادرہ کی تجارت کرتے تھے اس لئے راجہ نے عربوں سے بلاکر پیغمبر عرب کے شمائل اور امتیازات دریافت کئے، بالآخر اس نے ایک دربار کیا اور اپنے سرداروں اور رعایا کے نمائندوں سے کہا کہ میں ایک وفد عرب بھیج رہا ہوں، اگر یہ لوگ وہاں سے پیغمبر عرب کی تصدیق اور توثیق کرکے آئیں گے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا، اور تم لوگ بھی وعدہ کرو کہ اس وقت مسلمان ہو جاؤ گے۔

ایک گورکھپوری صاحب کی شہادت

ایک صاحب مولوی سیف اللہ گورکھپوری گذرے ہیں ان کو علوم سنسکرت اور بھاشا میں بڑا کمال تھا، انھوں نے ذاتِ محمدی کی کھوج میں بڑی کاوش کی اور اپنی تحقیقات کو بصورتِ کتاب مرتب کیا ہے معلوم نہیں یہ کتاب چھپی ہے کہ نہیں، مولوی عبدالعزیز صاحب نے اپنی کتاب "بشاراتِ احمدیہ" میں اس کے مُسَوَّدَہ سے اپنے استفادہ کا ذکر کیا ہے، ہاں مولوی سیف اللہ صاحب کو ایک صاحب مولوی مجیب اللہ کے خاندان سے بتاتے ہیں، اور ایک صاحب مولوی سبحان اللہ صاحب کے دادا مولوی حبیب اللہ کا بھائی بتاتے ہیں ممکن ہے کہ ان خاندانوں کے کسی طاقِ ماضیت یا جزوِ دانِ فراموشی میں مولوی سیف اللہ کی یہ تالیف کہیں پڑی ہو، وہ لکھتے ہیں کہ کبندا کے مُصَنِّف نے اپنی کتاب "کپل پرگرن" میں یہ بشارت محمدی بارھویں ادھیا کی چھٹی درشست کونٹ میں لکھی ہے:-

اودت بن۔ انتم مہی ندّہم، ارن سینکیار تم ہاونت سورتم پرتھوی مدھتی، سرب او تماسن گرم، پرسن پرسوتم دیوتا داہنکر اہیت چھاک کور ڈم، ہسن گرام تہ بیجد سولسین کو زودہ تب ہم کرڈلیو چھیم ہم تھوی مدھم بت کا گرتن گرلیو پگمبیت نری بھوکھبم استیارم پرتھوی مدہی پال ھر ہارم

گرگ گرہ ادت پن نتم پرتھوی کرنیتس ہری پرکی اپتر چرپندکم
تارائن دکیس دبال رونگ بیدب نری چر س کرتے گھتم پرم۔
پراکت پراتم ،،

ترجمہ نجات کا دینے والا اوتار جو ہیں وہ پیدا ہونگے اندھیری دور کرنے والی زمین کے بیچوں[1] بیچ میں، دشمن کا مارنے والا، زور والا بڑا بہادر، زمین کے ناف میں وہ سرب نما ہوگا اس لفظ کے معنی ہیں تعریف کیا گیا جو ترجمہ ہے محمد کا ، بذریعہ جہاد کے دین پھیلائے گا کوڑا مارنے والے کو لڑائی کے ساتھ وہ پچھم کی طرف ملے گا اس کے ملنے کی تین شرائط ہونگی،

(۱) پیداوار زمین کی دیا کرو (۲) ہمارا عقیدہ قبول کرو، وہ بڑی عزت والا ہوگا، راجہ بڑا راجہ بڑے لوہے کی چلانے والی زمین کے بیچوں بیچ میں بے وقوفی کا مٹانے والا پیدا ہوگا، زمین کے بیچوں بیچ میں، اچھے لوگوں کے گھرانوں میں جو بے عیب ہوں گے ان کا پیارا بیٹا خدا کے قدم پاک میں اس کی روح رہی مدت تک، وہ آنیوالا جب قدم چھوڑے گا آجائیگا برائے گھر کی سرحدیں،

(۳) یہ بشارات سمرت وسماسکنت سے جو ۲۸ سمرتیوں پر مشتمل ہے، یہاں منقول ہے:۔

"مہاجموی برنر ہرنگ پہری، پوترین سارستی چرنہ

---

[1] مکہ کو اکثر قدما ر نافِ عالم کہتے ہیں ۱۲۔

سر سری گھم شرم نئی وہ پر رتھی دم ایتی سارم بر ہار تم سویہ
پری چوز نم اوتار نہ ،،

ترجمہ :۔ زمین کے بیچوں بیچ میں سورج کی طرح بڑے خاندان میں خدا کی طرف سے اوتار ہوگا، اور اس ملک کا پتہ یہ ہیکہ وہاں ایک پتی ہوگی دست آورد[1]، اس ملک کے لوگ بہ وسیلہ ان کے پاک ہوں گے، حاصل کریں گے گناہوں سے نجات، وہ بڑا دریا دنیا کا دامن پکڑ کر پار اترے گی اور اس سرزمین میں خدا کا پیارا خدا کے قدموں کو چھوڑ کر گرے گا ان پہاڑوں پر گھاس نہ ہوگی، کچھ دیا کرو، نہیں تو لڑو ورنہ ہماری بات یاد نہ رکھے گا، خدا کا نام ہی ان کے پاس جائے گا، ایک اترے گا گناہوں کا کاٹنے والا،

نوٹ :۔ یہ مضمون مزید تحقیق کو مقتضی ہے، اشرف علی

(۷) منقول از الامان ۱۵ر دسمبر سنہ ۲۹ء

کاش میں مسلمان ہوتی
ایک عیسائی مس مارگریٹ کا مرتے وقت بیان

جرمنی کے کروڑ پتی تاجر شیلڈوک مارگریٹ کی وفات ایسی حالت میں جب کہ وہ تین وقت کے فاقہ سے بیماری میں اپنے تنگ و تاریک

---

[1] سنائے گی مکہ میں بہت کثرت سے ہوتی ہے ۱۲۔

کمرے میں ایڑیاں رگڑ رہی تھی، اس نے پادری اور کئی دوسرے آدمیوں کے سامنے ایک سنسنی خیز بیان دیا، اور وہ یہ کہ ایک برس ہے اسے اس کے والدین نے اس لئے گھر سے نکالدیا کہ وہ انکی مرضی کے مطابق ایک آدمی سے شادی کرنے کو تیار نہ تھی اور دوسرے کیساتھ شادی کرنا چاہتی تھی، اس کے گھر سے نکلنے کے بعد اس کے منگیتر نے بے وفائی کی اور اسے غربت کے انتہائی درجہ سے مقابلہ کرنا پڑا، وہ عیسائی قانون کی رو سے کوئی حصہ باپ کی جائداد سے نہیں لے سکتی تھی جو اس سال میں مر گیا تھا، سب ملکیت کا مالک بڑا بھائی ہو گیا ہے کاش میں مسلمان ہوتی تو آج اس طرح ایڑیاں رگڑ رگڑ کر نہ مرتی، کیونکہ مجھے باپ کی جائداد میں ورثہ کا حق ہوتا، عیسائی مذہب میں لڑکی کیلئے کوئی حقیقی پوزیشن نہیں، جو کچھ پوزیشن بتائی جاتی ہے یہ محض دکھاوا ہے، اس کے بعد مس مارگریٹ نے نہایت غصہ میں پادری کو ڈانٹا، اور کہا تو خبیث یہاں سے چلا جا، میں تجھ سے بات نہیں کرنا چاہتی، میں پھر کہتی ہوں کہ کاش میں مسلمان ہوتی، اس کے بعد مس مارگریٹ نے دم توڑ دیا، اور تھوڑے سے بحث و مباحثہ کے بعد اس کی تجہیز و تکفین عیسائیوں کی طرح ہی کردی گئی، اس واقعہ سے اس کے بھائیوں پر بہت اثر پڑا

دلط) منقول از الامان دہلی ۱۹ ستمبر سنہ ۲۹ء

اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا بلکہ اخلاق سے پھیلا

مسٹر ٹامسن ڈی بلوارنالڈ سی آئی ایف بی اے ڈی لٹ پروفیسر عربی لندن یونیورسٹی کے قلم سے

ہم ذیل میں جو مضمون درج کر رہے ہیں وہ اگرچہ ایک انگریز فاضل کا لکھا ہوا ہے، مگر اپنی خصوصیات کے اعتبار سے اس قابل ہے کہ اسے غور سے پڑھا جائے، اس میں اس الزام کو رد کیا گیا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تبلیغ

اسلام ابتداء ہی سے ایک تبلیغی مذہب تھا، جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے رہنے والوں کی وحشیانہ عادات چھڑا کر انھیں مسلمان بنایا ہے، تو نہ ان کے پاس طاقت تھی نہ دولت، بلکہ صرف ایک آلۂ تبلیغ تھا جسے زبان کہتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عقیدۂ توحید پر صرف ایک ہی طریقہ پر زور دے سکتے تھے اور وہ یہ تھا کہ بت پرستی کی خوفناک سزاؤں سے متنبہ کریں اور ان انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کو یاد دلائیں جو آنحضرت صلعم سے پہلے ہر زمانہ میں اللہ رب العزت کا پیغام لیکر مبعوث ہوئے تھے، البتہ جب حضورؐ مدینہ تشریف لے گئے تو آپؐ کو فداکار انصار کی ایک ایسی جماعت مل گئی جو آپؐ پر سے اپنی جانیں

قربان کرنے اور ایک آزاد حکومت کے قیام کی بنا ڈالنے کے لئے تیار تھی اگرچہ اس وقت اس کی حیثیت بالکل بدل گئی تھی مگر اس کے باوجود آنحضرت کی وفات کے بعد تبلیغ اسلام کا وہی طریقہ جاری رہا کہ افراد کو نیکی کی ترغیب دیکر قبول اسلام پر راضی کیا جائے۔

قرونِ اولیٰ میں تبلیغِ اسلام

آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد تبلیغ اسلام کے متعلق یہ رہا کہ مسلمانوں نے مفتوحہ ممالک کے باشندوں کو ہمیشہ اسلام کی دعوت ان صریح وصاف ہدایات کے مطابق دی جو قرآن حکیم میں بیان کر دی گئی ہیں لیکن ہمیں اس کی شہادت نہیں ملتی کہ ابتدائی زمانہ میں مسلمانوں کے تبلیغ اسلام کے متعلق کچھ زیادہ جوش وخروش کا اظہار کیا ہو لیکن اس کے باوجود رومی سلطنت اور ایرانی سلطنت کے مفتوحہ صوبوں میں جو عیسائی آباد تھے اور ایران میں جو زرتشتی رہتے تھے انھوں نے بڑی کثیر تعداد میں اسلام قبول کر لیا، مسلمانوں نے عیسائیوں یہودیوں زرتشتیونکے ساتھ رواداری کا سلوک کیا تھا۔

اس ابتدائی زمانہ میں تازہ نومسلموں نے خود بخود اسلام قبول کر کے اپنے مذہب کی جو اشاعت کی تھی اس کی تاریخ تاریکی میں ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خلفاء بنی امیّہ نے اس طرف بہت کم توجہ کی بسوائے عمر بن عبدالعزیز (۷۱۷ء سے ۷۲۰ء تک) کے جو ایک پُرجوش

مبلغ تھے اور جنھوں نے اپنی وسیع سلطنت کے مختلف حصوں میں شمالی افریقہ سے لیکر ماوراء النہر اور سندھ تک اسلام کی اشاعت کی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ اسلام ترکوں میں پھیلا جن سے آئندہ صدیوں میں اس مذہب کو سب سے زیادہ تقویت پہنچی۔

مغلوں کی تبلیغی سرگرمیاں

جب منگولیا کے رہنے والے قبائل نے ایشیا میں اسلامی سلطنت کے ایک بہت بڑے حصہ کو تاخت وتاراج کیا ہے اور مسلمانوں پر اپنی حکومت قائم کی ہے تو اس کے بعد اسلام کو ایک نہایت سخت کام درپیش تھا، اس وقت اس کو دو اور تبلیغی مذاہب سے مقابلہ کرنا تھا یعنی بدھ مت اور عیسائیت بھی ان وحشی فاتحوں کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی لیکن آخر کار تیرھویں صدی کے اواخر میں ان فاتحوں کو اسلام نے اپنے اندر جذب کرلیا، جو ایران میں ایک مغل خاندان کی حکومت قائم کر چکے تھے اس کے بعد مشرق بعید میں دوسرے مغل قبائل بھی اسلام کی آغوش میں آگئے، مغلوں نے ایک ایسی وسیع سلطنت قائم کرکے جو چین سے لیکر روس اور شام تک پھیلی ہوئی تھی، ایشیاء کے دور دراز ممالک میں ربط وضبط پیدا کر دیا تھا، اور جن میں مسلمان مبلغین کی سرگرمیوں کی لئے ایک میدان بہم پہنچا دیا تھا، جہاں وہ جا بجا چینی مسلمانوں کی آبادیاں قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

علمائے و صوفیائے کی تبلیغی سرگرمیاں

مغلوں کے حملوں سے خوفزدہ ہوکر مسلمان علماء، وصوفیا کی ایک اچھی خاصی تعداد ہندوستان میں پناہ لینے پر مجبور ہوگئی اگرچہ صوبہ سندھ اور ساحلِ ملیبار پر اسلام کے قدم آٹھویں صدی عیسوی میں جم چکے تھے مگر ان حضرات کے نفوذ واثر نے اس ملک میں اسلام کو بہت زیادہ ترقی دی، ایسی بے شمار شہادتیں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اشاعت اسلام میں مذہبی مبلغین کی سرگرمیوں کا بہت زیادہ حصہ تھا۔

مجمع الجزائر اور افریقہ میں اسلام

اگر آپ اور زیادہ دور جنوب کی سمت جائیں تو آپ کو تبلیغی سرگرمیوں کا ایک اور مرکز ملے گا جو مجمع الجزائر ملایا میں پایا جاتا ہے اگرچہ یہاں قبول اسلام کی رفتار بہت آہستہ تھی مگر وہ بھی تھوڑے عرصہ پہلے تک جاری رہی ہے، اسلام کی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے برّ اعظم افریقہ کا میدان بھی بہت کامیاب ثابت ہوا ہے

جنوب کی طرف اسلام کی ترقی ابتداء میں تو آہستگی کے ساتھ جاری رہی لیکن انیسویں صدی میں ترقی کی رفتار بہت تیز ہوگئی خصوصاً یورپ کے عیسائی طاقتوں میں براعظم کی تقسیم کے بعد تبلیغ کے مواقع

اور بھی زیادہ ہو گئے، سڑکیں بن جانے اور ریلیں جاری ہو جانے سے تجارت میں زندگی پیدا ہوئی اور چونکہ مسلمان تاجر ہی اسلام کا سب سے بڑا مبلّغ ہوتا ہے خصوصاً جب کہ وہ ایسے قبائل میں جاتا ہے جن کا تہذیب و تمدن ادنیٰ درجہ کا ہو، اس لیے تجارت کے ذرائع کے ساتھ ساتھ تبلیغ میں بھی ترقی ہوئی ہے اس پروپیگنڈے ایجنٹ ہمیشہ افراد ہی رہے ہیں اور اسلام کی تبلیغی تاریخ کی یہ ایک خصوصیت ہے کہ اس میں منظم اور مسلسل سعی کا وجود نہیں پایا جاتا حتیٰ کہ مذہبی حلقوں نے ہندوستان اور افریقہ کے وحشی قبائل کو مسلمان بنا کر تبلیغ میں جو حصّہ لیا ہے وہ بھی ضبط تحریر میں نہیں آیا کیونکہ ان کی حیثیت بھی انفرادی ہی تھی۔

(۴) منقول از مہاجر ۱۴ ستمبر ۱۹۲۹ء

دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہو گا

مشہور مصنّف جارج برناڈ شا کی شہادت

جارج برناڈ شا سے اخبار بین طبقہ بخوبی واقف ہے جارج برناڈ شا موجودہ زمانے کے غیر مسلم مصنفین میں سب سے اوّل جگہ پانیکا مستحق ہے، دنیا کا کوئی مسئلہ ہو جو جارج برناڈ شا کا قلم بند نہیں چھوٹے چھوٹے قصوں میں وہ بڑے بڑے مسائل اس خوبی سے سمجھا دیتا ہے کہ

کسی کو دم مارنے کی گنجائش نہیں رہتی، مگر جہاں برناڈ شا کا قلم دنیاوی مسائل کو حل کر رہا ہے وہاں مذہبی دنیا کے لیئے وہ ایک خطرناک ہتھیار بھی ہے ہماری دانست میں کوئی مذہب ایسا نہیں جو برناڈ شا کے حملوں سے محفوظ رہا ہو، برناڈ شا جو لکھتا ہے وہ تمام دنیا میں پھیل جاتا ہے چونکہ استدلال بظاہر قوی ہوتا ہے اور دنیا آسان پسند ہے اس لئے اسکے زہریلے خیالات لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے میں بڑے کارگر ثابت ہو رہے ہیں، ایک ایسا منکر خدا بندہ جو اپنے کفریہ خیالات کی نشر و اشاعت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اگر کسی مذہب کی تعریف کرتا ہے تو سمجھ لیجیے کہ اسے بھاگنے کی کوئی راہ ہی نہیں تھی اور وہ مجبور ہو گیا ہے، برناڈ شا نے حال ہی میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں تمام مذاہب کے علماء کو ایک مجلس میں جمع کیا ہے اور ایک مذہب والے نے دوسرے مذہب کا خوب مذاق اڑایا ہے بالآخر بہت سے بحث و مباحثہ کے بعد برناڈ شا یہ نتیجہ مرتب کرنے پر مجبور ہو گیا کہ سو برس کے اندر اندر دنیا اور بالخصوص انگلستان کو کوئی ایسا مذہب اختیار کرنا پڑے گا جو یا تو اسلام یا اسلام سے بہت کچھ ملتا جلتا ہو گا، برناڈ شا نے حسب ذیل وجوہ کی بناء پر یہ نتیجہ نکالا ہے، (۱) مذہبِ اسلام میں فلسفہ اور سائنس کی ہر ترقی کو جذب کرنیکی بڑی قوت ہے، (۲) مذہبِ اسلام میں شخصیت کا پہلو بہت قوی کیا گیا ہے، (۳) مذہبِ اسلام میں کسی شخص کی ذاتی جائداد نہیں ہے، (۴) مذہبِ اسلام میں سرمایہ داری ناجائز ہے۔

ضمیمہ شہادت الاقوام

اسلام کا غلبہ

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور

وہ وقت دور نہیں جب کہ اسلام اپنی ناقابلِ انکار صداقت اور روحانیت کے ذریعہ سب کو اپنے اندر جذب کرلیگا وہ زمانہ عنقریب آنے والا ہے جب کہ اسلام ہندو مذہب پر غالب آجائے گا اور ہندوستان میں ایک ہی مذہب ہوگا،

(”مولوی“، رسول نمبر ۱۳۴۷ھ ص ۷۳)

محسن اعظم

ونکلتا رتنام، مدراس

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے ساتھ اتنا احسان کیا ہے کہ دوسرے نے نہیں کیا۔

دنیا کی موجودہ تہذیب پر اسلام کا اثر

ڈاکٹر کے، ایس، سیتارام صاحب ایم، اے، پی ایچ ڈی

دنیا کی موجودہ تہذیب صرف اسلام کی بدولت ہے، اسلام نے ایشیائی تہذیب کی روشنی کو اونچا کر دیا، یوروپین زیادہ تر تعلیم حاصل کرنے کیلئے مسلمان استادوں کے پاس گئے، سکھ مذہب جس کے بانی بابا نانک اور گرو گوبند سنگھ ہیں اور بنگال کا فرقہ سیتارام بانی اسلام ہی کی بدولت ظاہر ہوا، تمام دنیا کا مسئلہ اس صورت میں حل ہو سکتا ہیکہ قومیں اس کو (اسلام کو) اچھی طرح سمجھ لیں ایکدوسرے کیساتھ ہمدردی کریں

لائق عزت و محبت

لالہ لاجپت رائے

مجھے یہ کہنے میں ذرا تامل نہیں کہ میرے دل میں پیغمبر اسلام کیلئے نہایت عزت ہے میری رائے میں ہادیانِ دین اور رہبران بنی نوع انسان میں ان کا درجہ بہت اعلیٰ ہے۔

اسلامی اخوت

لالہ بشن داس صاحب

جو اخوت پیغمبرِ اسلام نے قائم کی ہے کوئی نہیں کر سکا جس مضبوط

چٹان پر اسلام کی بنیاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی ہے وہ نہ کسی کو ملا ہے نہ ملے گا، یہ ساری باتیں اس امر کا یقینی ثبوت ہیں کہ حضرت محمد صاحب غیر معمولی انسان تھے اور نوع انسان کی اصلاح کیلئے خدا کے فرستادہ۔

جلیل القدر مصلح

کاؤنٹ ٹالسٹائی

حضرت محمدؐ بے انتہا منکسر المزاج، رحم دل، راست باز، خلیق، متحمل انصاف پسند اور جلیل القدر مصلح و ریفارمر تھے۔

دنیا کے تمام انصاف پسند محققین اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت محمدؐ کا طرز عمل اخلاق انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ ہے، ہم یہ یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ حضرت محمدؐ کی تبلیغ و ہدایت خالص سچائی پر مبنی تھی۔

درس آموز زندگی

مہاتما ستیہ دھاری

پیشوائے دین اسلام آنحضرت محمد صلعم کی زندگی دنیا کو بے شمار قیمتی سبق پڑھاتی ہے، اور تقریباً آنحضرت کی زندگی ہر ایک حیثیت سے دنیا کے لئے سبق آموز ہے بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھ سمجھنے والا دماغ اور محسوس کرنیوالا دل ہو۔ (ماخوذ از بحر بوت مطبوعہ ۱۹۱۶ء)

روشنی

شری بدھ ویدجی، ایڈیٹر ملاپ حیدرآباد دکن

میری اسلامی تعلیم اور اردو کے استاد مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی ہیں، ان سے سیرت النبی پڑھنے کے بعد میں نے ایسا محسوس کیا کہ اس سے قبل میں بالکل اندھیرے میں تھا، بالکل گمراہ تھا اسلام ایک بہت بڑا اور اونچا مذہب ہے مجھے سیرت سے ایسی روشنی ملی کہ اپنے ماحول کو بھول جانا پڑا اور اپنی پچھلی زندگی اور تعلیم سے نفرت ہوگئی، ہندو کوئی متعین مذہب نہیں جتنے افراد ہندو ہیں اتنے ہی ہندو مذہب بھی ہیں۔

اسلام سے قریب اتنا کوئی بھی مذہب نہیں جتنا آریہ سماج ہے جس کی بنیاد ہی لا الٰہ الا اللہ ہے

آریہ سماج نے بیشک اسلام سے بہت کچھ لیا اور سب سے بڑی بات یہ کہ مورتی پوجا اور دیوی دیوتاؤں والا شرک اسلام ہی کے فیض سے اس نے چھوڑا، کتنا اچھا ہو اگر آریہ سماجی لیڈر اسلام سے اپنے اس تعلق کو ہمیشہ یاد رکھیں، یہ ان کے حق میں بہتر ہو اور ساری دنیا کے حق میں بھی۔

(بہ شکریہ صدق جدید لکھنؤ)

اسلام کی پاک تعلیم

بشپ آف لاگوس (نائجیریا)

مہذب انسانوں کے دل میں اگر کوئی چیز گھر کر رہی ہے تو وہ اسلام کی پاک تعلیم ہے، اور یہ اس بات کی عملی شہادت ہے کہ اسلام کی فتح آج تلوار کے ذریعہ سے نہیں بلکہ اعلاءِ کلمۃ اللہ کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے، اسلام فی الحقیقت شرک اور بت پرستی کے مذہب سے بہت بلند تر حیثیت رکھتا ہے۔

(رسالہ، ایسٹ اینڈ ویسٹ)

مذہب امن

(محترم جے، ایس۔ ولیم صاحب (ایم۔ اے)

(ایف، آر، سی، ہندوستانی چرچ بلاسس روڈ،

بمبئی۔

اسلام امن کا مذہب ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے تلوار کے ذریعہ پھیلایا انھیں شاید اسلامی تاریخ سے واقفیت نہیں ہے وہ رسول پاک کی کلی زندگی کا مطالعہ کریں تو انھیں معلوم ہو جائے گا کہ اسلام کس طرح شروع ہوا اور کس طرح ترقی کرتا چلا گیا۔

(جلسہ سیرۃ النبی میں ایک تقریر)

ابرِ رحمت

ڈی رائٹ انگلستان

محمدؐ صرف اپنی ذات اور قوم کے لیئے ہی نہیں بلکہ دنیائے ارض کے لئے ابر رحمت تھے، آپؐ نے مدتوں سر توڑ کوشش کی کہ ذات پات کا تفرقہ مٹ جائے اور یہی سبب ہے کہ آج اسلام کے اندر ذات نسل اور قوم کے امتیاز کا نام نشان نہیں ہے۔

نشانِ جمہوریت

مسٹر ہنمنت راؤ وزیر مال حیدر آباد

جمہوریت اگر کہیں ہے تو وہ اسلام میں ہے ....موجودہ جمہوریت ترقی یافتہ نہیں ہے، اہلِ اسلام میں حقیقی جمہوریت کا یہ جذبہ کارفرما تھا۔ ابھی ہماری جمہوریت ابتدائی دور سے گذر رہی ہے اور اس میں ترقی کی گنجائش ضرور ہے۔

(میلاد کانفرنس میں ایک تقریر سے ماخوذ)

ہدیۂ عقیدت

دآنجہانی پنڈت گوند ھ بلبھ پنت صاحب وزیر داخلہ حکومت ہند

آپؐ کی تعلیم کسی ایک ملک یا ملت کے لیئے نہیں تھی آپ کا پیغام

ساری دنیا کے لئے تھا، آپ نے اتحاد بھائی چارگی اور انسانی ہمدردی کے اصولوں پر زور دیا، میں اس مہتمم بالشان ہستی کو اپنا ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں (عید میلاد النبی کے موقعہ پر ایک پیغام "انجمن فردوس ادب" لکھنؤ کے نام)

دنیا کا بہترین مذہب

شری راج وید پنڈت گدادھر پرشاد رئیس اعظم مراد آباد

میں ایک راسخ العقیدہ ہندو ہوں، لیکن میں نے ہندو عیسائی اور اسلامی مذہب کے بانیوں کے حالات زندگی کو اپنی بہترین توجہ کا خراج دیا ہے، اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام دنیا کا بہترین مذہب ہے میں بآنگ دہل اعلان کرتا ہوں کہ "اگر کسی" مذہب کو اخوت باہمی، اخلاق وتہذیب اور اتحاد کی دولت فراوانی اور کثرت کیساتھ عطا کی گئی ہے تو وہ مذاہب کا سردار "اسلام ہے" اسلام کی فیاضی اور کشادہ دلی اس کا امتیازی نشان ہے، وہ امیر وغریب سبکو اپنی شفیق آغوش میں پناہ دیتا ہے اچھوت پنا کی لعنت دور کرنیکی طاقت صرف اسلام ہے "

محسن انسانیت

شرومتی پرکاش دیوجی

آنحضرت محمد کی ذات سے جو فیض دنیا کو پہنچے ان کیلئے نہ صرف

عرب بلکہ تمام دنیا کو شکر گزار ہونا چاہیئے، کون کون سی تکلیفیں ہیں جو اس بزرگ نے نسل انسانی کے لئے اپنے اوپر برداشت نہیں کیں اور کیا کیا مصیبتیں اس کام میں ان کو اٹھانی نہیں پڑیں۔

تنگ دل اور متعصب لوگ ایسے بزرگ کی نسبت کچھ بھی کہیں لیکن جو لوگ کشادہ دل اور انصاف پسند ہیں وہ کبھی محمدؐ کی ان بے بہا خدمات کو جو وہ نسل انسانی کی بہبود کے لیئے بجالائے بھلا کر احسان فراموش نہیں ہو سکتے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ پرلے درجے کے تنگدل اور ناحق شناس لوگ ہیں، اسلام کا جھنڈا جو ہمیشہ کے لئے انکی یادگار رہے گا، ان کی فضیلت کا بڑا عالیشان نشان ہے۔

عالمگیر مذہب

جے پرکاش نرائن

اگر آج دنیا بھر کے مسلمان غفلت کے پردے چاک کر کے کھلے میدان میں آئیں اور اسلام کے اصولوں پر عمل کریں تو ساری دنیا کا مذہب اسلام ہو سکتا ہے۔

صحرائے عرب میں جو ہیرا چمکا تھا اس نے نگاہوں کو خیرہ کر دیا تھا آج اس چمکتے دمکتے اصولوں پر گرد وغبار جم گیا ہے اگر اس گرد وغبار کو دور کر دیا جائے تو وہ اپنی چمک سے سارے عالم کو مسحور

کر سکتا ہے اور ساری دنیا اس کے سامنے آنکھیں بچھا سکتی ہے" سیا نتھی پٹنہ "

ساری دنیا کا واحد مذہب اسلام ہوگا
جارج برناڈ شاہ

آنے والے سو سال میں ساری دنیا کا مذہب اسلام ہوگا مگر یہ موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کا اسلام نہیں ہوگا، بلکہ وہ اسلام ہوگا جو محمد رسول اللہ کے زمانہ میں دلوں، دماغوں، اور روحوں میں جاگزیں تھا

روشنی اور تسلّی کا پیغام
مہاتما گاندھی

مغربی دنیا اندھیرے میں غرق تھی کہ ایک روشن ستارہ افقِ مشرق سے چمکا اور اس نے بیقرار دنیا کو روشنی اور تسلّی کا پیغام دیا، اسلام مجنونانہ مذہب نہیں ہے، ہندوؤں کو کھلے دل سے اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے، پھر وہ میری ہی طرح اس سے محبت کرنے لگیں گے

میں پیغمبر اسلام کی زندگی کا مطالعہ کر رہا تھا جب کتاب ساری ختم ہو گئی تو مجھے افسوس ہوا کہ ایسی عظیم الشان زندگی کا مطالعہ کرنے کے لئے میرے پاس کچھ نہ تھا۔

(مہاتما گاندھی)

صاحب عزم صمیم

ڈاکٹر لکشمی دت صاحب سابق ایڈیٹر "مسافر" آگرہ

ایک طرف مخالفت کی یہ زبردست طاقت تمام دنیوی جاہ و حشم تمام مجموعی طاقت، رائے عامہ کا زبردست حربہ، علم و دولت غرضیکہ ہر ممکن طاقت کا مخالف صفوں میں اجتماع، دوسری طرف حضرتؐ تھے کہ بجز تنہائی اور بے سرو سامانی کے دوسرا کوئی ساتھی نہ تھا، دنیاوی جاہ وحشمت کا یہ حال تھا کہ بسا اوقات پیٹ سے پتھر باندھ کر سونا نصیب ہوا لیکن یہ تمام ناموافق حالات آپؐ کے عزم صمیم میں لغزش نہ دے سکے، آخر تمام مصائب، آفات و آسائش سے گذرتے ہوئے سرزمین عرب پر وہ مذہبی و سوشیل انقلاب پیدا کیا کہ جس کی لہریں عرب کے وسیع ریگستانوں کو پار کرتی ہوئی چین اور ہسپانیہ تک پہنچیں، عرب کی کایا پلٹ گئی، توہمات باطلہ کافور ہو گئے اور تمام ملک روحانیت کے زندگی بخش پانی سے سیراب ہو گیا جس کی دھارا نے ایشیا کی خشک اور بنجر زمین کو بھی سیراب کیا۔

بنی نوع انسان کے لئے رحمت

پروفیسر رگھوپتی سہائے فراقؔ گورکھپوری

میرا اٹل ایمان ہے کہ حضرت محمد ﷺ پیغمبر اسلام کی ہستی بنی نوع انسان

کے لئے ایک رحمت تھی، پیغمبر اسلام نے تاریخ و تمدن، تہذیب و اخلاق کو وہ کچھ دیا ہے، جو شاید ہی کوئی اور بڑی ہستی دے سکی ہو پیغمبر اسلام کے لئے پرستانہ جذبات رکھنا ان کا دلی احترام کرنا ہر انسان کا فرض ہے، بلکہ ہر انسان کے لئے سعادت ہے، اس میں مسلم اور غیر مسلم کی تفریق نہیں، ع تفرقوں سے پاک ہیں آنسو محبّت کے فراقؔ (فراق گورکھپوری)

اچھا عیسائی

جے، ڈبلیو، لیٹنر

اچھا وہی عیسائی ہے جو محمد رسول اللہ کی لائی ہوئی صداقتوں کی تصدیق اور عزت کرتا ہے، (اقتباس)

شک وشبہ سے بالاتر

ایڈورڈ گبن

محمد صلعم کا مذہب صاف اور شک وشبہ سے بالاتر ہے اور خدا کی وحدانیت کی تصدیق میں قرآن ایک شاندار شہادت ہے جو محمدؐ پر نازل ہوا ہے۔

خدا کے فرستادہ

ریورنڈ آر میکوئیل پادری

ابتدا میں محمدؐ کا تامل، آغاز سلسلۂ الہام، عجز و انکسار پہلے انبیاء کے طرزِ عمل سے ان کی مشابہت ظاہر کرتا ہے ان کی ابتدائی زندگی بلحاظ جد وجہد نہ صرف تمام ان انبیاء کی زندگی سے مماثلتِ تامہ رکھتی ہو بلکہ ان کے حالات کو ہر زمانہ کے انبیاء و اولیاء کے حالات سے پوری پوری مطابقت ہے اور ان کے الہامات بھی ویسے ہی ہیں اگر ان کی تعلیم پر انصاف و ایمانداری سے تنقیدی نظر ڈالی جائے تو یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ وہ مرسل اور مامور من اللہ تھے۔

مجسمۂ رحم و کرم

اسٹینلی لین پول

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی زندگی میں کسی کو نہیں مارا، سب سے آخر... جملہ جو آپؐ نے کبھی استعمال کیا وہ یہ ہوتا تھا کہ "اس کو کیا ہو گیا ہے"... "اس کی پیشانی خاک آلود ہو"، جب کبھی آپؐ سے بد دعا کی درخواست کی گئی تو آپؐ نے یہی جواب دیا کہ میں بد دعا کرنے کے لئے مبعوث نہیں کیا گیا، بلکہ میں انسانوں کے لئے مجسمۂ رحم و کرم بن کر آیا ہوں۔

(دا اسپیچز آف محمدؐ)

فیاضی کا مظہر اتم
ڈاکٹر گیٹو ویل

آپؐ کی فیاضی غیر محدود تھی، قوم کی فکر میں ہر وقت آپؐ مبتلا رہتے تھے، آپؐ کے پاس بے شمار تحائف آتے تھے، لیکن وصال کے وقت آپؐ نے چار چیزیں چھوڑیں، ان کو وہ مسلمانوں کا حق سمجھتے تھے، اسی لئے نبی کے مال میں میراث نہیں۔

اگر آپؐ نہ آتے تو؟
پروفیسر باسور تھا سمتھ

بلاشک حضرت محمدؐ خدا کے رسول ہیں، اگر پوچھا جائے کہ افریقہ بلکہ پوری دنیا کو مسیحی مذہب نے زیادہ فائدہ پہنچایا یا اسلام نے؟ تو جواب میں کہنا پڑے گا کہ اسلام نے، اگر محمد صلعم کو قریش ہجرت سے پہلے خدانخواستہ شہید کر ڈالتے تو مشرق و مغرب دونوں ناکارہ رہ جاتے اگر آپؐ نہ آتے تو دنیا کا ظلم بڑھتے بڑھتے اس کو تباہ کر دیتا اگر آپؐ نہ ہوتے تو یورپ کے تاریک زمانے دوچند بلکہ سہ چند تاریک تر ہو جاتے، اگر آپؐ نہ ہوتے تو انسان ریگستانوں میں پڑے بھٹکتے پھرتے اگر آپ نہ ہوتے تو عیسائیت بگڑ کر بد سے بدتر ہو جاتی، جب میں آپؐ کی جملہ صفات اور تمام کارناموں پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالتا ہوں کہ آپؐ کیا

تھے کیا ہو گئے اور آپؐ کے تابعدار غلاموں نے جن میں آپؐ نے زندگی کی روح پھونک دی تھی کیا کیا کارنامے دکھائے تو آپؐ مجھے سب سے بزرگ تر سب سے برتر اور اپنی نظیر آپؐ ہی دکھائی دیتے ہیں۔

آپؐ نے ابتدا سے لیکر انتہا تک یعنی بعثت سے لیکر دارالبقاؐ میں جانے تک اپنے کو نبی کہلایا اور اس سے رتّی بھر آگے نہیں بڑھے میں یہ اعتقاد کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ نہایت اعلیٰ درجہ کے فلاسفر اور سائنسداں اور فضلائے عالی دماغ اور عیسائی ایک دن بالاتفاق تصدیق کریں گے کہ بلاشک حضرت محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔

(محمد اینڈ محمڈن ازم) تالیف پروفیسر باسورتھ اسمتھ

جلیل الشان پیغمبرؐ

سر ولیم میور

رسول امین کو اس خدائے برتر و توانا پر پورا بھروسہ اور اعتقادؐ تھا جس کی طرف سے آپؐ قوم عرب کی اصلاح و ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے، آپؐ کے پائے ثبات کو سرمو لغزش نہ ہوتی تھی، آپؐ عالم تنہائی اور مصیبت میں ایسے عالی پایہ اور جلیل الشان نظر آتے تھے کہ کتب مقدسہ سماویہ میں آپؐ کا کوئی عدیل و مثیل دکھائی نہیں دیتا اسلام میں پرہیزگاری کا ایسا درجہ موجود ہے جو کسی مذہب میں نہیں

(سر ولیم میور)

مقدّس ذات

مسٹر سیل

میں نے اپنی تحقیقات میں کوئی ثبوت ایسا نہیں پایا جس سے حضرت محمدؐ صاحب کے دعوئ رسالت میں شبہ ہو سکے یا ان کی مقدّس ذات پر مکر و فریب کا الزام لگایا جا سکے۔

پیغمبر اسلام اور ان کی نئی راہ.....

از ڈاکٹر شنکر داس صاحب مہرہ

بی، ایس، سی، ایم، بی، بی، ایس

جس راہ عمل کو محمدؐ صاحبؐ نے اپنایا اسے آپ دین اسلام یا تحریکِ اسلام کے نام سے پکارتے ہیں اور اس دنیا میں جو کچھ مسلم عوام اور بادشاہوں نے کیا اسے آپ تاریخ اسلام کہہ سکتے ہیں۔ تحریک اسلام اور تاریخ اسلام دو الگ اور مختلف چیزیں ہیں یعنی پہلی جہاں صرف نیکیوں کا مجموعہ ہے وہاں دوسری میں نیک و بد دونوں قسم کے عناصر ملیں گے کسی ایک کو دوسرے میں خلط ملط کرنا ایک غلط سی بات ہوگی اس کا نتیجہ سوائے بدگمانی اور گمراہی کے کچھ نہیں نکلتا، مار قتل و غارتگری، ملک گیری کی ہوس، کسی کی عزّت اور مال پر حملہ بذات خود یہ ایسے افعال نہیں جن کی تعریف کی جا سکے ان کے

پڑھنے سے نہ تو فاتح کا بھلا ہوتا ہے اور نہ مفتوح کا آخر میں دونوں اپنے ضمیر کو کھو بیٹھتے ہیں، مادی طاقت کے بل بوتے پر ہم صرف جسم پر ہی قابو پا سکتے ہیں لیکن دل اور روح کو اوپر نہیں اٹھا سکتے مگر تحریک اسلام اس سے بالکل مختلف ہے وہ ایک ایسا روح افروز مطالعہ ہے جس سے دل کو فرحت اور روح کو سکون اور ضمیر کو طاقت ملتی ہے جس سے انسانیت بلند ہوتی ہے،

تحریک اسلام کا جائزہ لینا ہو تو صرف قرآن اور حدیث ہی کا مطالعہ کرنا چاہئے تاریخ اسلام کا نہیں۔

آنحضرت کی زندگی

حضرت محمد صاحبؐ کی زندگی کیا تھی انھوں نے اپنی زندگی میں کیا کیا کیا؟ اور آپؐ نے کیا کیا کارہائے نمایاں کیئے؟ کھوئی ہوئی انسانیت کو کیسے ابھارا؟ یہ ایک بہت لمبی داستان ہے جو اس ایک چھوٹے سے مضمون کا موضوع نہیں بن سکتی اس پر ہزاروں کتابیں آگے لکھی جا چکی ہیں بندے نے بھی اپنی عقیدت کے چند پھول ایک کتاب کی شکل میں پیش کیئے ہیں جسکا عنوان ہے "حضرت محمدؐ کی زندگی ایک ہندو کی نظر میں" کتاب لکھی جا چکی ہے، اور اس وقت کتابت ہو رہی ہے پرماتما نے چاہا تو عنقریب شائع ہو جائے گی،

مختصر طور پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ محمدؐ صاحب وہ مہان ہستی تھے جن کا سر ہمیشہ خدا کے سجدے میں رہا اور جن کا دل جسم اور دماغ

انسان کی بھلائی ہیں،

حضرت محمد صاحبؐ وہ انقلابی انسان تھے جنھوں نے تمام عمر بدی کے خلاف جنگ کی اور انسانیت کو (اونچا) اٹھانے کا پروگرام پیش کیا، گو یہ پیغام کوئی نئی راہِ عمل نہ تھی، آپؐ سے پہلے بہت سے انبیاء پیش کر چکے تھے۔ مگر جس خوبی سے آپؐ نے اس کو دوبارہ پیش کیا اور جس سختی سے آپؐ نے اس پر عمل کیا یہ آپؐ ہی کا حصہ تھا آپؐ نے صرف یہ دگرام پیش کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کو سختی سے عملی جامہ بھی پہنایا، اور دنیا کو دین اسلام دیا آپؐ نے جہاں ایک نیک مہان برہمن کا پارٹ ادا کیا وہاں ایک سچے بہادر کشتری کا بھی آپؐ کی زندگی پر ہر فرد بشر کو ناز ہونا چاہیے۔

دین اسلام کی روح

جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں دین اسلام کے دو روحانی عقائد ہیں، اول یہ کہ ربوبیت ایک ہے۔ دوسرا یہ کہ نسل آدم اشرف المخلوق ہے اور تمام انسان بھائی بھائی ہیں، اور انسانوں میں کسی قسم کی تفریق جائز نہیں۔ گو یہ عقائد بظاہر جدا جدا معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت میں ایک ہیں تمام مخلوق خدا کی بنائی ہوئی ہے اس ترمیم کے ساتھ کہ نسل آدم کو تمام مخلوق پر خدا نے برتر بنایا ہے اگر ہم اس ترمیم کو قبول نہ کریں اور تمام مخلوقات کو برابر کا درجہ دیدیں جیسا کہ بھگوان بدھ اور مہاویر جی نے دیا تو دنیا نہیں چل سکتی، تمام نظام عالم درہم برہم ہو جاتا ہے

اور انسانی نسل ہی مٹ جاتی ہے اس کا مطلب تو یہ صاف ہوا کہ تمام کھانا، پینا اور زندہ رہنا گناہ ہوا آخر تمام چیزیں خدا کی مخلوق ہیں لہٰذا درجے میں سب برابر ہیں پھر کسی کی قربانی کیسے دیجائے خوراک کے طور پر استعمال میں لانا یہ سب گناہ بنجاتے ہیں، نیز کسی جنگلی جانور کو تاکہ وہ ضرر نہ کر سکے یا ان تمام جراثیم کو ختم کرنا جس سے نسل انسانی کو خطرہ ہو ایک گناہ عظیم ہو جاتا ہے، ظاہر ہے کہ ایسی فلاسفی سے نہ دنیا چل سکتی ہے اور نہ نسل انسانی اور جب نسل انسانی ہی نہ رہے تو تہذیب اور عالم بنانے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اس لئے قرآن کہتا ہے کہ تمام مخلوق انسان کی راحت اور نفع کے لئے بنائی ہے اسکو خشکی اور تری کے تمام جانور عطا کئے ہیں۔ تاکہ یہ سب پر سواری اور حکومت کرے دوسرے قرآن یہ فرماتا ہے کہ اللہ سب کا رب (پالنہار) ہے اور ساری نسل انسان ایک آدم کی اولاد ہے، اور سب آپس میں بھائی بھائی ہیں، ان میں کوئی بڑا نہیں بہ طور انسانی ناطے کے اسے ہر قسم کی عزت ملنی چاہیئے!

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی دیوبندی اسیر مالٹا اس کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ :- تمام انسان اس دنیا کی تمام ملک (زمین اور مال) کے برابر کے حصے دار ہیں جس انسان کے قبضہ میں زیادہ زمین یا مال ہے وہ اس کا امین (امانت دار) ہے مالک نہیں! اس کا فرض ہے کہ وہ لوگوں پر اس امانت کو

بانٹ دے۔ اسلام یہ تو تسلیم کرتا ہے کہ انسانی تقسیم نیک و بد کی بنا پر ہو سکتی ہے مگر کسی بدی کی بنا پر یہ سزا نہیں مانتا کہ نسل آدم کو روٹی، کپڑا، مکان یا راحت کا سامان نہ ملے، اسلام کا عقیدہ ہیکہ بدی کی سزا آخرت میں خدا دے گا، لیکن سماجی جرم اور گناہ کی سزا حکومت وقت دیگی اور یہ کہ تفریق مذہب کی وجہ سے کسی کو سزا نہیں دیجا سکتی، بلکہ ہر انسان کا بطور ایک انسان حق ہے کہ وہ اپنی عزت کا مطالبہ کرے،

دینِ اسلام کے تین روپ

اگر ہم تحریک اسلام کا پوری طرح مطالعہ کریں اور اسکے عقائد کی مختلف مدوں میں جائیں تو ہمیں اسلام کے تین روپ دکھائی دیں گے، پہلا مذہبی، دوسرا سوشل اور تیسرا اقتصادی،

تحریک اسلام کا مذہبی روپ

تحریک اسلام کا مذہبی روپ رب العٰلمین پر ایمان لانا، یہ ماننا کہ سب کائنات کو ایک پرماتما نے بنایا ہے اس میں کسی دوسرے رب کا دخل نہیں، شروع دنیا میں انسان گمراہی کے کارن مختلف ربوں کو مانتا تھا اور اکثر انکے ناموں پر لڑتا تھا ایک کہتا تھا کہ میرا رب بڑا ہے، دوسرا کہتا تھا میرا رب بڑا ہے اس پر خوب جنگ ہوتی، اس فتنے کو ختم کرنے اور روکنے کے لئے مختلف وقتوں میں مختلف پیغمبروں نے ایک رب کا پیغام دیا اور کہا کہ سب کائنات کو ایک ہی پرماتما نے خاک سے پیدا کیا یہ سچائی اتنی

عام ہو گئی ہے کہ دنیا کا ہر انسان اسے تسلیم کرتا ہے چاہے وہ کسی قومیت اور نسل سے ہو، اس لحاظ سے اسلام کا یہ مشن تمام دنیا میں پھیل چکا اس نقطہ سے شاید ہی اب اس دنیا میں کوئی منکر یا کافر ہو۔

اسلام کا سوشل روپ انسانی مساوات اسلام کا دوسرا روپ ہے اور یہ مشن بھی پہلا سمجھو، موجودہ جمہوریت کے دور میں جب بالغ رائے دہندگی عام ہوتی جا رہی ہو اور جب ایک نیچ ذات بھنگی اور اونچ ذات کا ووٹ برابر ہو تو ظاہر ہے کہ اونچ نیچ کا بھید زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا، بھارت جو کبھی قدامت پسندی کا گڑھ تھا اب یہ تیزی سے بدل رہا ہے، اب ہند میں سیاسی درجہ سب کا ایک ہے، اب ہر جاتی کا آدمی حاکم ہو سکتا ہے، حال ہی میں ہمارے وزیر قانون ڈاکٹر امبیدکر تھے،

اسلام کا اقتصادی روپ اسلام کا اقتصادی روپ یہ ہے کہ ہر شخص کو اتنا دیا جائے جس سے کہ اس کا گذارہ ہو سکے اگر کوئی آدمی لائق ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ دنیا کو اپنی لیاقت اور قابلیت سے فیض یاب کرے وہ دنیا کو فائدہ پہنچانے میں جو بخل نہ کرے لیکن اس کا مطلب یہ نہ ہونا چاہیئے کہ اگر اسے پرماتما نے عقل دی اور علم دیا اور اتنا دیا کہ ہر شخص ان کے علم و عقل کو نہیں پہنچ پاتا اس لیئے وہ اپنے ساتھی انسانوں کو لوٹے انہیں بے بس اور غلام بنائے، شروع اسلام میں خلفا اسلام نے کبھی اپنی زیادہ لیاقت کی بنا پر زیادہ تنخواہ کا مطالبہ نہیں کیا وہ تو صرف گذارے کے لیئے دس آنہ یومیہ بیت المال سے لیتے تھے

انکی کوئی نجی جائداد نہ تھی اور نہ ہی کوئی کاروبار کرتے تھے، دولت سب انسانوں میں برابر تقسیم کردی جاتی تھی تاکہ کوئی شخص حاجتمند اور غریب باقی نہ رہے، یہ وہ اقتصادی نصب العین جو اسلام کا جس کی جھلک آج آپ کو کمیونسٹ تحریک میں ملتی ہے آج حیرت کا مقام ہے کہ دنیا کو عموماً اور مسلم دنیا کو خصوصاً اس اقتصادی پہلو سے انکار ہے وہ اسلام کے دو پہلے روپ تو قبول کرتے ہیں مگر اقتصادی روپ جو تحریک اسلام کی جان ہے اسے قبول کرنیکو تیار نہیں، بہت سے مسلمانوں نے انفرادی طور پر تقوئی اور پرہیز گاری کو قبول کرلیا، یعنی خدا کی وحدانیت نماز روزہ حج، زکوٰۃ کے احکام پر پوری طرح عمل کرتے ہیں شراب اور زنا سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن جہانتک انسانی اقتصادی مساوات کا تعلق ہے وہ اسلام کے اس پہلو کو عملی طور پر قبول کرنیکو تیار نہیں آج انمیں کوئی حاکم وقت حضرت عمرؓ ثانی جیسا نہیں جو اس بنا پر گندم کھانے سے انکار کردے کہ اس وقت اس کی رعایا کو گندم میسر نہیں تھا اسی ایک واقعہ سے آج کے مسلمانوں کا مقابلہ کرلیجیئے جب صورت حال یہ ہو تو دولت مند مسلمان غریب کی کیا امداد کریگا؟ آج کو مسجد کا امیر ملّا اور خانقاہ کا پیر بھی کسی غریب پر ترس کھانیکو تیار نہیں شاید انہیں حالات کو دیکھ کر علامہ اقبالؒ نے کہا ہے :- ؎

مجھ کو تو سکھا دی ہے افرنگ نے زندیقی — اس دور کے ملّا ہیں کیوں ننگ مسلمانی

حضورؐ کی زندگی کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ مسلم اور غیر مسلم قرآن

اور حدیث سے ان چیزوں کو جمع کریں جن کا تعلق کھانے، پینے اور روز کے رہن سہن سے ہے اور دیکھیں کہ حضورؐ نے انھیں کہاں تک مساوات برتنے کی ہدایت کی ہے،

(۱) ہاشمیوں کی لڑکی کو ایک غلام کے ساتھ بیاہ دینا اس کا پہلا نمونہ ہے (۲) مکہ والے جو کہ آپکے دشمن تھے قحط کے وقت ان کی گندم اور مال سے مدد کرنا (انٹرنیشنل قانون) (۳) لڑکی کو لڑکے کے برابر حقوق دینا اور لڑکی کی پیدائش پر افسوس کا اظہار نہ کرنا، (۴) حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں سونے سے پہلے تلاش کرنا کہ ان کی عملداری میں کوئی فاقہ سے تو نہیں سویا؟

کیا آج ایک مسلمان بھی ایسا ہے جو دیکھتا ہو کہ اس کی گلی میں کیا ہو رہا ہے؟؟

میں نے یہ چھوٹا سا مضمون "حضورؐ کی زندگی کی نئی راہ" کے عنوان سے لکھا ہے اس آشا کے ساتھ کہ میرے مسلم اور غیر مسلم بھائی اس پر غور فرما کر حضورؐ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں گے اس سے انکا اس جنم میں بھی سدھار ہوگا اور عاقبت میں بھی۔

(ڈاکٹر شنکر داس مہرہ بلی ماران دہلی)